CLIVE.

by

COL. G. B. MALLESON.

کلائیو

ترجمہ

ڈاکٹر ابن حسن ، ایم۔ اے۔، پی ایچ۔ ڈی۔

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

رولرز آف انڈیا

(ہند کے حکمراں)

لارڈ کلائیو

اور ہند میں انگریزوں کی حکومت کا استقرار

تصنیف

کرنل جی۔ بی۔ مالیسن، سی۔ ایس۔ آئی۔

ترجمۂ

ابن حسن صاحب ایم۔ اے

مددگار پروفیسر تاریخ کلیہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۴۵ھ م سنہ ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۶ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی اجازت سے
جنہیں حقِ اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ کرکے
طبع و شائع کی گئی ہے

فہرست مضامین لارڈ کلائیو

ابواب	مضامین	صفحہ
پہلا باب	ابتدائی حالات ۔	۱
دوسرا باب	جنوبی ہند ۱۷۴۴ء ۔	۷
تیسرا باب	کرناٹک کی جنگ کا فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات پر کیا اثر پڑا ۔	۱۲
چوتھا باب	جنوبی ہند میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی جنگ کا کلائیو کی ذات پر کیا اثر پڑا	۱۸
پانچواں باب	کلائیو ایک سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرتا ہے ۔	۲۵
چھٹا باب	سپاہیانہ زندگی کا پہلا سال ترچناپلی اور ارکاٹ میں گزرا ۔	۳۱
ساتواں باب		۳۷
آٹھواں باب	کلائیو کا انگلستان میں قیام اور بنگال میں اس کے کارنامے ۔	۴۸
نواں باب	جنگ پلاسی ۔	۵۸
دسواں باب	پلاسی کے مال غنیمت کی تقسیم اور کلائیو کے تعلقات میر جعفر سے اور جنوبی ہند کے رئیسوں اور ولندیزیوں سے ۔	۶۹

ابواب	مضامین	صفحہ
گیارھواں باب	کلائیو کا انگلستان میں دوسرا پھیرا۔	۸۹
بارھواں باب	بنگال میں بدنظمی کا دور۔	۹۷
تیرھواں باب	بنگال کی اصلاح۔	۱۰۳
چودھواں باب	لارڈ کلائیو کا سیاسی و خارجی مسلک۔ فوجی تنظیم اور اُسکے نتائج۔	۱۱۲
پندرھواں باب	فاتح اور مدبر زمان کی واپسی اس کے ہموطنوں کا اُسکے ساتھ سلوک اس کی کشمکش اور اس کا انتقال۔	۱۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لارڈ کلائیو

پہلا باب

ابتدائی حالات

ایک نوعمر فرنگی رابرٹ کلائیو نامی جسکو بیسواں سال لگا تھا ایسٹ انڈیا کمپنی میں محرر مقرر ہو کر ۱۷۴۴ء کے اواخر میں مدراس پہنچا۔

اس نوعمر شخص کے لڑکپن کی حالت کچھ امید افزا نہ تھی۔ شراپ شائر Shrop shire میں مارکٹ ڈریٹن market Drayton کے قریب ۱۷۲۵ء میں وہ پیدا ہوا۔ تین سال کی عمر میں تعلیم و تربیت کی غرض سے اوسے اوسکے خالو یعنی ہوپ ہال والے مسٹر بیلی Bayley of Hope Hall کے پاس مانچسٹر بھیجدیا گیا اس کم سنی میں اس انتظام کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی اگر اوس کے والدین کے خصائل اور اون کے طرز زندگی سے اسکا پتا لگانیکی کوشش کی جاوے تو وہ بالکل بے سود ہوگی۔ اسکے باپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک نہایت تند مزاج چڑچڑی طبیعت کا آدمی تھا لیکن اوسکی ماں بہت سمجھ والی اور خوش مزاج تھی۔ کلائیو کہا کرتا تھا کہ تمام مدرسوں کی تعلیم سے زیادہ اوس پر اوس کی ماں کا اثر ہے لیکن وہ مسٹر بیلی کے انتقال کے بعد بھی اوسی کے مکان پر رہا۔ وہی اوسکا گھر تھا اور وہیں اوس کے ساتھ لطف و عنایت کا سلوک ہوتا تھا لہذا اس کم سنی میں اپنی ماں کے متعلق اوسے بہت کم واقفیت ہوگی۔ ایک دو مرتبہ سخت علالت کے بعد جسکا اثر اوسکی صحت پر آیندہ بھی پڑا یہ کم سن رابرٹ ڈاکٹر ایٹن Dr. Eaton کے پرائیویٹ مدرسہ لاسٹک میں بھیجدیا گیا اور گیارہ سال کی عمر میں اسکو یہاں سے مارکٹ ڈریٹن بھیجکر مسٹر برسلم Burslem کے مدرسہ میں

صفحہ ۱۰

وہ داخل کرادیا گیا۔ چند سال تک اس شخص کے زیر تعلیم رکھنے کے بعد پبلک اسکول کا کچھ تجربہ حاصل کرنیکے لئے وہ مرچنٹ ٹیلرز Merchant Taylors بھیجدیا گیا۔ یہاں سے بالآخر وہ ہرٹ فورڈ شائر Hertfordshire میں مسٹر اسٹرلنگ کے پرائیوٹ مدرسے میں شریک کرایا گیا یہاں وہ ۱۷۴۳ء تک رہا۔ اور یہیں سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں محرری کی جگہ پر نامزد ہوا۔

ان سب مدارس میں بیباکانہ جرأت اور حکم عدولی رابرٹ کلائیو کی خاص خصوصیات رہیں۔ لکھنے پڑھنے سے اوسے کچھ سروکار نہ تھا۔ لڑنے بھڑنے والے لڑکوں کے غول میں اسکا شمار تھا۔ مدرسوں میں جتنے جھگڑے اوٹھتے اور جتنی شرارتیں ہوتیں اون سب میں سرغنہ یہی ہوتا تھا۔ مدرس اوس سے تھرّاتے تھے لیکن ہم مکتب جنھوں نے اوسے بگاڑا تھا اون میں وہ سردلعزیز تھا۔ ہر موقع پر اوس نے یہی سیکھا کہ سرداری کیونکر کرنی چاہئے۔ دلیر اسقدر تھا کہ کسی خطرہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ نہ کبھی گھبراتا تھا نہ کبھی پریشان ہوتا تھا۔ جتنے بڑے خطروں کا سامنا ہوتا اُستنے ہی زیادہ اوس کے ہوش وحواس قائم رہتے۔ غرض صدہا طریقوں سے اوس نے ظاہر کردیا کہ وہ کام کا آدمی ہوکر رہیگا۔

ایسی حالت میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسی تعلیم میں جی لگانے سے اوسکو سخت نفرت رہی جو باپ کے پیشے کے لئے اوسے تیار کرسکتی تھی۔ ایک عدالت کی مختارکاری اور اس قسم کی زندگی کی زحمت اوسکے لئے ایسی ہی ناگوارتھی جیسی کہ آئندہ زمانے میں آئزک ڈزریلی کے بڑے بیٹے کے لئے وہ ناگوار ثابت ہوئی۔ وہ تو ایسی زندگی چاہتا تھا جس میں کچھ کارنامے دکھانے کا موقع ملے۔ اگر وطن میں اوس کے لئے ایسا کوئی میدان نہ تھا تو وہ دنیا کے دوسرے ممالک میں اوسے تلاش کرنیکے لئے آمادہ تھا۔ غرض جب باپ نے جسے اپنے بڑے بیٹے سے محبت تو ضرور تھی لیکن اوس پر کوئی اعتماد نہ تھا ایسٹ انڈیا کمپنی میں اوسکو محرری دلادی تو اوس نے لالچ میں آکر وہ جگہ قبول کرلی۔ صفحہ ۱۱

لیکن اگر کلائیو کو اون کاموں کا ذرا بھی اندازہ ہوتا جو اس جگہ کے ساتھ مخصوص تھے تو بلاشبہہ وہ اونکو بحقارت نامنظور کردیتا۔ اوپر بیان کرچکا ہوں کہ اوسکو کام میں زندگی بسر کرنے کی تمنا تھی لیکن جگہ اوس نے وہ قبول کی جس پر کام کرنا ایک گرم ملک میں بہت بے لطف اور تکلیف دہ تھا۔ جس کمپنی کی ملازمت میں وہ داخل ہوا وہ ایک محض تجارتی جماعت تھی۔

اس کے کارندوں نے یہاں جو کارخانے قائم کر لیئے تھے اونکے گرد چند مربع میل زمین
تھی اور یہی ہندوستان میں اس کمپنی کا کل علاقہ تھا۔ دیسی حکومتوں کو اس زمین کا لگان
ادا کیا جاتا تھا۔ انکے پاس ایک چھوٹی سی فوج تھی جسمیں زیادہ تر ہندوستانی سپاہی تھے۔
انکے ہتھیار تک درست نہ تھے۔ انکا کام پہرا دینا اور چند بوسیدہ قلعوں کی جو گوداموں کو
محفوظ کئے ہوئے تھے حفاظت کرنا تھا۔ ملک گیری کی غرض سے خود لڑائی شروع کرنیکا خیال
بڑے سے بڑے ہمت والے انگریز گماشتے کے دل میں بھی کبھی نہ گزرتا ہوگا جس صوبے میں ان کے
کارخانے تھے وہاں کے فرمانروا کو وہ اپنا زمیندار اور سردار تصور کرتے تھے۔ اوسکے زیر سایہ
اوسکی زمین پر سیدھے سیدھے رہنا اور پابندی سے کرایہ ادا کرنا اونکا کام تھا اور اسی پہ وہ
قانع تھے رابرٹ کلائیو جیسے نوجوان شخص کی جنگی قابلیتوں کے لئے ہند کی سرزمین میں واقعی کوئی

صفحہ ۱۲

میدان نہ تھا بس خدمت پر وہ مقرر ہو کر آیا تھا وہ فقط محرری تھی۔ حسابات درست رکھنا جہازوں
میں مال بھرنا پیشگی روپیہ ادا کرنا محرر کا فرض تھا۔ جہاز پر مال وہ لدواتا اور اس بات کی نگرانی
کرتا کہ کمپنی کے اجارے میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونے پاوے۔ یہی محرر کے کام تھے۔ تنخواہ
کم تھی۔ روزمرہ کا کام نہایت بے لطف تھا البتہ برسوں کی جانفشانی کے بعد پرانے محرروں کو
ذاتی طور پر تجارت کرنے کی اجازت ملجاتی تھی اور اس طرح دولت کمانیکا موقع اون لوگوں کو ملجاتا تھا
لیکن سالہا سال تک مصیبت بھرے بغیر اسکا موقع شاذونادر ہی آتا تھا اور اوس وقت تک
یہاں کی بُری آب وہوا میں اون کے قویٰ ازکار رفتہ ہو جاتے تھے۔

رابرٹ کلائیو جیسی طبیعت والے نوعمر کے لئے یہ کام ہرگز خوشگوار نہیں ہو سکتا تھا۔
ابتدا ہی سے اسکو اس کام سے نفرت تھی۔ ۱۷۴۳ء میں اوس نے انگلستان چھوڑا۔ اُس کا
سفر نہایت طولانی اور سخت تکلیف دہ رہا۔ جس جہاز میں وہ سوار تھا وہ ریو پر رک گیا اور وہاں
نو مہینے پڑا رہا۔ کچھ عرصہ خلیج سینٹ سائمن میں رکا اور بالآخر ۱۷۴۴ء کے اواخر میں مدراس
پہنچا جو کچھ روپیہ اوس کے پاس تھا وہ اس عرصہ میں صرف ہوگیا اور جہاز کے کپتان سے
نہایت سخت شرح سود پر روپیہ قرض لینا پڑا۔ مدراس میں جس شخص کے نام وہ تعارف کا خط
لایا تھا وہ وہاں سے روانہ ہو چکا تھا۔ جو کچھ فائدہ ہوا وہ یہ تھا کہ ریو میں پرتگیزوں کے حالات
سے اوسے کسی قدر واقفیت ہوگئی۔

بالآخر وہ یہاں پہنچا اور اون سخت تکلیف دہ اور ناخوشگوار کاموں کی طرف رجوع ہوا جن سے

کہیں کم تکلیف وہ فرائض کو اوس نے انگلستان میں انجام دینے سے انکار کر دیا تھا جہاں کی
آب و ہوا اوس کے موافق تھی اور جہاں بجائے آفتاب سے ڈرنے کے دھوپ اور سورج کی
تمنا رہتی ہے۔ اس طور سے اپنے دوست احباب اور خویش و اقارب سے جدا ہو کر اوسے ناچار
اپنے اوس عہدے کے کاموں کی طرف توجہ کرنی پڑی جسکو وہ خود قبول کر چکا تھا اور اب وہ صفحہ ۱۳
اپنے مفوضہ کام کو شوق سے نہیں بلکہ کشیدہ خاطر ہو کر انجام دینے لگا مگر اس طرح بے دلی
سے کام کرنا بھی اوس کے لئے موجب تکلیف تھا۔ وہ اسکو اپنی ذلت سمجھتا تھا اور اس ذلت کا
احساس بھی تکلیف کے ساتھ کرتا تھا۔ اوسکا حال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جو اوس کے
ہمعصروں نے اسکے بارے میں تحریر کیا ہے اور جسکو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ ایک مدت دراز تک
وہ اپنے ساتھیوں اور حکام سے قطعی علٰحدہ رہا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ نوعمر شخص
اون سے اس قدر سخت پرہیز کرتا ہے تو کچھ عرصہ بعد اونھوں نے بھی اوسکی طرف التفات
کرنا چھوڑ دیا اور گو کچھ مدت بعد رفتہ رفتہ اون سے میل جول ہو گیا تاہم اخلاص کی نوبت نہ آسکی۔
اس بیان میں مبالغہ کی آمیزش ہونی شبہہ سے خالی نہیں ہے۔ ہم کو اوس کی بددماغی اور
خود پسندی کا حال بتایا گیا ہے اور ہم یہ بھی پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اوس نے اپنے ایک حاکم بالا
کی توہین کی اور جب گورنر نے معافی مانگنے کا حکم دیا تو جس قدر بھدے طور سے ممکن تھا اوسکی
تعمیل کی اور جب حاکم بالا کا غصہ اس طور سے فرو ہو گیا اور اوس نے رنجش دور کرنیکی غرض سے
اوسے اپنے ساتھ کھانا کھانیکے لئے مدعو کیا تو اوس نے ان الفاظ میں انکار کر دیا کہ "مجھے
گورنر نے آپ سے معافی مانگنے کا حکم دیا تھا آپ کے ساتھ کھانا کھانیکا مجھے کوئی حکم نہیں ملا"
اس ایک ہی طرح کے اوقات اور افلاس سے تنگ آکر اوس نے ایک روز بھرا ہوا پستول
دو مرتبہ اپنے سر پر چلایا اور دونوں مرتبہ وہ نہ چلا۔ اسکے تھوڑی ہی دیر بعد ایک ساتھی کمرے
میں داخل ہوا جس نے کلائیو کے کہنے سے پستول کو کھڑکی کے باہر رکھکر چلایا اور وہ چل گیا۔
یہ دیکھکر کلائیو اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ "اب میں سمجھا کہ شاید کچھ بڑے کام میرے ہاتھ سے
انجام پانے والے ہیں"

صفحہ ۱۴ یہ قصے اتنی مرتبہ بیان ہوئے ہیں کہ گویا بلا مبالغہ دل پر نقش ہو گئے ہیں لیکن مسٹر فارسٹ
نے احاطہ مدراس کے جو سرکاری کاغذات سنہ ۱۸۹۰ء میں طبع کئے ہیں اون سے قطعی مختلف حال
ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں ناظرین کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ پادری مسٹر فورڈ اٹس نے ایک

استغاثہ مارپیٹ کا کلائیو پر دائر کیا ہے اور فورٹ سینٹ ڈیوڈ کی مجلس نے جو احاطہ مدراس میں برسر حکومت ہے اس استغاثہ کے بارے میں اپنی کیفیت لکھکر یورپ کو روانہ کردی ہے۔

اس کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر فورڈائس ایک بڑا بزدل فسادی شورہ پشت آدمی تھا علاوہ اسکے دیگر اعتبارات سے بھی اس قابل نہ تھا کہ شریفوں کی صحبت میں داخل ہوتا۔ کلائیو کے کان تک یہ بات پہنچی کہ اس شخص نے دوسروں کے سامنے کلائیو کو بزدل اور بدمعاش کہا تھا اور مسٹر لیوی موزیز Mr. Levy Moses کے سامنے ان پادری صاحب نے کلائیو کو دیکھکر اسکی طرف بیت بھی مارنے کو اوٹھایا تھا اور کپتان کوپ سے کہا کہ وہ کلائیو کی سب ہڈیاں اسکی کھال میں چورا کرکے رکھ دیگا .... دوران مقدمہ میں کلائیو نے اپنے بیان میں کہا کہ اس بار بار کی توہین سے مجھے اس قدر اشتعال پیدا ہوا کہ میں مسٹر فورڈائس سے کڈاپور میں ملا تاکہ اوسکی حرکتوں پر اوسے اچھی طرح ملامت کروں چنانچہ میں نے اوس سے کہا کہ تمھارے برتاؤ سے مجھے اس قدر آزار پہنچا ہے کہ اب مجھے اسکی برداشت نہیں ہے یہ کہکر میں نے دو تین مرتبہ بیت سے اوسے مارا مسٹر فورڈائس نے بھی ایسا ہی کیا اور مجھ سے گتھ گیا لیکن کپتان لیوکاس نے ہم کو فوراً چھڑا دیا۔

مجلس نے اس مقدمہ کی تجویز میں مسٹر فورڈائس کی متعدد ناشایستہ حرکات کو مختصر طور پر بیان کیا ہے اور یہ تسلیم کرکے کہ اوس نے کلائیو کو اشتعال دیا مسٹر فورڈائس کو معطل کردیا۔ کلائیو کے متعلق اونھوں نے یہ تحریر کیا کہ "اس خیال سے کہ مسٹر فورڈائس پر حملہ کرنا کہیں کلائیو کے حق میں مضر نہ ہو ہم آپ کو اس امر کا یقین دلانا مناسب نہیں سمجھتے کہ عام طور سے کلائیو ایک نہایت ہی خاموش آدمی سمجھا جاتا ہے اور اب تک کسی قسم کی بے عنوانی اوس سے ظاہر نہیں ہوئی ہے" اس بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عام طور سے کلائیو کا جو چال چلن بیان کیا جاتا تھا وہ غلط تھا اوس کے ہندوستان کے قیام کے تیسرے سال تک اوس کے حکام بالادست اپنی صحبت میں اوسے ایک خاموش آدمی خیال کرتے تھے۔

صفحہ ۱۵

الغرض یہاں کی نہ آب و ہوا اوسے موافق آئی اور نہ پیشۂ محرری اوسکی طبیعت کے مناسب تھا۔ اپنے ایک عزیز کو اوس نے لکھا کہ "جس دن سے میں نے وطن چھوڑا ہے میرا ایک دن بھی خوشی سے نہیں گزرا" دیگر خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک خلاف طبیعت پیشہ کے پسند کرلینے پر وہ کس قدر رنجیدہ اور پشیمان تھا۔ رفتہ رفتہ اس بات کا احساس ہو گیا کہ

کانٹوں پر پاؤں مارنے سے کوئی فائدہ نہیں (یعنی جو کچھ ہونا تھا ہولیا اوس پر رنج و افسوس کرنا بے سود ہے) اب بہ نسبت سابق کے اوس نے اپنے ساتھیوں سے زیادہ ملنا شروع کر دیا۔ گورنر مسٹر مورس نے اس ہمدردی سے کہ ایک نوعمر شخص زندگی سے بیزار ہوکر مصیبت میں گھلا جاتا ہے اپنے وسیع کتب خانہ میں اوسے مطالعہ کرنے کی اجازت دیدی۔ اس سے کلائیو کو اپنی تکلیفوں میں کچھ کمی معلوم ہوئی گا تکلیفوں کے دن بھی ختم ہوچکے تھے جو کتابیں اوس کے مطالعہ میں تھیں وہ ختم بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ زمانے کی نیرنگیوں نے کلائیو کو ایسے ایسے کام کرنیکا موقع دیدیا جسکی اوسکو تمنا تھی۔

دوسرا باب

جنوبی ہند ۱۷۴۴ء

صفحہ ۱۶

جن مجبوریوں نے انگریزوں کو ۱۷۴۵ء کی جنگ میں پھنسا دیا اونھیں اچھی طرح پر سمجھنے کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ایک سال قبل کل ملک اور خصوصاً جنوبی ہند کی جو حالت تھی اوس پر ایک سرسری نظر ڈالیجا دے۔

عام حالت

عام طور پر ہند کے متعلق محض اتنا کہدینا کافی ہے کہ ۱۷۰۷ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد سے حکومت کی باگیں ڈھیلی پڑگئی تھیں اور اوس اتحاد کا نہایت تیزی سے خاتمہ ہو رہا تھا جس پر سوسائٹی کی شیرازہ بندی کا مدار ہوتا ہے۔ ۱۷۳۹ء میں نادرشاہ کے حملے اور دہلی کی تاراجی نے سلطنت مغولیہ کو ایسا صدمہ پہنچایا کہ اوس سے پھر وہ سنبھل نہ سکی۔ ۱۷۶۱ء تک ابتری عام ہوگئی اور اسی سال پانی پت کی تیسری جنگ نے اسے انتہا پر پہنچا دیا۔ جسمیں زور تھا اوسکا دور تھا۔ "اپنی چیز کی حفاظت اور دوسرے کی چیز کی خواہش" یہی ہر امیر کا اس زمانے میں مسلک تھا۔ زراعت پیشہ لوگوں کو ہر جگہ یہ محسوس کرنیکی کافی وجہ تھی کہ مدبرانہ حال "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس"[1] کا مصداق ہے۔

دکن صفحہ ۱۷

یہ ابتری سلسلۂ کوہ ونڈھیا کے جنوب میں اوس علاقے تک پہنچ گئی جو دکن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اورنگزیب نے جنوبی ہند کے اکثر صوبوں کو تسخیر کر کے ایک حاکم کے تحت میں رکھا تھا۔ اوسکا تقرر دربار دہلی سے ہوتا تھا اور وہ صوبہ دار یا صوبہ کا حاکم کہلاتا تھا۔ جب ابتری بڑھی تو صوبہ دار اور اوس کے ماتحت سردار اپنے اپنے علاقے دبا بیٹھے۔ نادرشاہ کے حملے نے اونکے اس کام کو اور بھی آسان کر دیا چین قلیچ خان جسکے خاندان والوں نے

[1] "لارڈ لارنس نے جو ۱۸۴۳ء میں پانی پت کا قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر تھا مجھ سے کہا کہ زمانے کی عام ابتری کو جسکا ۱۸۱۸ء میں خاتمہ ہوا ہندوستانی ان ہی الفاظ میں بیان کیا کرتے تھے"۔ مصنف

اکبر اور اوسکے جانشینوں کی نہایت وفاداری سے خدمت کی تھی اور جن کے والد اورنگزیب کے امرائے خاص میں سے تھے اور جن کو خود بھی اورنگزیب کی خدمت کا شرف حاصل تھا اور جن کو اورنگزیب کے جانشینوں نے نظام الملک و آصف جاہ کے لقب سے ممتاز کیا تھا انھوں نے جنوبی ہند کی صوبہ داری کو اپنے خاندان میں دائمی اور موروثی بنانیکی کوشش کی ۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دکن میں پورا جنوبی ہند شامل نہیں ہے ۔ میسور ۔ ٹراونکور و کوچن خودمختار تھے ۔ دکن سے وہ تمام علاقہ مراد ہے جس میں ممالک محروسۂ سرکارعالی کے علاوہ وہ علاقے بھی شامل ہیں جو شمالی سرکار اور کرناٹک کے نام سے مشہور ہیں لیکن کرناٹک کا علاقہ راست صوبہ دار کی حکومت میں نہ تھا وہ ایک جدا ماتحت ریاست تھی جسکی حدود شمال میں دریائے گنڈلا کاما تک پھیلی ہوئی تھیں ۔ مغرب میں پہاڑی سلسلہ اوسکو میسور سے جدا کرتا تھا اور جنوب میں اوس کی حدود اوس زمانے کی ریاست میسور اور تنجور سے ملتی تھیں اور مشرق میں سمندر تک پہنچتی تھیں ۔ ریاست ترچناپلی جو اس کے جنوب میں واقع تھی اوسکا ذکر یہاں اس خیال سے نہیں کیا گیا کہ کرناٹک کے نواب اوسکو اپنی جاگیر سمجھتے تھے اور آئندہ معلوم ہو جاوے گا کہ جس سال کے یہ حالات ہیں (یعنی سنہ ۱۷۴۴ع) اوس سے قبل ہی نواب کرناٹک نے تنجور کے قلعہ کو تسخیر کر لیا تھا ۔

صفحہ ۱۸

آئندہ معلوم ہوگا کہ اس زمانے میں چین قلیچ خاں جو نواب نظام الملک کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں اور جن کو یہاں بھی اس نام سے موسوم کیا جاویگا دکن کے حکمران تھے اسی زمانے میں نواب کرناٹک انکا ایک زبردست ماتحت تھا ۔ اس رئیس کی ریاست سمندر تک پھیلی ہوئی تھی اور اسی کے علاقے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے اراضی مقبوضہ مدراس و پانڈیچری شامل تھے ۔ نواب کرناٹک کا عہدہ بھی تقریباً موروثی ہی سمجھا جاتا تھا اور جب اس خاندان میں کوئی وارث نہ رہا تو پھر کرناٹک میں خرابیاں پیدا ہوئیں اور ان ہی کی بدولت کلائیو کو اپنے پوشیدہ جوہر نمایاں کرنیکا موقع مل گیا ۔

کرناٹک

ان واقعات کو بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جن مقبوضات کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اونکا کچھ ذکر کر دیا جاوے اور اونکے سرداروں کے خاص اصولوں ۔ اونکی محرک قوتوں اور اون اسباب کو جنکی وجہ سے انکا باہمی تصادم ہوا تجزیہ کیا جائے ۔

انگریز

ابتدا میں انگریزوں نے ۱۶۲۵ء میں ساحل کارومنڈل کے ایک معمولی مقام پر

جو مدراس سے شمال میں چھتیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اب آرمیگاؤں کے نام سے مشہور ہے ایک کارخانہ قائم کیا تھا۔ سات سال کے بعد بیسانگڈھ کے راجہ نے انھیں ایک قطعۂ زمین بطور عطیہ کے دیا۔ اوسے وہاں کے لوگ توچیناپٹانم کہتے تھے لیکن انگریزوں نے اوسکا نام مدراس رکھا اور اپنے گوداموں کے گرد ایک قلعہ بناکر اوسکا نام فورٹ سینٹ جارج رکھا۔ ۱۶۵۳ء میں کمپنی نے لندن میں اسی مدراسی مقبوضہ کو ایک "احاطے" یا "صوبے" کی حیثیت دی۔ سترھویں صدی کے اواخر میں یہاں کی آبادی تین لاکھ تھی ۱۷۴۳ء میں اسکے تین خاص علاقے تھے۔ جنوبی علاقہ وہائٹ ٹون تھا جسکا طول شمال سے جنوب کی طرف تقریباً چارسوگز اور عرض سوگز تھا۔ یہاں صرف اہل یورپ رہتے تھے جن میں زیادہ تر انگریز تھے۔ اس علاقے میں تقریباً پچاس مکان اور دو گرجا تھے جن میں سے ایک کیتھولک مذہب کا تھا۔ اسی میں کارخانے کا ناظم رہتا تھا۔ یہ سب ایک احاطے میں محصور تھے جو فورٹ سینٹ جارج کہلاتا تھا۔ تو اتنا بڑا تھا لیکن دراصل اس قلعہ سے مراد ایک پتلی سی چاردیواری تھی جسکی حفاظت کے لئے چار بہت ناقص اور کمزور برج اور ایسے ہی چار مورچے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ سے باہر کوئی تعمیر قلعہ کی حفاظت کے لئے نہ تھی۔ اسی علاقہ کو وہائٹ ٹون (گوروں کا شہر) کہتے تھے۔ اس کے جنوب میں اوراس سے متصل ہی دوسرا علاقہ تھا جو اس سے زیادہ وسیع لیکن زیادہ غیر محفوظ تھا۔ اس میں زیادہ تر آرمینی اور دیسی سوداگر آباد تھے اور یہ بلیک ٹون (کالوں کا شہر) کہلاتا تھا۔ اسکے شمال میں ایک گاؤں تھا جس میں غریب دیسی رہتے تھے۔ یہ تینوں علاقے ملکر مدراس کہلاتے تھے۔ جنوب میں وہائٹ ٹون سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر دو اور گاؤں تھے ان میں بھی دیسی لوگ آباد تھے لیکن یہ گاؤں مدراس میں شامل نہ تھے۔ انگریزوں کی تعداد اُس وقت تین سو سے زائد نہ تھی۔ ان میں کے دو تہائی انگریز فوجی تھے۔ لیکن ان میں سے چند ہی ایسے ہونگے جنھوں نے کبھی گولی چلتے دیکھی ہوگی۔

مدراس میں انگریزوں کی نوآبادی محض ایک تجارتی نوآبادی تھی۔ اس وقت تک ان میں سے کسی کو یہ خیال بھی نہ ہوگا کہ اپنے اس احاطے کو اون تنازعات میں مبتلا کرے جو اس وقت دیسی سرداروں میں برپا تھے۔ انگریز سب سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے۔ اونکا مقصد یہ تھا کہ امن سے رہیں اور دوسروں سے اخلاص ومحبت پیدا کریں۔ مالکان زمین کو

صفحہ ۱۹
صفحہ ۲۰

وہ اپنا سردار تسلیم کرنیکے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے تھے ۔ جو حفاظت اون کو حاصل تھی اوسکا معاوضہ کمال اطاعت شعاری سے ادا کرنے اور اپنے سردار کے غصے اور اوسکی ناراضی کو خوشامد اور نذرانوں سے دور کرنے میں اونھیں کوئی عار نہ تھی ۔

فرانسیسی

لیکن اسی ساحل پر فرانسیسیوں کی ایک نوآبادی تھی ۔ اوس میں دوسرے ہی مسلک کا آغاز ہوگیا تھا ۔ سنہ ۱۶۷۲ء میں بیجاپور کے بادشاہ نے فرانسیسی تجار کے ہاتھ جو اسوقت ایک نہایت مشہور شخص فرنسس مارٹن نامی کی زیر قیادت تھے ۔ ایک قطعۂ زمین فروخت کیا جو ساحل کارومنڈل پر مدراس سے جنوب مغرب میں چھیاسی (۸۶) میل کے فاصلے پر واقع تھا ۔ اس زمین پر جو ساحل سے متصل تھی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا جسے وہاں کے لوگ پوڈوچری کہتے تھے ۔ فرانسیسی نوواردوں نے اس گاؤں کی حدود وسیع کیں اور اوسکو بہت خوشنما بنایا اور اپنی تجارت وسکونت کا اُسے مرکز قرار دیا ۔ رفتہ رفتہ اوسکا نام بگڑکر پانڈیچری ہوگیا ۔ بعد میں اسی نام سے یہ مقام مشہور ہوا اور اب بھی اس کا یہی نام ہے ۔

جب تک مارٹن زندہ رہا فرانسیسی نوواردوں کا بھی وہی مسلک رہا جو انگریزوں کا مدراس میں تھا اور مارٹن کے انتقال (۳۰ دسمبر سنہ ۱۷۰۶ء) کے بعد بھی اس میں کوئی فوری تبدیلی نہ ہوئی ۔ سنہ ۱۷۳۵ء تک بھی جب کہ ایم ۔ بنیاٹ ڈوماس M. Benıot Dumas فرانسیسی مقبوضات ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا اون کے اس مسلک میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی لیکن ڈوماس نے جائزہ لیتے ہی مالی وملکی فوائد حاصل کرنیکی غرض سے دیسی فرمانرواؤں سے تعلقات بڑھانے اور اونکی آپس کی لڑائیوں میں شریک ہونیکا مسلک اختیار کیا ۔ اس مسلک کو جسکا یہ موجد تھا اوسکے جانشین ڈوپلے Duplcix نے انتہا کو پہنچادیا ۔

صفحہ ۲۱

ناظرین پر حالات بخوبی منکشف ہونے کے لئے اتنا اور بتا دینا چاہئے کہ دونوں نوآبادیاں جو باہمی حریف مقابل ہیں اونکی مرفہ الحالی کا مدار اوس طرز عمل پر تھا جو یورپ میں اونکے مالک اختیار کرتے تھے اس معاملے میں انگریز ہر لحاظ سے فائدے میں رہے کیونکہ پیرس میں جزائر ہند کی کمپنی نے اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ فرانسیسی حکومت نے بھی اپنی اس ہندی نوآبادی کو اکثر موقعوں پر بھوکا مارڈالا اور اگر کبھی اسکو مدد بھیجی بھی تو حد درجہ ناکافی اور اکثر ناوقت ۔ برخلاف اسکے ایسٹ انڈیا کمپنی اور حکومت انگلستان نے مدراس کی ضروریات کا اس سے کہیں بہتر انتظام کیا ۔

لیکن اسکا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ جہاں تک روپیہ اور فوج کا تعلق تھا یہ چیزیں

فرانسیسیوں کو شروع شروع میں بہ نسبت انگریزوں کے بہتر طریقہ پر مہیا کیجاتی تھیں۔ لیکن جب تک یورپ میں یہاں کی نزاع کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوا اس ملک میں یہ نزاع ان لوگوں کی جبلی صفات کا ایک مقابلہ تھی جو یہاں موجود تھے گویا جن قوموں کے یہ لوگ نمایندے تھے اونکی قابلیتوں کا باہمی مقابلہ تھا۔

۱۷۴۴ء میں جنوبی ہند کی جو حالت تھی اوسے مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد اب میں اوس حادثہ کے اسباب بیان کرتا ہوں جو اس تاریخ کے ہیرو کی آمد کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وقوع میں آیا۔

صفحہ ۲۲

تیسرا باب

کرناٹک کی جنگ کا فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات پر کیا اثر پڑا

کرناٹک کی عام حالت

پہلی بلا کرناٹک سے اوٹھی یہاں کا رئیس اورنگزیب کے انتقال کے وقت ایک نواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس رئیس کی اولاد نے یہ نیا طریقہ نکالا کہ عہدے کو اپنے خاندان میں جیسا کہ اوس وقت عام طریقہ ہو چلا تھا موروثی قرار دے لیا۔ نواب سعادت اللہ خاں جن سے یہاں بحث ہے ۱۷۱۰ء میں دربار دہلی کی طرف سے باضابطہ طور پر کرناٹک کے صوبہ دار مقرر ہوئے تھے۔ بائیس سال کامل امن وامان سے حکومت کرکے ۱۷۳۲ء میں اونھوں نے انتقال کیا۔ چونکہ وہ لاولد تھے اس لئے وصیت کی کہ ان کے بعد انکا بھتیجا دولت علی انکا جانشین بنایا جائے اور دولت علی کا چھوٹا بھائی باقر علی قلعہ ویلور اور ضلع ویلور کا حاکم ہو۔ اور انکی چاہیتی بیوی کا بھتیجا غلام حسین (جو چندا صاحب کے نام سے مشہور رہا) اونکے جانشین نواب دولت علی کا دیوان بنے۔

اس وصیت پر عمل ہوا لیکن نواب نظام الملک صوبہ دار دکن کو جن سے ناظرین واقف ہو چکے ہیں یہ انتظام پسند نہ آیا۔ اس اعلیٰ امیر کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ جس طرز عمل کو وہ خود اختیار کرنیکے لئے تیار تھے وہی انکے ماتحت بھی اختیار کریں۔ اس معاملے میں انکی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی لہذا اونھوں نے اپنے اثر سے کام لیا تاکہ دربار دہلی سے یہ انتظام منظور نہ کیا جائے اس پرآشوب زمانے میں بھی ہر رئیس غارتگری کے کاموں کے لئے بھی دربار دہلی کی منظوری کا طلبگار ہوتا تھا اس سے زیادہ کوئی کارروائی نواب نظام الملک نے اسوقت نہیں کی

اور دولت علی کو اس حیثیت میں رہنے دیا کہ گویا وہ اپنے اعلیٰ سردار کی رضامندی اور اپنے آقا شہنشاہ دہلی کی منظوری حاصل کئے بغیر حکومت کر رہا ہے۔

نواب نظام الملک کا خیال صحیح تھا کہ زمانہ نواب دولت علی سے انتقام لیکر رہیگا۔ نواب دولت علی مسند نشینی کے چار سال بعد ترچناپلی کے رئیس کا انتقال ہو گیا۔ نواب دولت علی نے اپنے بیٹے صفدر علی اور اپنے دیوان چندا صاحب کی کمان میں ایک فوج ترچناپلی کے قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کر دی۔ راستے میں مالگزاری وصول کرنیکے بہانے سے یہ سب مدراس اور وہاں سے پانڈیچری پہنچے۔ پانڈیچری میں چندا صاحب نے فرانیسیوں سے گہرے تعلقات پیدا کئے جن کا واقعات آئندہ پر گہرا اثر پڑا۔ یہاں سے صفدر علی اور چندا صاحب ترچناپلی کو روانہ ہوئے اور وہاں کے قلعے کو تسخیر کیا بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں کے مرحوم رئیس کی بیوہ کو چندا صاحب سے عشق ہو گیا۔ نواب صفدر علی تو واپس ہو گیا اور چندا صاحب گورنر مقرر ہو کر وہیں رہ گیا۔

چندا صاحب کی جگہ میر اسد کرناٹک کا دیوان مقرر ہوا اس شخص نے اپنے پیشرو پر جاہ طلبی کے الزامات لگانے شروع کئے اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر چندا صاحب کو ترچناپلی کا مستقل حاکم بنا دیا گیا تو پھر آسانی سے وہ اپنا قبضہ نہ چھوڑے گا۔ نواب دولت علی کے بڑے بیٹے صفدر جنگ نے بھی اس کی تائید کی۔ درحقیقت انکا خیال صحیح تھا لیکن اس قدر علانیہ طور پر اسکا اظہار کرنے سے چندا صاحب ہوشیار ہو گیا اور اس نے اپنے قلعے میں غلہ اور سامان رسد جمع کرنا شروع کر دیا۔

صفحہ ۲۵

نواب کرناٹک دولت علی نے ترچناپلی کو تسخیر کر کے اپنے سردار نواب نظام الملک کو اپنی مخالفت پر اور بھی مشتعل کر دیا۔ کچھ عرصہ تک تو وہ شمالی ہند کی شورشوں کے باعث اور نادرشاہ کے حملے کے خوف اور بالآخر حملے کی وجہ سے نواب نظام الملک کو کرناٹک کی طرف توجہ کرنیکی مہلت نہ ہوئی۔ مگر پھر آخر کاران پر غصہ غالب آیا اور ۱۷۳۹ء میں ہی جب کہ نادرشاہ کے حملے کا زور تھا اونھوں نے مرہٹوں کو ترچناپلی پر حملہ کرنیکی اجازت دیدی لہٰذا دوسرے سال یعنی ۱۷۴۰ء میں مرہٹوں کی دس ہزار فوج رگھوجی بھونسلا کی کمان میں کرناٹک میں داخل ہوئی نواب دولت علی نے جو فوج جلدی میں تیار کی تھی اسکا مرہٹوں نے ڈلچھری پر مقابلہ کیا اور سخت خونریزی کے بعد اسے شکست دی اور اوسکے دیوان میر اسد کو قید کر لیا جنگ کے مقتولوں میں نواب دولت علی بھی تھے۔ بعد ازاں مقید دیوان میر اسد کی درخواست و التجا پر فاتحین نے باقاعدہ اقساط میں ایک کروڑ روپیہ لینا منظور کیا۔ اور اس تاوان کے وعدے پر وہ جنگ سے واپس ہو گئے۔

صفدر علی نواب کرناٹک مقرر ہوئے۔ اور چندا صاحب اونکو نذر پیش کرنیکے لئے ارکاٹ روانہ ہوئے۔

اس دو سال کے عرصہ میں فرانسیسی گورنر ڈوماس نے پانڈیچری کے قلعے کو اس قدر مستحکم کر لیا تھا کہ دیس کے لوگ اس قلعہ کو ناقابل تسخیر سمجھنے لگے۔ مرہٹوں کے حملے کے وقت چندا صاحب نے اپنے متعلقین کو پانڈیچری بھیجدیا تھا۔ اور نواب صفدر علی نے بھی چندا صاحب کی تقلید کی تھی۔

صفحہ ۲۶

نواب صفدر علی جب مسند نشین ہوئے تو وہ خود اور چندا صاحب فرانسیسی گورنر کی ملاقات کے لئے پانڈیچری پہنچے۔ فرانسیسی گورنر نے نہایت تپاک سے انکا استقبال کیا۔ نواب صفدر علی اپنے اہل وعیال کو پانڈیچری سے مراجعت کے وقت اپنے ہمراہ لے گئے لیکن چندا صاحب اپنے آپ کو ابھی خطرے سے خالی نہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا اونھوں نے اپنی بیویوں کو ہدایت کی کہ جب تک صورت معاملات بخوبی ظاہر نہ ہو جائے وہ پانڈیچری میں ہی قیام رکھیں۔

معاملات کیا شکل اختیار کرنے ہیں اس میں چندا صاحب کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ نواب صفدر علی کو چندا صاحب کی حالت پر رشک ہوا اور اونھوں نے مرہٹوں کو ابھارا کہ کرناٹک میں وہ ایک اور چھاپہ ماریں اور چندا صاحب کا اس مرتبہ خاتمہ کر دیں۔ مرہٹوں کو ایسے کاموں میں کبھی عذر نہ ہوتا تھا چنانچہ اسی سال ماہ دسمبر میں یعنی کلائیو کے ہندوستان پہنچنے سے ٹھیک چار سال قبل یہ جنگ آزما اس صوبے میں داخل ہوئے اور چندا صاحب کو کچھ ایسا دھوکا دیا کہ جو کثیر غلہ اونھوں نے اپنے قلعہ میں جمع کیا تھا وہ اونھوں نے مرہٹوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جب غلہ اس طور پر حاصل ہو گیا تو مرہٹوں نے ترچناپلی کا محاصرہ کر لیا۔ چندا صاحب نے نہایت ہمت سے تین مہینے تک انکا مقابلہ کیا لیکن باقیماندہ سامان رسد ختم ہو جانیکے بعد مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے۔ مرہٹے شہر میں لوٹ مار کرکے واپس چلے گئے چندا صاحب کو مقید کرکے انھوں نے اپنے ہمراہ لیا اور اپنے ایک مشہور سردار مراری راؤ کو جسکا آئندہ ذکر آویگا چودہ ہزار فوج کے ساتھ ترچناپلی کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا اور اوسے اختیار دے دیا کہ اپنی صوابدید کے مطابق وہ اپنی حرص وطمع کو پورا کرے۔

جن واقعات کو میں نے قلمبند کیا ہے اونھوں نے اس صوبے کے امرا اور جاگیرداروں میں بدنظمی پیدا کرنیکی جرأت دلائی جو مقتضائے وقت بھی تھی۔ کوئی شخص خود کو محفوظ نہ سمجھتا تھا۔ نواب صفدر علی کو بھی اطمینان حاصل نہ تھا۔ اس نے بنظر احتیاط اپنے اہل وعیال کو انگریزوں کی نگرانی میں مدراس بھیجدیا۔ اور ارکاٹ چھوڑکر جو تقریباً غیر محفوظ ہو گیا تھا خود بھی ویلور کے قلعہ میں

مقیم ہوگیا۔ اسکا کل خزانہ بھی اس مقام پر تھا اور مرتضیٰ علی یہاں کا حاکم تھا جس نے نواب صفدر علی کی بہن سے شادی کی تھی۔ یہ شخص دغا پیشہ۔ بزدل۔ کم ہمت نہایت لالچی تھا جب اوسے یہ احساس ہوا کہ اس شادی کے رشتے کے بعد بھی اسے نواب کی واجب الادا رقم دینی پڑے گی تو اس نے نواب کی فوج کو اوسکی طرف سے بگاڑنا اور گرد و نواح کے جاگیرداروں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا بعد ازاں اوسنے نواب صفدر علی کو زہر دیا اور جب زہر کا بھی فوری اثر نہ ہوا تو ایک پٹھان کو آمادہ کرکے اوسے مروا ڈالا اور خود نواب بن بیٹھا۔ ویلور کے بعد ارکاٹ میں بھی اسکا اعلان کر دیا لیکن یہ غصب حکومت کچھ دیرپا نہ ہوا۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی عامۃ الناس کا ضمیر بالکل مردہ نہیں تھا جس قتل کا اوس نے ارتکاب کیا تھا وہ اس قدر سفاکانہ تھا کہ اوس سے غصہ کے جذبات کا بھڑک اوٹھنا ایک امر لازمی تھا۔ فوج نے اس سے بغاوت کی اور اپنی جان کو خطرہ میں سمجھکر اوس نے عورت کا بھیس بدلا اور یہاں سے بچکر ویلور پہنچا۔

مرتضیٰ علی کے فرار ہونیکی خبر معلوم ہونے سے فوج نے نواب صفدر علی کے بیٹے سید محمد خاں کو جو انگریزوں کی حفاظت میں مدراس میں مقیم تھا نواب مقرر کیا نوعمر نواب اپنی ماں کے ساتھ وانڈیوش کے قلعہ کو بھیجدیا گیا جہاں کے رئیس نے نواب صفدر علی کی بہن سے شادی کی تھی۔

صوبہ دار دکن کی مداخلت اب وہ وقت آیا کہ نواب نظام الملک نے مداخلت کرنا مناسب سمجھا۔ مارچ ۱۷۴۳ء میں ایک کثیر فوج لیکر وہ ارکاٹ میں داخل ہوئے اور کل صوبہ میں امن قائم کر دیا۔ ترچناپلی پہنچکر مرہٹوں کو واپس ہونے اور کرناٹک خالی کرنے پر مجبور کیا سید محمد خاں کو جسکی مسند نشینی کا ابھی اعلان ہوا تھا تسلیم نہیں کیا اور اوسے حراست میں لیکر اپنے سپہ سالار خواجہ عبداللہ کو کرناٹک کا نواب مقرر کیا اور خود گولکنڈہ واپس ہوئے۔

صفحہ ۲۸

امن و امان کے لحاظ سے اس صوبے کی بدقسمتی تھی کہ خواجہ عبداللہ جو ایک نہایت زبردست شخص تھا حکومت کرناٹک کا جائزہ بھی نہ لے سکا۔ وہ اپنے آقا کے ساتھ گولکنڈہ واپس ہوا اور وہاں پہنچکر اوس نئے عہدہ پر جانیکے لئے جسدن روانگی کا ارادہ تھا اوسی روز صبح کو وہ اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ اوسے زہر دیا گیا شبہہ اس امیر پر ہوا جو اس جگہ کے لئے پہلے سے کوشاں تھا اور اب اس پر مامور ہوگیا اوسکا نام انورالدین تھا وہ ایک کارآزمودہ سپاہی تھا اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

سید محمد اور انورالدین نواب نظام الملک کو اسکا اندازہ تھا کہ جبتک سعادت اللہ خاں کے

خاندان کا ایک شخص بھی زندہ رہیگا ارکاٹ میں کسی شخص کا تقرر مقبول نہ ہوگا لہذا انھوں نے یہ اعلان کیا کہ انورالدین کا تقرر عارضی ہے اور سید محمد جسکی نوابی کا اعلان ہوچکا ہے وہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد اسکی جگہ لیگا اور اپنی کم سنی کے زمانے میں وہ انورالدین کی اتالیقی میں رہے گا جو اسے کار حکومت سکھلائیگا۔ انورالدین نے اپنے سردار کی ہدایت پر عمل کرنیکا وعدہ کیا اور کرناٹک پہنچکر نواب سید محمد کی سکونت کے لئے ارکاٹ کا قلعہ مخصوص کیا اور پٹھان سپاہیوں کی ایک معقول تعداد وہاں رکھ دی۔ یہاں یہ شہزادہ رہتا تھا اور اوس کے رتبے کے موافق اس کے ساتھ سلوک ہوتا تھا۔

لیکن اس کی قسمت میں ہلاکت لکھی تھی۔ ارکاٹ پہنچنے کے چند ہفتے بعد اسے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی شادی میں صدر بنکر بیٹھنے کا اتفاق ہوا اس موقع پر منجملہ اور اشخاص کے اسکے باپ کا قاتل مرتضیٰ علی بھی دولھا کے لئے تحفے لیکر آیا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ نہایت اچھے طور سے اسکا استقبال ہوا لیکن اسکے داخل ہونیکے تھوڑی دیر بعد ہی تیرہ پٹھان سپاہی قلعے میں داخل ہوئے اور انکے داخل ہوتے ہی ایک نہایت نازیبا ابتری برپا ہوگئی۔ ان سپاہیوں نے نہایت گستاخی کے ساتھ اپنا کچھ روپیہ طلب کیا جسکو وہ واجب الادا بتاتے تھے۔ بدقت تمام انھیں زبردستی باہر نکالا گیا لیکن شام کے وقت جب انورالدین اپنے محافظ سپاہیوں کے پیچھے پیچھے درباریوں کے ساتھ داخل ہوا تو یہ تیرہ پٹھان بھی سپاہیوں کے ساتھ ہولئے۔ ان میں سے ایک نہایت تیزی سے صدر مقام پر پہنچا جہاں کم سن نواب بیٹھا ہوا تھا اور سیڑھیوں پر اس طور سے چڑھا کہ گویا وہ صبح کی گستاخی کی معافی چاہنے کے لئے نواب کے قدموں پر گرنا چاہتا ہے لیکن جو چھرا وہ اپنے ساتھ چھپا کر لایا تھا اسے فوراً نواب کے سینے میں بھونک دیا۔ محافظوں اور درباریوں نے اوسکا تو فوراً قیمہ کر ڈالا لیکن اس سے بہت سخت ابتری پھیلی۔ اس کے بعد دفعتہً پتا لگا کہ مرتضیٰ علی قلعے سے نکل گیا ہے اور گھوڑے پر سوار ہوکر مسلح ہمرکابوں کے ساتھ ویلور کی طرف چلتا ہوا ہے۔ شبہہ خواہ مخواہ اسی پر ہوا جسکا قاتل ہونا پہلے بھی ثابت تھا اور امرا اسی کو قاتل بناکر اپنے آپ کو اس جرم سے بری کرنیکی عام طور سے کوشش کرنے لگے۔

صفحہ ۳۰

سید محمد کا قتل اور انورالدین کا تقرر

لیکن شبہہ انورالدین پر ہی ہوا۔ کیونکہ سید محمد کی موت سے کون شخص اس سے زیادہ نفع میں رہ سکتا تھا۔ دراصل وہ کم سن نواب کا اتالیق تھا اور اس کے سن بلوغ پر پہنچنے کے بعد اسکا اپنے عہدے سے مستعفی ہونا ضروری تھا اور جب

اس کے بعد نواب نظام الملک نے اسے کرناٹک کا نواب مقرر کیا تو اس سے اس شبہہ میں کہ وہ قاتل ہے کمی نہیں ہوئی نواب انورالدین نے اس خون سے اپنی بے تعلقی ظاہر کرنیکی کوشش کی مگر کسی کو یقین نہ آیا۔ مرتضیٰ علی خاموش تھا مسٹر اورمی لکھتا ہے "عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جوامور مرتضیٰ علی انورالدین کے خلاف اس قتل کے ثبوت میں پیش کرتا وہ مرتضیٰ علی کو بھی مجرم قرار دیدیتے"۔ یہ خیال دراصل صحیح تھا۔

۱۷۴۴ء میں جب کلائیو مدراس پہنچا ہے تو جنوبی ہند کی سیاسی حالت یہ تھی جو اوپر بیان ہوئی اس زمانہ سے پانچ برس پہلے نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ دہلی کا برائے نام شہنشاہ اوس وقت محمد شاہ تھا جو نادر کے حملے اور محاصرۂ دہلی کے برے نتائج سے ابھی تک نہ سنبھلا تھا۔ دکن میں نواب نظام الملک ہی صوبہ دار تھے اور ان کا اب بھی اتنا اثر تھا کہ دکن کیلئے اونھوں نے اپنے بیٹے ناصر جنگ کو اپنا جانشین نامزد کرا لیا۔ کرناٹک کا رئیس جو سرکاری طور پر نواب ارکاٹ کہلاتا تھا انورالدین تھا جو ریاست میں ایک اجنبی سمجھا جاتا تھا لوگ اوسکو ناپسند کرتے تھے اور نواب سید محمد کے قتل کا اس پر شبہہ تھا۔ اسکی حکومت زیادہ محفوظ نہ تھی۔ بہت سے دعویدار موقع کے تاک میں تھے۔ ان میں وہ شخص بھی تھا جو اس کے ساتھ سید محمد کے قتل میں شریک تھا۔ چندا صاحب اور اسکے علاوہ متعدد اور اشخاص اب تک ستارہ میں مقید تھے۔ معدودے چند ہی ایسے جاگیردار ہوں گے جو آپ کو نواب نہ کہتے ہوں یا اپنی موجودہ حیثیت کو بڑھانے کی فکر میں نہ ہوں. شعلے بھڑکانیکے لئے بس ایک چنگاری درکار تھی۔

اگر معمولی طور سے یہی رنگ رہتا تو ان واقعات کا اثر ساحل کے نووارد یورپین پر پڑنا لازمی نہ تھا لیکن ان کیلئے بھی ایک بلا آنیوالی تھی۔ ۱۷۴۰ء میں شہنشاہ چارلس ششم (Emperor Charles VI.) کے انتقال سے یورپ کے ایک بڑے حصے میں شعلے بھڑک اٹھے۔ چارلس ششم نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی ماریا تھریسا (Maria Theresa) کو اپنے تخت وتاج کا وارث قرار دیا تھا اور اپنی اس وصیت کو ایک دستاویز کی شکل دیکر یورپ کی طاقتوں سے اس پر دستخط کرا لئے تھے۔ یہ دستاویز پریگمٹک سنکشن (pragmetic sanction) کے نام سے مشہور ہے تین سال بعد انگلستان بھی پریگمٹک سنکشن کا حامی بنکر میدان میں کود پڑا۔ اس مداخلت کی وجہ سے فرانس سے اسکی جنگ لازم ہوگئی ۱۷۴۴ء کے اواخر میں اسکی اطلاع ہندوستان پہنچی اور ساحل کارومنڈل کے مقبوضات میں حریفوں کے تعلقات پر اسکا فوری اثر پڑا۔

چوتھا باب

جنوبی ہند میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی جنگ کا کلائیو کی ذات پر کیا اثر پڑا۔

(؎)

سنہ ۱۷۶۵ء تک ہندوستان کی جو حالت تھی اسکا صحیح اندازہ کرنیکے لئے ناظرین کو ان واقعات کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے جو دوسرے تیسرے باب میں بیان کئے گئے ہیں کیونکہ ہند کے اسی میدان میں اس کتاب کے ہیرو کے جوہر نمایاں ہونیوالے تھے ان کو معلوم ہو جائیگا کہ اس زمانے کا ہند آج کل کے ہند سے قطعی مختلف تھا اور اگر اس ہند کو اَسیشیا (لٹیروں کی جائے پناہ) کہیں جہاں قتال و جدال عام تھا اور ہر شخص اپنی ذاتی منفعت کے لئے لڑتا تھا تو کچھ بیجا نہ ہوگا اور اگر آج انگریز ہند والوں کو ان ہی کی چال پر چھوڑ دیں تو جو حال اس زمانے میں تھا وہ ہی اب نظر آنے لگے۔

یورپ کی جنگ کا جنوبی ہند پر اثر

سنہ ۱۷۴۴ء کے موسم خزاں میں پانڈیچری کے گورنر ڈوپلے کو جو اکتوبر سنہ ۱۷۴۱ء میں ڈوماس کا جانشین مقرر ہوا تھا اپنے نظماء سے اطلاع ملی کہ انگلستان سے جنگ ہونیکا قرینہ ہے لہذا اخراجات میں کمی کیجائے اور پانڈیچری کے استحکامات کی تعمیر بند کر دی جائے۔ اور نہایت احتیاط سے کام کیا جائے تھوڑے ہی عرصہ بعد اونھوں نے مطلع کیا کہ اشتہار جنگ فی الواقع دیدیا گیا ہے اور جزیرۂ فرانس کے حاکم کو احکام جاری کر دئے گئے ہیں کہ جو بیڑہ وہ تیار کر رہا تھا اسے لیکر وہ ہندوستان پہنچے لہذا لابورڈنیس (La Bourdonnais) کو اس مہم میں پوری مدد دیجائے اور اس خوف سے کہ لابورڈنیس کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی کوئی حادثہ پیش نہ آئے اونھوں نے ڈوپلے کو ہدایت کی کہ وہ مدراس کے گورنر سے یہ طے کرلے کہ یورپ کی جنگ کا اثر ان کے ہندی مقبوضات پر نہیں پڑنا چاہئے۔ مدراس کے گورنر مورس (Morse) کو بھی اس قسم کی

۲۲

اطلاع اور ہدایت ملی تھی لیکن اس اطلاع و ہدایت کی نوعیت بعض امور میں ان سے مختلف تھی جو فرانسیسی حکام کو پہنچی تھی اسکا مضمون یہ تھا کہ اشتہار جنگ دیدیا گیا ہے اور کموڈور بارنیٹ (Commodore Barnett) کا بیڑا بہت جلد مدراس کے سامنے سمندر میں پہنچنے والا ہے اور فرانسیسی تجارت اور انکے مقبوضات کو تباہ کرنیکا کام اس بیڑے سے لیا جائے لہذا صاف ظاہر ہے کہ جب فرانسیسی گورنر نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں مقبوضات غیر جانبداری کا اصول اختیار کریں تو مورس کو مجبوراً انکار کرنا پڑا۔

جب مورس کے اس جواب سے ڈوپلے کو یقین ہوگیا کہ انگریز اس موقع سے انتہائی فائدہ اُٹھائیں گے تو خطرہ کا اس طرح اندازہ کرنیکے بعد اوس نے دونوں مقبوضات کے سردار انوارالدین کے دربار میں عرضداشت پیش کی اور ان قدیم دوستانہ تعلقات کی یاد دہانی کی جو اس کے پیشرو نوابوں اور فرانسیسی حکام پانڈیچری کے درمیان رہے تھے اور یہ کہ جب ان نوابوں پر کسی مشکل یا خطرہ کا وقت پیش آیا تھا تو کس طرح فرانسیسیوں نے انکی مہمان نوازی کی تھی اور نہایت پرزور الفاظ میں اس امر کو واضح کیا کہ اگر غیر ملکی نو واردوں کو آپس میں جنگ کرنیکی اس بنا پر کہ اون قوموں کے درمیان یورپ میں جنگ چھڑ گئی ہے اجازت دیدیگئی تو کرناٹک کے فرمانرواؤں پر اسکا کیا اثر پڑیگا۔ ان معقول دلائل کا نواب پر بہت اچھا اثر ہوا لیکن ادسے ان نو واردوں کی جنگی قابلیتوں کا کچھ اندازہ نہ تھا یہ لوگ ابتک امن پسند تجار کی طرح اپنے سردار کا جو ملک کا مالک تھا احترام کرتے رہے تھے۔ نواب کی خواہش بھی یہی ہوگی کہ وہ ایسے ہی رہیں لہذا اس نے مسٹر مورس کو آگاہ کیا کہ کرناٹک کی سرزمین پر دونوں قوموں کو نقض امن کرنیکی اجازت نہیں ہے۔

۴۴

کچھ عرصہ کے لئے بلا ٹل گئی کموڈور بارنٹ کا بیڑا آپہنچا فرانسیس کے تجارتی جہازوں کو راستے میں روک کر اس نے کچھ نقصان بھی پہنچایا لیکن پانڈیچری کے خلاف وہ کچھ نہ کرسکا۔ اپریل سنہ ۱۷۴۶ء میں بارنٹ مرگیا اور کموڈور پیٹن نے اسکی جگہ لی۔ جون میں پیٹن کو خبر ملی کہ کچھ فرانسیسی جہاز لنکا کے سامنے سمندر میں دیکھے گئے ہیں۔ اسے خیال ہوا کہ وہ لابورڈنیس کا بیڑا ہوگا لہذا اسے گھیرنے کی غرض سے وہ نیگا پٹم کی طرف روانہ ہوا۔ ۶ تاریخ کو دونوں بیڑوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا اوسی دن سہ پہر میں اور دوسرے دن صبح کو لڑائی ہوئی ساتویں تاریخ کو ایک غیر فیصل لڑائی کے بعد انگریزی کموڈور کو علم ہوا کہ اس کے بہترین جہاز میں سوراخ ہوگیا ہے۔ اتنا معلوم ہوتے ہی وہ بادبان لگا ٹرنکوملی کی طرف روانہ ہوا اور اوس دن کی لڑائی کا تمام فائدہ اور کامیابی کا سہرا

فرانسیسوں کے لئے چھوڑ گیا۔ ۸ جولائی کی شام کو فرانسیسی بیڑا پانڈیچری کے سامنے لنگرانداز ہوا۔

۳۵ مدراس پر فرانسیسوں کا حملہ۔

اس فرانسیسی بیڑے کے افسر اور پانڈیچری کے گورنر کی باہمی ملاقات میں یہ قرار پایا کہ بیڑے کا افسر مدراس پر حملہ کرے اور پانڈیچری کا گورنر اس کی امداد کی لئے فوج دے۔ ۱۲ ستمبر ۱۷۴۶ء کی شام کو فرانسیسی بیڑا مدراس روانہ ہوا اور ۱۵ تاریخ کی دوپہر کو انگریزی قلعے کے قریب ایک گولے کی زد پر پہنچ گیا۔ لابورڈنیس نے وہاں اپنے گیارہ سو یورپین اور کچھ دیسی اور چند افریقی سپاہی اتارے اور انگریزوں سے مطالبہ کیا کہ قلعہ اس کے حوالہ کر دیا جائے۔

مدراس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ اس غنیم کا مقابلہ کر سکتا۔ لہذا مورس کے پاس اپنے قلعے کو بچانے کی صرف ایک تدبیر یہ رہ گئی کہ وہ نواب سے درخواست کرے کہ جس طرح سابق موقع پر جب انگریز پانڈیچری پر حملہ کرنیوالے تھے اس نے فرانسیسوں کی امداد کی تھی اسی طرح اس وقت وہ انگریزوں کی مدد کرے اس نے حفاظت کی درخواست تو کی لیکن ایسے طریقے پر کہ اسکا منظور کیا جانا تا یقینی ہو۔ اس نے اپنے قاصد کو انوار الدین کے دربار میں خالی بھیجا تھا گویا کہ جو امداد ڈوپلے کو بطور عنایت دی گئی تھی اس کو یہ بطور اپنے حق کے طلب کرتا ہے۔ نواب نے مورس کی درخواست کا غالباً اس انتظار میں جواب نہیں دیا کہ اسکی طرف سے نذرانہ آیا ہوگا جسکے پیش کئے جانیکا بحیثیت ایک ہندی والی ملک کے وہ درخواستگزار کی جانب سے مستحق تھا غرض کچھ جواب نہ ملا اور نوبت یہ آئی کہ ۱۵ ستمبر کو لابورڈنیس کا بیڑا مدراس کے سامنے پہنچ گیا۔

۱۹ تاریخ کی شام کو گورنر نے لابورڈنیس سے صلح کرنیکی غرض سے اپنا قاصد اس کے پاس روانہ کیا۔ بہت کچھ گفت و شنید کے بعد قرار پایا کہ ۲۱ ستمبر کو دوپہر کے وقت فورٹ سنٹ جارج اور مدراس کا شہر فرانسیسوں کے حوالہ کر دیا جائے اور شہر میں جس قدر انگریزی فوج اور انگریز مقیم ہیں اسیر جنگ قرار دئے جاویں۔ بعض سول عہدہ دار اس زبانی اقرار پر آزاد کئے جاویں

۳۶ کہ جب تک باضابطہ طور پر ان کا مبادلہ نہ ہو وہ فرانس کے خلاف ہتیار نہ اٹھائیں گے انکے علاوہ چند شرائط صیغہ راز میں بھی طے ہوئے لیکن انکا یہاں ذکر کرنا بیکار ہوگا۔

نواب انوار الدین کی مداخلت

فرانسیسوں کے اس طرح مدراس پر تسلط کرنے سے نواب انوار الدین دنگ رہگیا۔ مدراس کے مقابل فرانسیسوں کی کارروائی سننے کے بعد ہی اس نے ان کو پیغام بھیجدیا تھا کہ وہ اپنے ارادوں سے باز آویں۔ ڈوپلے کو

جو خط اوس نے بھیجا وہ اسکے پاس اوس وقت پہنچا جب کہ مدراس فتح ہو چکا تھا اور لابورڈنیس کا وہاں تسلط قائم ہوگیا تھا نواب کو تو وہ ٹالتا رہا اور لابورڈنیس سے مدراس کے انتظام کے متعلق گفتگو کرتا رہا لیکن اس معاملہ پر ان دونوں میں اختلاف تھا۔ ایک بادی طوفان نے اسکا فیصلہ کردیا اور فرانسیسی امیر البحر اپنے باقیماندہ بیڑے کو لیکر جو اس طوفان سے منتشر ہوگیا تھا جزائر کو واپس ہوگیا۔ ۲۹ اکتوبر کو ڈوپلے ہندوستان میں اور اس کے ساحل پر فرانسیسی مفاد کا تنہا نگراں رہ گیا۔ نواب سے جو مراسلت اوس نے کی وہ نہایت مبہم تھی۔ اس بات پر خاص زور دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس نے نواب کے ساتھ جو طرز اختیار کیا اسی سے ہندوستانیوں اور یورپیوں کے تعلقات کا پایا پلٹ ہو گئے اور اسی کی بدولت کلائیو کو اپنے فوجی جوہر دکھانے کا موقع اور اسی کی وجہ سے جنوبی ہند میں تفوق قائم کرنے کے لئے فرانس اور انگلستان میں جنگ کا طولانی سلسلہ بندھ گیا۔ ۳۷

نواب کی فوج کی شکست اور اوسکا اثر

جب اس طور سے دن گزرتے گئے اور نواب کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ فرانسیسی مقبوضات کے حاکم کا ارادہ لابورڈنیس کی فتوحات واپس کرنیکا نہیں تو اوس نے بزور شمشیر انھیں حاصل کرنیکا ارادہ کیا۔ اپنے بڑے بیٹے محفوظ خاں کو تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں زیادہ تر سوار تھے اپنے احکام کی تعمیل کرانیکے لئے روانہ کردیا لیکن اسے بہت جلد محسوس ہوگیا کہ فرانسیسی سپاہ کے ایک معمولی دستے کے مقابلے میں وہ بے دست و پا ہے جب نہایت جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرکے اونھوں نے ان مقامات پر قبضہ کرلیا جہاں سے شہر کو پانی جاتا تھا تو اہل قلعہ نے ایک چھاپہ مار کر ان پر دوبارہ اپنا قبضہ جما لیا۔ ڈوپلے نے ۲۳۰ یورپی اور ۷۰۰ دیسی سپاہیوں کو اپنے ایک معتبر سپہ دار پراڈیس (paradis) کی کمان میں مدراس کی امداد کے لئے روانہ کیا اوس نے محفوظ خاں کی پوری فوج کا مقابلہ دریائے اڈیار کے ساحل پر میلاپور کے قریب ایک مقام پر کیا جو اب سینٹ تھومی (St. Thome) کے نام سے مشہور ہے اور سخت خونریزی کے بعد اسے شکست فاش دی۔ فرانسیسی سینے تک پانی میں تیر کر نواب کے سپاہیوں پر حملہ کرتے تھے۔ حالانکہ فاتحین کی ایک محدود تعداد تھی تاہم اس لڑائی کو ایک فیصلہ کن لڑائی سمجھنا چاہئے۔ اسکی بدولت نہایت خاموشی لیکن کامل یقین کے ساتھ اس بات کے امکان کا پتا لگ گیا کہ ساحل کارومنڈل کی دو یورپی قوموں سے کوئی ایک ہندوستان کو فتح کر سکتی ہے۔ ۳۸

تسخیر مدراس

اگر محدود نقطے سے دیکھا جائے تو مدراس پر ڈوپلے کا تسلط اس طرح

مستحکم ہوگیا۔ جہاں تک کہ اسکی عقل کام دے سکتی تھی اسے ہندوستان میں اب کوئی خطرہ نظر نہ آتا تھا۔ ۹ نومبر کو پراوس مدراس میں داخل ہوا اوس نے انگریزوں پر جدید شرطیں عائد کیں اور لابورڈنیس کے داخلے کے وقت شہر میں تجارت کا جتنا سامان تھا وہ سب منضبط کرلیا اور حکم نافذ کیا کہ جو انگریز چار دن کے اندر فرانسیسی گورنر کی اطاعت کا حلف نہ اٹھائیگا اسے شہر سے خارج کردیا جائے گا۔ انگریزی عہدہ داروں کو اجازت دی کہ وہ اپنے ذاتی مال و اسباب کو علحدہ کردیں اور بعد میں انھیں بھی اسیر جنگ بناکر پانڈیچری بھیجدیا۔ ان میں چند ایسے بھی تھے جنھیں مستقبل کا کچھ اندازہ تھا اونھوں نے ان شرائط کی تعمیل کرنے اور اپنے ہاتھ باندھنے سے انکار کردیا اور یہاں سے بھاگ کر فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچ گئے۔ یہ شہر گدالور کے قریب اور پانڈیچری سے سولہ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع تھا۔ انگریزوں نے ۱۶۹۱ء میں اسے خرید کیا تھا ان اشخاص میں ایک نوعمر محرر بھی تھا جسے ہندوستان میں آئے ابھی دو سال ہوئے تھے اور اسکا نام رابرٹ کلائیو تھا۔

فورٹ سینٹ ڈیوڈ کو بچانیکی کوشش

فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچنے کے بعد ہی اس نوعمر محرر کو اس قلعے کی حفاظت کرنی پڑی بہت جلد عیاں ہوگیا کہ ڈوپلے کا مقصد انگریزوں کی قطعی بیخ کنی کرنا تھا اور وہ انگریزوں کو انکے تمام مقبوضات سے نکالنے پر تلا ہوا تھا۔ لیکن فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں اسے کچھ تو اپنے سپہ داروں کی حماقت اور کچھ جزیرۂ مذکور کے محافظوں کی جانکاہ کوششوں کی وجہ سے ناکامی ہوئی۔

کلائیو کی شجاعت

اس ادنیٰ قلعے کو تسخیر کرنے کے لئے فرانسیسیوں نے چار حملے کئے لیکن چند در چند اسباب کی وجہ سے جن کے یہاں بیان کرنیکی ضرورت نہیں چاروں مرتبہ وہ ناکام رہے۔ اس عرصہ میں امیر البحر گریفن (Griffin) کی کمان میں ایک انگریزی بیڑا آپہنچا۔ اور کچھ عرصہ بعد اس کی امداد کیلئے باسکیون (Boscawen) کی کمان میں دوسرا بیڑا جو فوج کے ساتھ ۱۱ اگست ۱۷۴۸ء کو آیا۔ اسکی آمد سے حریفوں کی حیثیت قطعی بدل گئی۔ فرانسیسی بجائے محاصر ہونیکے خود محصور ہو گئے کیونکہ باسکیون نے فوراً پانڈیچری کا محاصرہ شروع کردیا۔ ۱۹ اگست ۱۷۴۸ء کو انگریزی افواج نے نواب کی کچھ فوجوں کے ساتھ پانڈیچری کا محاصرہ شروع کیا۔ طرفین نے خوب اپنے اپنے جوہر دکھائے کچھ عرصہ تک پراوس اہل قلعہ کی روح رواں بنا رہا۔ ۱۱ ستمبر کو جب وہ ایک شب خون میں مارا گیا تو تمام بار ڈوپلے پر پڑا۔ حملہ آوروں کی طرف بھی بہت سے ثابت قدم اور جانباز مرد تھے۔ باسکیون نے خود شجاعت کی ایسی مثال قائم کی جسکی بعد میں ہر ایک نے

تقلید کی۔ ان لوگوں میں جن کا خاص طور پر ذکر ہوا وہ اس کتاب کا ہیرو بھی تھا۔ ایک ہمعصر نامہ نگار جسکے لکھے ہوئے واقعات پیش نظر ہیں رقمطراز ہے کہ اس موقع پر اس نے خندقوں میں کام کیا اور اپنی دلیری اور شجاعت سے اس اعلیٰ فوجی اسپرٹ کا ثبوت دیا جو اسکے آئندہ کارناموں کا سرچشمہ تھی اور اس اعلیٰ قابلیت و معاملہ فہمی اور موقع شناسی کو ظاہر کیا جو اسکی خداداد خصوصیات میں سے تھی۔

بہرحال فرانسیسیوں کی سخت دفاعی کارروائیوں کے مقابلے میں محاصرین کی کوششیں بے سود ہوئیں اور ۱۷؍ اکتوبر کو انگریزوں کو محاصرہ اٹھا دینا پڑا۔ دشمن کی آتشباری سے ۱۰۶۵ آدمی جو ہلاک اور مجروح ہوئے تھے انھیں بھی وہیں چھوڑ دینا پڑا انگریزی بیڑا ایکسال تک ساحل پر رہا اور اسکے بعد انگلستان واپس ہوگیا۔ مدراس کی فوج اب فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی کلائیو بھی واپس ہوا۔ اور اب بہت جلد میجر اسٹرنجر لارنس جسکو تاریخ ہند میں ایکخاص امتیاز حاصل ہے۔ یہاں آکر اس فوج میں شریک ہونیوالا تھا۔

اب اغلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانڈیچری کا محاصرہ اوٹھ جانے کے بعد فرانسیسی فورٹ سینٹ ڈیوڈ پر اپنی جدوجہد شروع کردیں گے۔ ۱۷۴۹ء کے اوائل میں انھیں فوج و زر کی امداد بھی پہنچ گئی تھی لیکن قبل اس کے کہ وہ ادھر کا رخ کریں ۲۳ اکتوبر ۱۷۴۸ء کو اطلاع ہوئی کہ دونوں فوجوں کے درمیان ایلاشیپل پر صلح ہوگئی اس صلح نامہ کی رو سے دونوں قوموں نے اپنی اپنی فتوحات سے دست برداری کی لہٰذا فرانسیسیوں کو بجائے فورٹ سینٹ ڈیوڈ پر حملہ کرنے کے مدراس بھی واپس کرنا پڑا لیکن اس کی بنیادیں تک ہل گئی تھیں تمام گودام خالی تھے[1] اس مقام کی واپسی ان پر بہت شاق گزری کیونکہ بہت جلد انھیں محسوس ہوگیا کہ یورپ میں جنگ ختم ہوجانے کے باوجود اور بلاقانونی گرفت کے یہاں کے واقعات کی وجہ سے ہندوستان میں جنگ جاری رہیگی۔

[1] فارسٹ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر مجلس مدراس کی یادداشت سے اقتباسات لیکر نہایت واضح طور پر ان تمام واقعات کو تحریر کیا ہے۔ ان میں درج ہے کہ جس حالت میں ۱۷۴۹ء میں مدراس واپس ملا وہ کچھ عجیب ہی ہے فرانسیسیوں نے قلعہ کی بنیادیں تک کھوکھلی کردی ہیں اور جو کچھ بیش بہا ذخیرہ اس میں تھا اسے بھی لیگئے ہیں یہ سرکاری بیان ان غیر سرکاری بیانات سے جنھیں اب صحیح تسلیم کردیا گیا ہے قطعی مختلف ہے۔

انھیں تفوق حاصل کرنیکے لئے جنگ جاری رکھنا ضروری تھا لیکن اب خود فریق بنکر وہ نہیں لڑ سکتے تھے ۔ البتہ یہ ممکن تھا کہ سلطنت مغولیہ کے زوال اور ملک کی عام ابتری سے فائدہ اٹھا کر جو ہندوستانی فرمانروا اپنے ذاتی اغراض کے لئے باہمی جنگ وجدال میں مصروف تھے ان کے حلیفوں کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ جاری رکھیں ۔

پانچواں باب

کلائیو ایک سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرتا ہے

۴۲

قبل اسکے کہ صلح نامہ ایلاشیل کی شرائط ہندوستان میں معلوم ہوں فورٹ سینٹ ڈیوڈ کے انگریز گورنر نے ۴۳۰ انگریزی اور ایک ہزار دیسی سپاہیوں کا ایک چھوٹا دستہ تنجور کے راجہ کی امداد کے لئے جو اپنی بے عنوانیوں کی وجہ سے معزول ہو چکا تھا روانہ کیا اس سے مدعا یہ تھا کہ دیوکوٹہ انگریزوں کے لئے حاصل کیا جاوے یہ مقام دریائے کولرن کے اوس دہانے پر واقع تھا جہاں وہ سمندر میں گرتا ہے۔ یہ فوج کپتان کوپ کی کمان میں تھی جو ایک نہایت معمولی قابلیت کا آدمی تھا۔ کلائیو اوس کے ساتھ ایک رضا کار کی حیثیت سے تھا۔ چند ایسے اسباب کی بنا پر جن پر حاوی آنا امکان میں نہ تھا یہ مہم بیکار گئی معزول شدہ راجہ کا کوئی معاون ہی نہ تھا اور سخت بارش کا یہ موسم تھا۔

دیوکوٹہ کے خلاف کارروائی اور اُس میں کامیابی۔

باوجود ناکامی کے وہ اُس ارادہ سے نہ باز آیا۔ دونوں یورپی قوموں کے درمیان جو صلح ہوئی تھی اوسکے شرائط موصول ہونیکے بعد دوسری مہم روانہ کی گئی۔ صلح کی رو سے میجر لارنس رہا ہو چکا تھا لہذا اس مرتبہ کمان اوسکو دی گئی۔ اوس نے کمپنی کی تمام یورپین افواج کو جو اوسوقت فراہم ہو سکتی تھیں اپنے ہمراہ لیا اور معدودے چند آدمی قلعہ کی نگرانی کے لئے چھوڑ دئے۔ کلائیو کو

۴۳

عارضی طور پر اپنا نائب بنایا اور سمندر کے راستے سے روانہ ہو کر دیوکوٹہ پر اپنی فوجیں اوتار دیں اور گولہ باری شروع کر دی۔ چوتھے روز صبح کے وقت قلعہ کی فصیل شق ہو گئی اور حملہ کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی گئی۔ کلائیو کی جد و جہد اور جانفشانی کی وجہ سے لارنس اوسکی قدر کرنے لگا تھا اور اس فوج کی کمان اوس نے کلائیو کو ہی دی۔

ایسے موقع پر حملہ آور فوج کی کمان ملنا ایک بڑی عزت ہے لیکن اوس کے ساتھ ہی خطرناک بھی ہے۔ اور کلائیو کو یہی تجربہ ہوا۔ اس میں ۲۹ گورے جو شامل تھے اون میں سے ۲۶ کا غنیم کی سوارہ فوج نے خاتمہ کردیا۔ دیسی سپاہی پیچھے کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔ کلائیو اپنے باقیماندہ تین ساتھیوں کو لیکر کمپنی کی خاص فوج سے جو لارنس کی کمان میں بڑھ رہی تھی جا ملا۔ غنیم کی سوارہ فوج کو جو روکنے کے لئے بڑھی تھی پسپا کر کے اس فوج نے حملہ کیا اور ڈیویکوٹہ کے قلعہ کو تسخیر کرلیا۔ لارنس نے معزول راجہ کا ساتھ چھوڑ کر دوسرے فریق سے جو ڈیویکوٹہ پر قابض تھا صلح کرلی جسکی رو سے کمپنی نے ڈیویکوٹہ حاصل کیا اور راجہ نے جنگ کے تمام اخراجات ادا کئے بعد ازاں یہ فوج فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہوگئی۔ امیر البحر باسکیوں کا بیڑا اسوقت تک ساحل پر موجود تھا۔

۴۴ کرناٹک میں انقلاب عظیم

انگریزی فوجوں کے موجود نہ ہونے سے کرناٹک میں ایک انقلاب واقع ہوگیا تھا لیکن یہ کوئی نئی بات نہ تھی سلطنت مغولیہ کا شیرازہ بکھرنے کے بعد سے ایسے واقعات برابر پیش آتے رہتے تھے۔

۱۷ اپریل ۱۷۴۸ء کو دہلی کے بادشاہ محمد شاہ نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اوسکو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا ہوگا کہ دکن کے مشہور صوبہ دار نواب نظام الملک نے بھی اس جہان سے کوچ کیا۔ اونھوں نے اپنی زندگی میں یہ طے کرالیا تھا کہ اونکے ولیعہد ناصر جنگ اونکے جانشین ہوں۔ احمد شاہ نے بھی اوسکو فوراً منظور کرلیا لیکن یہ زمانہ ہی ایسا نہ تھا کہ ایک وسیع اور بڑی سلطنت کی وراثت بلا مخالفت طے ہو جاوے۔ مرحوم اعلیحضرت کے نواسے مظفر جنگ جو اسوقت بیجاپور کے حاکم تھے دکن کی حکومت کے دعویدار بن گئے ان میں اتنی قوت تو تھی نہیں کہ تن تنہا اپنا دعوی خود پیش کرسکیں لہذا یہ ستارہ پہنچے مرہٹوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ چندا صاحب کو رہا کرایا اور ایک فوج اونکے حوالے کی ان دونوں میں قرار پایا کہ مظفر جنگ صوبہ دار دکن بنیں اور چندا صاحب کرناٹک کے نواب ہوں۔ ان واقعات کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ انکی بناء پر جو جنگ چھڑی اوسی کی بدولت یورپ میں صلح ہو جانیکے باوجود یہاں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان جنگ کا طویل سلسلہ جاری رہا۔

۴۵

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اس کتاب کے شروع میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ چندا صاحب فرانسیسیوں کے متعلق کس قدر اچھی رائے رکھتا تھا اور با اون سے اوسکی کیسی دوستی تھی۔ لہذا اب سابق تعلقات سے فائدہ اٹھانیکی غرض سے اوس نے ڈوپلے سے

گفت و شنید شروع کی اور اوس سے کافی امداد کا وعدہ لے لیا ان وعدوں کو پورا کیا گیا اور جولائی ۱۷۴۹ء کے اواخر میں فرانسیسیوں کی فوج کا ایک دستہ درۂ ڈلمہری پران دونوں سازشیوں سے آملا۔ ۳ اگست کو اونھوں نے انوارالدین کی فوج کا امبر پر مقابلہ کیا۔ اوس کو شکست فاش دی۔ انوارالدین خود ہلاک ہوا۔ اوسکا بڑا بیٹا جسکو سینٹ تھومی پر پرادیس نے شکست دی تھی گرفتار ہوا اور اوسکے دوسرے بیٹے محمد علی نے ترچناپلی بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ یہاں سے سیدھے ارکاٹ پہنچکر مظفر جنگ نے اپنی صوبہ داری کا اعلان کردیا اور چندا صاحب ارکاٹ کے نواب ہوگئے چونکہ فرانسیسیوں نے چندا صاحب کا ساتھ دیا تھا لہذا انگریزوں پر لازم ہوا کہ وہ اوسکے مقابل کے معاون بنیں۔ اور یہ مقابل سابق نواب کا دوسرا بیٹا محمد علی تھا جو میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔ دونوں دعویدار جنکے حامی فرانسیسی بنے تھے یہاں سے پانڈیچری روانہ ہوئے۔ یہاں ڈوپلے نے جسکی نگاہ سیاسی معاملات میں نہایت تیز تھی اس بات پر زور دیا کہ آگے مشکلات میں پھنسنے کے بجائے وہ اپنے تنہا مقابل کا خاتمہ کردے اور اس غرض سے پہلے ترچناپلی پر حملہ کرنا چاہئے لیکن جب تک انگریزی بیڑا ساحل پر موجود تھا اونکی ہمت نہ پڑھ سکتی تھی اور اونکو اس میں پس و پیش رہا۔

لارنس اور کلائیو جب ڈیویکوٹہ سے واپس ہوئے تو معاملات کا یہ رنگ تھا۔ اوسوقت انگریزی نو آبادی کا سردار فلویر (Floyer) تھا۔ اس پر بڑی ذمہ داری تھی۔ فورٹ سینٹ ڈیوڈ کی مجلس میں حامیان جنگ نے اس بات پر اصرار کیا کہ محمد علی کو مدد دیجاوے۔ انگریزی بیڑا ساحل پر رہے اور ترچناپلی کی حفاظت کیجاوے امیر البحر نے ساحل پر مقیم رہنے کی رضامندی اس شرط پر ظاہر کی کہ فلویر اوس سے اس امر کی درخواست کرے لیکن فلویر ذمہ داری لیتے ہوئے گھبراتا تھا لہذا یکم نومبر کو بیڑا واپس ہوگیا لیکن اہل قلعہ کی امداد کیلئے وہ اپنے تین سو آدمی چھوڑ گیا۔

جس روز انگریزی بیڑے کی روانگی کی اطلاع ملی (۲ر نومبر) مظفر جنگ اور چندا صاحب نے مع اپنے فرانسیسی حلیفوں کے ترچناپلی کا رخ کیا۔ یہ دونوں ہندوستانی نواب بڑے مسرف تھے۔ اپنا تمام روپیہ اُڑا چکے تھے لہذا کچھ روپیہ حاصل کرنیکی غرض سے اونھوں نے تنجور پر ہاتھ مارا۔ قلعے کے ایک دروازہ پر قبضہ کرکے وہاں کے راجہ کو ایک بڑی رقم ادا کرنے پر مجبور کیا لیکن یہ راجہ بھی بڑا چالاک تھا جوں ہی اسکو یہ پتہ لگا کہ نواب ناصر جنگ اوسکی مدد کے لئے آرہا ہے اوس نے روپیہ کی ادائی میں تاخیر کردی اور جب صوبہ دار کی فوجیں ایک نشانہ کی زد میں آپہنچیں تو

۴۶

۴۰ اوس نے روپیہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ نواب ناصر جنگ کی آمد کی خبر سے مظفر جنگ اور چندا صاحب کی فوجوں میں ہل چل مچ گئی اور یہ دونوں فوراً پانڈیچری واپس ہو گئے۔

بعد ازاں عجیب ناقابل بیان ہنگامے برپا ہوئے۔ ایک جھڑپ جو ان میں ہوئی اوس میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو ابتدا میں قطعی نتیجہ خیز نہ معلوم ہوتا تھا لیکن آخر میں اوس سے ان دونوں سازشوں کے مقاصد کم از کم عارضی طور پر تو پورے ہو ہی گئے۔ مظفر جنگ گرفتار ہوا اور صوبہ دار نے اوسکو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا۔ اس حالت میں اوس نے صوبہ دار کے خاص لوگوں میں سے تین کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان سازشوں کی اطلاع چندا صاحب اور فرانسیسیوں کو کر دی گئی۔ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مقابلے کی فوجیں جنجی کے قلعہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر جسے فرانسیسوں نے بسی کی ماتحتی میں فتح کر لیا تھا جنگ میں مصروف ہوئیں تو نواب ناصر جنگ کی فوج اوس کے خلاف ہو گئی اور اوسکو قتل کر ڈالا مظفر جنگ کو رہا کیا اور اوسکو اپنا صوبہ دار تسلیم کر لیا۔

یہ واقعہ ۱۶ دسمبر ۱۷۵۰ء کو پیش آیا اس انقلاب کی اطلاع خود چندا صاحب نے پانڈیچری پہنچائی۔ جدید صوبہ دار بھی بعد کو وہاں پہنچا اور اب فرانسیسی اثر غالب نظر آنے لگا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد رنگ بدلنے لگا۔ اونہی سازشوں نے جنھوں نے ناصر جنگ کے قتل کا بندوبست کیا تھا مظفر جنگ کو اورنگ آباد کے راستے پر قتل کر ڈالا۔ فرانسیسی افواج جو اونکے قابل و مستعد

۴۸ سپہ سالار بسی کی کمان میں اوس کے ہمراہ تھیں اونھوں نے فوری انتقام لیکر مرحوم صوبہ دار کے تیسرے بیٹے صلابت جنگ کی صوبہ داری کا اعلان کر دیا۔ چونکہ بسی کی کمان میں ایک فرانسیسی فوج اوس کی حفاظت و نگرانی کے لئے رہنے والی تھی لہذا یہ نظر آتا تھا کہ فرانسیسی سکہ اب پورے طور پر جنوبی ہند میں جم جاویگا۔

اگر ایک ذات کا وجود نہ ہوتا تو ایسا ہی ہو کر رہتا اور اون کا اثر خوب زور پکڑتا اور چاروں طرف پھیل جاتا ہمارے نزدیک ابتدائی زمانے کے واقعات سے ہی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ایک فرد کی غیر معمولی قابلیت تھی کہ اوس نے فرانسیسیوں کا مقابلہ اونکے منتخب کردہ میدان پر ہی کیا۔ اونکے مقاصد او راصولوں کو اپنا مسلک بنا لیا اور اوس پر عمل کر کے اونہی کا خاتمہ کیا۔ یہ کلائیو ہی تھا جس نے ڈوپلے کو ڈوپلے ہی کے داؤں سے نیچا دکھایا۔

اب ہم دیکھیں گے کہ اوس نے یہ کیونکر کیا۔ دیویکوٹہ کی تسخیر کے بعد جب فوجیں واپس ہوئیں تو حکومت فورٹ سینٹ ڈیوڈ نے کلائیو کو امین رسد بنا دیا تھا جائزہ لینے سے قبل ہی وہ

بیمار ہوگیا اور ڈاکٹر نے تبدیلی آب وہوا کی غرض سے اوسے بنگال بھیجدیا۔ ۱۷۵۱ء کے
اوائل میں وہاں سے واپس آنے کے بعد اوس پر کام کا بہت بار رہا ترچناپلی پر فرانسیسیوں
اور اونکے حلیفوں کا اتنک وانت تھا لہذا ۲۸۰ انگریزی اور ۳۰۰ دیسی سپاہیوں کی ایک فوج
اوسے تیار کرنی پڑی جسے کوپ کی کمان میں روانہ ہونیکا حکم ملا۔ اسکی تیاری کے بعد حکم ہوا کہ
پانسو انگریزی اور ایک ہزار دیسی اور سو فرنگی سپاہیوں کی ایک اور فوج تیار کی جاوے
جو کپتان جنجنس (Captan Gingens) کی کمان میں فرانسیسیوں کو روکنے کیلئے
والکنڈہ روانہ کیجاوے جو ترچناپلی سے شمال مشرق میں واقع ہے۔ ۴۹

جنجنس کوئی ہوشیار افسر نہ تھا۔ اپنی بدانتظامی کی وجہ سے اوس نے فرانسیسیوں کو غالب
آنیکا موقع دیدیا کلائیو جو چشم بصیرت رکھتا تھا اور فن لشکر کشی سے واقف تھا ان نقائص وخرابیوں
کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکا۔ چونکہ اوسکی حیثیت ایسی نہ تھی کہ وہ اونکی مدافعت کر سکے لہذا وہ فوج سے
علیحدہ ہوکر فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہوگیا۔

کلائیو کا واپس ہونا نہایت ہی اچھا ہوا جدید گورنر مسٹر سانڈرس نہایت دوربیں اور تیز فہم
شخص تھا۔ اوس کو انگلستان سے آنیوالی کمک کا انتظار تھا اور اوسکے بعد ۸۰ انگریزی اور تین سو
دیسی سپاہیوں کا ایک دستہ وہ ترچناپلی روانہ کرنا چاہتا تھا لیکن اوسکی کمان کے لئے اوسکے پاس کوئی افسر
نہ تھا۔ مجلس کے ایک سول عہدہ دار مٹ بگٹ کو اوس کی کمان دیگئی کہ چالیس میل تک وہ اس فوج کو
لیجاوے کیونکہ اسکے بعد دشمن کے حملے کا مطلق خوف نہ تھا کلائیو رضاکار کی حیثیت سے اوس کے
ساتھ ہولیا۔ جولائی ۱۷۵۱ء میں اس فوج نے کوچ کیا اور وردا چیلم (Verdachehlum)
پر جو اوسکے لئے تجویز کیا گیا تھا وہ تیسرے دن پہنچگئی۔ یہاں سے دونوں انگریزی سول عہدہ دار
واپس ہوگئے اور حالانکہ راستے میں ہندوستانی سواروں کے ایک جتھے نے اون پر حملہ بھی کیا
لیکن یہ صحیح سلامت فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچگئے اور کل فوج امن کے ساتھ ترچناپلی پہنچ گئی۔

۵۰ چند دن بعد انگلستان سے کمک آگئی۔ سانڈرس اوسے جنجنس کی مدد کے لئے بھیجنا
چاہتا تھا لیکن پھر وہی دقت پیش آئی۔ اس عرصہ میں کلائیو نے بھی اپنے متعلق فیصلہ کرلیا تھا۔
اہل قلم کی زندگی سے تو وہ قطعی مطمئن نہ تھا۔ بحیثیت امین رسدخانہ اوسکو سرداروں کی غلطیوں کی وجہ
سے ناگوار امور پیش آتے تھے اور مداخلت کرنیکا اوسے کوئی حق نہ تھا۔ اوسے اس بات کا احساس
ہوا کہ وہ فوج کی سرداری کا اہل ہے اوسکو خیال پیدا ہوا کہ اگر وہ فوج میں منتقل ہوگیا تو حکومت کی مجلس کی

کلائیو کی فوج میں منتقلی ۱۷۵۱ء

ایک بڑی دقت رفع ہوجاویگی اور ممکن ہے کہ اوسے فوج کی کمان بھی مل جاوے اور وہ اس طرح اپنے ملک کی خدمت کرسکے۔ بہت جلد اس امر کا اوس نے فیصلہ کرلیا۔ مسٹر سانڈرس بھی میجر لارنس سے کم اسکی قدر نہ کرتا تھا۔ فوج میں اوسکا تبادلہ منظور ہوا اور فوراً کپتان کا رتبہ اوس کو عطا کیا گیا اوسکے بعد اوسکو حکم دیا کہ وہ فوج کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیکر ڈیویکوٹہ روانہ ہوجاوے اور وہاں پہنچکر کپتان کلارک کے احکام کی پابندی کرے جسکی فوج اب سوا انگریزی اور ۵۰ دیسی سپاہیوں اور ایک توپ خانہ پرمشتمل ہوجاوے گی۔ وہاں سے دونوں افسر ترچناپلی کو روانہ ہوں اور کلائیو وہاں کی حالت کا اندازہ کرکے مسٹر سانڈرس کو اپنی رائے سے مطلع کرے۔ [۱]

یہ واقعہ جولائی ۱۷۵۱ء کے اواخر میں پیش آیا۔

نوٹ

[۱] کلائیو کے تقرر کے حکم کی عبارت یہ تھی۔

" مسٹر رابرٹ کلائیو جو حال میں کئی جماعتوں کو بڑا اوٹنک پہنچانے میں مفید ثابت ہوچکا ہے اپنے آپ کو بلا کسی معاوضہ کے جنگ میں شرکت کے لئے اس شرط پر پیش کرتا ہے کہ ہم اُسے ایک کمیشن عطا کریں تاکہ وہ کپتان کے عہدہ کا مستحق ہوسکے۔ چونکہ پانڈیچری کے محاصرہ میں اور تقریباً کل دوران جنگ میں وہ ایک عہدہ دار رہچکا ہے اور کئی موقعوں پر اپنے آپکو ممتاز بھی کرچکا ہے اس لئے خیال ہے کہ وہ بحیثیت عہدہ دار کے مفید ثابت ہوگا لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ باضابطہ مراسلہ تیار کرکے اسکے حوالہ کردیا جائے "

(فارسٹ)

چھٹا باب

سپاہیانہ زندگی کا پہلا سال
جو
ترچناپلی اور ارکاٹ میں گزرا

ترچناپلی کی جو حالت تھی وہ جنگ کے نتائج کے متعلق پریشان کر دینے کے لئے کافی تھی۔ چندا صاحب اپنی ایک کثیر ہندوستانی فوج سے جنمیں ۹۰۰ فرانسیسی بھی شامل تھے قلعے کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اوسکے حریف محمد علی کا بھروسا ۶۰۰ انگریزی سپاہیوں پر تھا جو اوس کا ساتھ دے رہے تھے اوسکی کل فوج پانچ ہزار تھی جنمیں دو ہزار سوار تھے۔ ۵۲

اوائل اگست میں کپتان کلارک سے ملنے کے بعد جس بات کا گہرا اثر کلائیو پر پڑا وہ نواب اور اوسکے معاون انگریزوں کی اُداسی اور مایوسی تھی۔ نواب محمد علی کا خزانہ خالی ہو چکا تھا اور اُسکا اپنی کامیابی کی کوئی توقع نہ تھی۔ انگریزی سپاہ کو اپنے سرداروں کی قابلیت پر اعتماد نہ تھا اور معدودے چند افسروں کے سوا کسی کو اپنے اوپر بھی بھروسا نہ تھا۔ کلائیو نے سوچا کہ ان سپاہیوں اور اونکے افسروں کو اوبھارنے کے لئے کوئی حیرت انگیز حرکت کرنی چاہیئے۔ ترچناپلی میں تو یہ ممکن نہ تھا کیونکہ یہاں کا کپتان جنجنس گو بذات خود شجاع تھا لیکن اوس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ دشمن کی کثیر اور غالب تعداد کے مقابلے میں وہ کسی خاص کام کی ابتدا کر سکے۔ کلائیو نے اپنے مدرسے اور گورنر مدراس کے کتب خانے میں خاص طور سے اون بڑے سپہ سالاروں کے کارنامے پڑھے تھے جنھوں نے اپنے مستقر پر دشمن کے غلبہ سے نجات حاصل کرنیکے لئے غنیم کے ملک پر دھاوا کر کے اکثر جنگ کا پانسہ پلٹ دیا تھا۔ ایسا کمال دکھانیکے لئے یہ موقع نہایت ہی مناسب و موزوں تھا۔ ۵۳

ترچناپلی کی تسخیر کی غرض سے چندا صاحب نے اپنی کل افواج جو فراہم ہو سکتی تھیں اس مقام پر جمع کر لی تھیں اور کرناٹک کے دارالحکومت ارکاٹ میں کوئی معتبر کار آزمودہ آدمی اُس نے نہ چھوڑا تھا اوس مقام کو بچانیکا ذریعہ یہ تھا کہ اس مقام پر قبضہ کر لیا جاوے۔ اس خیال سے متاثر ہو کر وہ

فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچا اور مسٹر سانڈرس سے مشورہ کیا۔ اس عالی دماغ شخص نے اس تحریک کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور حالانکہ انگریزوں کے دونوں خاص مقبوضات مدراس اور فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں ملاکر کل ۳۵۰ انگریزی سپاہی تھے ان میں سے ۲۵۰ کو وہ نثار کرنیکے لئے تیار ہوگیا انکی کمان کلائیو کو ملی جو صرف ایک ماہ قبل اہل قلم میں شمار کیا جاتا تھا اوسکو یہاں سے مدراس روانہ ہونے اور وہاں سے اپنے ناتجربہ کار سپاہیوں کے ساتھ جن میں زیادہ تر انگلستان کے نووارد تھے کوچ کرنیکا حکم دیا گیا۔

ارکاٹ پر حملہ اور اوس کی تسخیر

۲۶ اگست ۱۷۵۱ء کو کلائیو مدراس سے (اس مہم پر روانہ ہوا جو اسکو ایک غیر فانی شہرت دینے والی اور اوسکے ہموطنوں کو اوس سیڑھی پر پہنچانیوالی تھی) جسکے ذریعہ سے وہ آئندہ شہنشاہی تک پہنچنے والے تھے۔ اس کے ہمراہ ۲۰۰ انگریزی اور ۳۰۰ دیسی سپاہی تھے اور تین چھوٹی توپیں تھیں اسکے آٹھ افسروں میں سے چار اہل قلم رضاکار تھے انکے علاوہ دو اور ایسے تھے جنھوں نے کبھی گولہ باری ہوتے بھی نہ دیکھی تھی۔ ۲۹ تاریخ کو یہ چھوٹی فوج کنجی پورم پہنچی جو مدراس سے ۴۲ اور ارکاٹ سے ۲۷ میل تھا۔ یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ قلعے میں بارہ سو دیسی سپاہی تھے جن میں کوئی تنظیم نہ تھی اور اس پر چھاپہ مارا جاسکتا تھا لیکن جگہ بذات خود محفوظ تھی۔ اوس نے زیادہ انتظار نہ کیا۔ یک بیک طوفان کی طرح ۳۱ تاریخ کو ارکاٹ جا پہنچا قلعے پر ہاتھ مارا شہر پر قبضہ کرلیا اور ایک جان تک ضائع نہ ہونے دی۔ یہاں رسد کا انتظام کرکے ۴ ستمبر کو تیمیری کے مٹی کے قلعہ پر دھاوا کیا اور وہاں سے چھ سو دیسی سپاہیوں کو مرعوب کرکے پسپا کر آیا۔ دو دن بعد اطلاع ملی کہ غنیم نے وہاں دو ہزار فوج جمع کرلی ہے دوبارہ اُدھر کا رخ کیا اور وہاں پہنچکر اون کو شکست فاحش دی۔ بھاری توپوں کی کمی کی وجہ سے وہ قلعہ پر قبضہ نہ کرسکا۔

۵۴

فوری حملے کا خوف اب باقی نہ رہا لہذا تسخیر کردہ مقام کی حفاظت کیلئے حتی الامکان انتظام کیا۔ پہلا کام اوس نے یہ کیا کہ ۱۸ پونڈ والی توپوں کے لئے مدراس لکھا۔ جو فوراً روانہ کردی گئیں۔ دشمن اب بیدار ہوگیا تھا لہذا اوس نے اون کو کنجی پورم پر روکنے کی کوشش کی۔ ان توپوں کو بچانیکے لئے کلائیو اپنے اسی آدمی چھوڑکر باقی سب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اوس نے توپوں کو تو بچا لیا لیکن دشمن نے اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اوٹھا کر اپنی پوری طاقت سے ارکاٹ پر حملہ کردیا۔ اہل قلعہ کی تعداد گو نہایت ہی قلیل تھی (۳۰ انگریز اور ۵۰ ہندوستانی سپاہی) لیکن اون میں سے ہر ایک میں اونکے سردار کا اثر آگیا تھا۔ اونھوں نے حملے کو پسپا کردیا۔ کلائیو جب

۵۵

تو میں لیکر وہاں پہنچا تو غنیم منتشر ہو گیا۔

ارکاٹ کی تسخیر کا نتیجہ

اس غیر معمولی کارنامے کی خبر خوب پھیل گئی ترچناپلی کے محافظوں کی اس سے ہمت افزائی ہوئی چندا صاحب اور اوسکے حلیفوں میں تشویش پھیل گئی۔ اس سے بھی زیادہ یہ ہوا کہ میسور سی بڑی ریاست کا فرمانروا بھی جس پر فریقین ایک عرصہ سے زور ڈال رہے تھے محمد علی کے موافق ہو گیا اور اوس نے اپنے دیوان ڈلوائی کی کمان میں ایک فوج اوسکی مدد کے لئے روانہ کی۔ محصور شدہ علاقے سکے شرقی ساحل پر جو دیسی رئیس تھے اونھوں نے بھی میسور کی تقلید کی۔ ان انکشافات سے پریشان ہو کر چندا صاحب نے اپنی فوج کے بہترین تین ہزار سپاہی اپنے بیٹے راجہ صاحب کی امداد کے لئے جو شمالی ارکاٹ میں موجود تھا روانہ کئے اور وہاں ۱۵۰ فرانسیسی اوسکے ساتھ شریک ہونیوالے تھے۔ اس طور سے کلائیو کا ایک مقصد تو حل ہو گیا۔ ارکاٹ کی تسخیر سے غنیم کے حملے کا زور بہت کم ہو گیا اور ترچناپلی کے محافظوں کی طاقت میں نسبتہً اضافہ ہو گیا۔

سلسلۂ وندھیا کے جنوبی علاقے کی آنکھیں اب ارکاٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ یہاں کی کامیابی اور ناکامی پر دونوں یورپی قوموں کی قسمت کا فیصلہ تھا ان میں برائے نام صلح تھی لیکن در اصل ایک دوسرے کے خلاف بہ شدت سے لڑ رہی تھیں۔ ۲۳ ستمبر کو محاصرہ شروع ہوا۔ کلائیو اور اوسکے ساتھیوں نے اس موقع پر غیر معمولی جسارت۔ جرأت اور لا متناہی قوت کا ثبوت دیا۔ تکان اور بھوک پیاس کی تکلیفیں برداشت کرنے میں ہندوستانی سپاہی انگریزوں کا مقابلہ کرتے تھے اون کے ایثار کی تو شہرت دنیا میں اوس وقت گونج اوٹھی جب کہ اونھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ جو پانی بزحمت تمام اون تک پہنچا تھا اوسے اونکے یورپی ساتھی پہلے پئیں۔ اس سے اوس اخلاص کا ایک اضافہ ہوا جو ان دونوں میں ایک صدی تک قائم رہنے والا تھا اور بعد زیادہ مناسب موقع پر ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۲ء میں دوبارہ قائم ہوا۔ بالآخر متواتر سات ہفتوں کی گولہ باری کے بعد قلعے کی دیوار شق ہوئی اور اس افواہ کے بعد کہ مراری راؤ کلائیو کی مدد کے لئے آرہا ہے راجہ صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں تاخیر نہ کی۔ ۱۴ نومبر کو اوس نے منہدم مقام پر اپنی پوری فوج لاکر جمع کر دی۔ اہل قلعہ حالانکہ فاقے کے مارے تھے۔ جانیں ضائع ہونیکے بعد تعداد اونکی کم ہو چکی تھی۔ سامان حفاظت اونکے پاس نہ رہا تھا تاہم اونھوں نے نہایت ہمت اور سختی سے حملہ آور فوج کا مقابلہ کیا اور وہ جرأت و جسارت دکھائی جو انگریزی سپاہی مشکل کے وقت ہمیشہ دکھاتے ہیں۔ ایک گھنٹے کی گھمسان لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسی بھی شریک نہ تھے محاصرین تھک کر اور نادم ہو کر

پسپا ہو گئے۔ سہ پہر میں دو بجے کے قریب اونھوں نے التجا کی کہ اون کو اپنے مردے دفن کرنیکی مہلت دیجاوے اور دوسرے دن ۲ بجے صبح کے وہ ویلور کی طرف فرار ہو گئے۔ کلائیو یہ دیکھکر فوراً ٹھیر گیا۔ اوس نے اندازہ کر لیا کہ اوسکا پڑاؤ اوسکی حفاظت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اسکے سامنے دھان کی کھیتی تھی جس میں سے توپوں کا گزرنا ممکن نہ تھا۔ دائیں طرف ایک گاؤں تھا اور بائیں طرف کھجور کے گھنے درخت تھے اوس نے اس حملے کے مقابلے کیلئے اپنی افواج کو یہاں ترتیب دیا دونوں فوجوں کے درمیان مشکل سے تین سو گز کا فاصلہ تھا لہذا فوراً ہی حملہ شروع ہو گیا۔ کلائیو کے دائیں طرف جو گاؤں تھا اوس کے چاروں طرف دلدل تھی۔ وہاں پہنچنے کے لئے غنیم نے ایک پگڈنڈی کا پتا لگایا لہذا اوس نے اپنی سوار فوج سے حملہ کر کے اوسکا ایک حصہ تو اس گاؤں کی طرف روانہ کر دیا اور دوسرے حصہ نے مراری راؤ کا رخ کیا جو کھجور کے گھنے جنگل کی طرف تھا اور خاص پیادہ فوج نے پگڈنڈی کی راہ لی۔ کلائیو سے شخص کے مقابلے میں یہی اوسکی سب سے زیادہ مہلک چال تھی۔ راستے کی تنگی کی وجہ سے فوج کی رفتار سست تھی جس سے توپوں کو اوس سمت میں جانے کا وقت مل گیا اور کلائیو نے یہی کیا۔ فرانسیسی جو پیش پیش تھے بہادری سے کچھ دور تک بڑھے چلے آئے لیکن جب وہ توپوں کی پوری زد میں آ گئے تو ان کو لاشوں کے پل کا ساں بندھ گیا مگر اون کی رہنمائی کے لئے وہاں کوئی بونا پارٹ نہ تھا۔ یہ کچھ جھجکے کچھ ٹھیرے پھر تیزی سے پیچھے واپلٹ گئے اور دھان کی کھیتی اس پگڈنڈی سے جس کی بائیں جانب سوار فوج گاؤں میں داخل ہونیکے لئے سخت جدوجہد کر رہی تھی ہٹ گئے یہ نہایت ہی اچھا موقع تھا اور کلائیو کی ذہانت نے اوس سے خوب فائدہ اوٹھایا۔ غنیم کے قلب کو پگڈنڈی پر سخت نقصان پہنچ چکا تھا اور اوسکے میمنہ و میسرہ اس وقت اپنے کام میں منہمک تھے۔ ارکاٹ کا محاصرہ جو پچاس دن جاری رہا تھا اس طور سے اوسکا خاتمہ ہوا۔ جس انداز سے کہ وہ اختتام پر پہنچا اوس سے انگریزوں اور خصوصاً اونکے سردار کو ایک خاص اقتدار حاصل ہو گیا جسکا اثر آئندہ مہمات پر بھی پڑا کس قدر غلط معنے میں لفظ اقتدار استعمال ہوتا ہے اور کس قدر عظیم الشان اثر اس کا ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اسکا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ جنوبی ہند کے تمام ہندوستانی اوسکے فرمانروا کلائیو کی طرف رجوع ہو گئے اور وہ سب کے سب ایک آقا کی طرح اوس پر اپنی جانیں تک نثار کرنیکے لئے تیار تھے کلائیو نے دونوں قوموں کا قطعی پانسہ پلٹ دیا اور اپنی اس شاندار فتح سے ڈوپلے کا کھیل بگاڑ دیا اور بعد ازاں تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستانی فرمانرواؤں سے

خواہ وہ حیدرآباد کے حقیقی یا نام کے فرمانروا ہوں یا کرناٹک کے ان سب سے اوس نے اپنی بات منوالی اور یہی درحقیقت انگریزی قوم کی مرضی تھی۔

جنگ ارنی اور کلائیو کی شاندار فتح

اس شخص کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ کبھی کسی کام کو وہ ادھورا نہ چھوڑتا تھا۔ اوسکے نزدیک ہر وہ نرد جس سے پورا استفادہ حاصل نہ ہوسکے کمزور اور ڈھیلی تھی۔ اس موقع پر بھی اوسکے یہی خیالات تھے اور انہی پر اوس نے عمل کیا۔ ۱۹ تاریخ کو اوس نے تمنیری کا قلعہ تسخیر کیا جسکے خلاف سابق موقع پر اسکی کوشش بے سود رہی تھی۔ بعد ازاں مراری راؤ کے ساتھ جو مرہٹوں کی ایک ہزار سوار فوج لیکر اوس سے آملا تھا ارنی پر حملہ آور ہوا جو ارکاٹ سے سترہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ راجہ صاحب جس نے پچھلی مرتبہ اسکا محاصرہ کیا تھا وہ اب اپنی کل فوج کے ساتھ جس میں پانڈیچری کی فرانسیسی افواج بھی شامل تھیں یہاں مقیم تھا۔ راجہ صاحب کی فوج اس قدر کثیر تھی کہ کلائیو کو دیکھکر وہ فوراً اوسکے مقابلے کے لئے بڑھا لہذا اوس نے انگریزی سپاہ کی ایک جماعت گاؤں میں پگڈنڈی کا راستہ روکنے اور چند دیسی سپاہیوں کے ساتھ اوس پر سے گزر کے غنیم کے قلب سے توپیں چھیننے کے لئے بھیجدی۔ یہ ترکیب بھی خوب کام آئی۔ انگریزوں کو پگڈنڈی پر دیکھکر غنیم کے قلب میں سراسیمگی پھیل گئی اور وہ پلٹنے لگے۔ اسکا اثر دونوں بازوؤں پر بھی پڑا۔ یہ اس وقت زیادہ دبے ہوئے تھے یہ دیکھکر اونھوں نے بھی ہاتھ پاؤں چھوڑ دئے اور اپنے ان ساتھیوں کی تقلید کی۔ پچھلے صفحہ پر جس اصول کا ذکر ہوچکا ہے کلائیو نے اسی پر کاربند ہوکر دشمن کا سخت تعاقب کیا اور جب تک کہ اندھیرے کی وجہ سے آئندہ کوشش بے سود نہ معلوم ہوئی اوس نے اونکا پیچھا نہ چھوڑا۔ کلائیو کی درحقیقت یہ پہلی جنگ تھی اسمیں اوس نے تقریباً دوگنی تعداد کا مقابلہ کیا اور اس میں اوسکا کارنامہ نہایت شاندار رہا۔ اسکے صرف آٹھ سپاہی اور اوسکے حلیف مرہٹوں کے پچاس سوار ہلاک ہوئے لیکن اوسکے غنیم فرانسیسیوں کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد پچاس تھی اور ہندوستانیوں کی اس سے تقریباً تین گنی انگریز آڑ میں ہوکر لڑے تھے۔ اونکے دشمن کھلے میدان میں جنکو خاص طور سے پگڈنڈی پر سخت نقصان پہنچا۔ ارکاٹ کی محافظت کے بعد ارنی کی لڑائی اوسکا لازمی نتیجہ تھی۔ راجہ صاحب کی فوج اوس کے بعد منتشر ہوگئی اور چونکہ ہندوستان میں سپاہی ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتے ہیں لہذا اوس کے اکثر سپاہی فاتحین سے جاملے۔ قلعہ ارنی کا حاکم اوسکی وجہ سے محمد علی کا ساتھی ہوگیا اور غنیم کی فوج کا ذخیرہ بھی ختم ہوگیا۔ اس میدان سے کلائیو نے کنجی پورم پر دھاوا مارا۔ اور مستحکم گوڈا کے قلیل محاصرے کے بعد جس پر غنیم قابض تھا اوسکو تسخیر کرلیا۔ بعد ازاں ارکاٹ کے قلعے میں ایک معقول فوج

چھوڑکر وہ مدراس واپس ہوا - اور جو تجاویز گورنر سانڈرس کے سامنے اوس نے پیش کی تھیں اون پر حرف بہ حرف عمل کرکے وہ یہاں سے اوسکے پاس فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچا -

اوس نے خوب ہی کام کیا تھا - چندا صاحب کی ریاست کے مرکز پر جو زک پہنچی اوس سے اوسکی فوج ضعیف ہوگئی مگر ترچنا پلی پر وہ ابتک موجود تھا لیکن ایک ایسے دشمن کے سامنے جسکو اپنی ذات پر کامل اعتماد ہو جس میں ایک خاص اکھڑ ہو اور جسکو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو وہ ایک بزدل اور کم ہمت غنیم تھا جسے اپنی کامیابی پر شبہہ تھا اور جو خود اپنے سایہ تک سے گھبرانے لگا تھا - اس نوجوان انگریز کے اقتدار نے اوسکی تمام قوتوں کو سلب کردیا اوس کا پورے طور سے خاتمہ کرنیکے لئے صرف ایک زد اور درکار تھی لیکن شرط یہ تھی کہ جس قدر جلد ہو سکے یہ ضرب پڑے تاکہ غنیم سنبھلنے نہ پاوے - ہم کو یقین کرلینا چاہئے کہ ارکاٹ سے واپس ہونیکے بعد فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں اس نوعمر کپتان کی گفتگو گورنر سے کچھ اسی قسم کی ہوئی ہوگی -

---

ساتواں باب

ڈوپلے کی جدوجہد

اس تمام سرگزشت میں جو میں نے بیان کی ہے ایک ممتاز ذات ایسی تھی جو اس سخت زک کے بعد بھی جس سے اوسکی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تھا ہرگز خاموش نہ بیٹھ سکتی تھی۔ یہ ذات پانڈیچری کے گورنر ڈوپلے کی تھی ترچناپلی پر قبضہ کرنے کی تجویز اوسی کی تھی اور اسکی تسخیر کے لئے اوس نے اپنے تمام ذرائع جو اوسکو میسر تھے صرف کردیے تھے بلکہ درحقیقت اس مقصد کو حاصل کرنیکے لئے اوس نے پانڈیچری کے ذرائع تک کو رہن رکھ دیا تھا۔ اس میں محض ایک یہ کمی باقی رہ گئی تھی کہ اس کام کے لئے اب تک اوس نے اپنے قابل سپہ دار بسی کیسانا کو جو عام طور پر بسی کے نام سے مشہور ہے صوبہ دار کے دربار سے علٰحدہ نہ کیا تھا۔ اس نے اسکاٹلینڈ کے مشہور ماہر مالیات کے بھتیجے لا آف لارسٹن (Law of Lauriston) پر جسکو ترچناپلی میں کمان دی گئی تھی پورا بھروسا کر رکھا تھا لیکن لا پر بھروسا کرنا ایسا ہی تھا جیسے ایک خاردار جھاڑی کا سہارا لینا جس پر ہاتھ رکھتے ہی کانٹے چبھ جاویں۔ لا دوسرے کی ماتحتی میں بہ حیثیت ایک سپاہی کے نہایت خوبی سے کام انجام دے سکتا تھا لیکن بہ حیثیت سپہ سالار کے وہ قطعی بیکار اور قابل رحم تھا۔ ہر ذمہ داری سے وہ گھبراتا تھا۔ کم ہمت ہونیکی وجہ سے ذرا سی پریشانی سے اوس کے اوسان خطا ہوجاتے تھے غرض سپہ دار کے لئے جو اوصاف ضروری ہیں وہ سب اون میں مفقود تھے۔ اس وقت تک ڈوپلے کو ان سب باتوں کا علم نہ تھا۔ اوس نے تو لا کو پانڈیچری کے محاصرہ میں نہایت شجاعت کے ساتھ لڑتے دیکھا تھا اوسکا اندازہ تھا کہ لا کو اپنی ذات پر پورا اعتماد ہے اور وہ اہم کاموں کے انجام دینے کا اہل ہے۔

جب کلائیو نے کرناٹک کے قلب پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی جس سے ترچناپلی تک کی فوج ہل گئی تو ڈوپلے نے جس پر اسکا کچھ اثر نہ ہوا تھا لا کو سخت تاکید کی کہ اوسے ارکاٹ کے واقعات سے قطعی متاثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ جس قلعے کا وہ محاصرہ کررہا ہے اوسکے خلاف وہ اپنی جدوجہد دوچند کردے تاکہ اس خلاف توقع ضرب کے لازمی نتائج ظہور پذیر ہونے سے قبل ہی اوسکو تسخیر کرلیا جاوے اور اسی غرض سے اوس نے

ایک توپخانہ اور تمام فرانسیسی سپاہی جو اس وقت اسکے پاس موجود تھے روانہ کردیے۔

فرانسیسی سپہ دار آکی نا اہلی

ڈوپلے محض احکام ہی بھیج سکتا تھا اونکے ساتھ وہ اسپرٹ جو اس وقت خود اس کے سینے میں موج زن تھی روانہ نہ کرسکتا تھا ترچناپلی میں لا کے پاس اعلیٰ درجے کے نوسو فرانسیسی اور فرانسیسیوں کے تیار کئے ہوئے دو ہزار دیسی سپاہی موجود تھے اور ان کے علاوہ چندا صاحب کی پوری فوج بھی وہیں موجود تھی۔ یہ کل فوج ایسی تھی جس کے بل پر ہندوستان میں ہر کٹھن کام انجام دیا جاسکتا تھا لا سے اگر اوسکا کوئی افسر بالا کہہ دیتا کہ حملہ کرو تو وہ نہایت دلیری اور جرأت سے حملہ کرتا لیکن یہ اوسکی فطرتی کمزوری تھی کہ اپنے پاس کمان رکھ کر خود اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا نہ کرسکتا تھا اور اسی وجہ سے وہ کچھ نہ کرسکا۔

کلائیو کو اور تمام باتوں کا تو علم تھا لیکن فرانسیسی سپہ دار کی اس کمزوری کا اوسے قطعی علم نہ تھا۔ لہذا اوسکو اپنی حالت خطرناک معلوم ہوتی تھی وہ ایک اور زک پہنچانے کی ضرورت محسوس کرتا تھا اور اوس میں بھی عجلت ضروری سمجھتا تھا۔ قلب پر زبردست چوٹ پڑنے کے بعد دوسری چوٹ سر پر پڑنی چاہئے۔ اور یہ سر اس وقت ترچناپلی تھا لہذا اوس نے تیاری شروع کردی کہ انگلستان سے کمک پہنچنے کے بعد جسکا انتظار ہورہا تھا فوراً کوچ کیا جاوے اور ترچناپلی پہنچکر وہاں کے محاصرہ کو اوٹھا دیا جائے۔

کلائیو کی حکمت عملی

ڈوپلے نے ان سب باتوں کا اندازہ کرلیا تھا لیکن یہ نوعمر انگریز اسکو دوبارہ پریشان کرنیوالا تھا چونکہ لا سے تو کچھ ہو نہیں سکتا تھا لہذا اوس نے اس انگریز کو زک پہنچانے کی دوسری ترکیب سوچی اور اپنے دل میں کہا کہ اس فرنگی سے ہی سبق حاصل کرکے ارکاٹ کو دوبارہ کیوں نہ فتح کیا جاوے اور اگر ممکن ہو سکے تو مدراس پر دھاوا مار کر ہندوستانی فرمانرواؤں پر روشن کردیا جاوے کہ پانڈیچری اب بھی ان سے زیادہ زبردست ہے۔ یہ ترکیب اس کو خود بہت پسند آئی اور نہایت رازمیں اوس نے اسکی کارروائی شروع کردی۔

ڈوپلے کے اصرار اور وعدوں سے متاثر ہو کر راجہ صاحب جو ارنی پر شکست کھا چکا تھا اپنی فوج تیار کرکے اور چارسو فرانسیسیوں کو اپنے ہمراہ لے کر یکایک ۱۷ جنوری کو پونا ملی جا پہنچا پونا ملی ایک قلعے اور مقام کا نام ہے جو چنگلپٹ (Chingulpet) کے علاقے میں مدراس سے جنوب مغرب میں تیرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مقام پر غنیم نے فوراً قبضہ کرلیا لیکن وہاں کا قلعہ اوسکے ہاتھ نہ آیا اگر یہاں سے یہ مدراس پر حملہ کردیتا تو

غالباً اوسے تسخیر کرلیتا۔ کیونکہ وہاں کے قلعے میں صرف سو آدمی تھے لیکن اوس نے
کنجی پورم پر حملہ کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ یہاں کے پگوڈا کو انگریزوں نے جو نقصانات
پہنچائے تھے اونکی تلافی کرکے اور تین سو سپاہی اوسکی حفاظت کے لئے چھوڑکر اونھوں
نے ونڈلور کی طرف کوچ کیا جو مدراس سے جنوب میں پچیس ۲۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے
اور یہاں پڑاؤ ڈال کر اور اپنی حفاظت کا معقول انتظام کرکے گرد و نواح سے تول وصول
کیا۔ انکی ترکیب یہ تھی کہ شمالی ارکاٹ پر اس قدر سخت دباؤ ڈالا جاوے کہ انگریز ترچناپلی
چھوڑکر اوسکو بچانیکے لئے بھاگ نکلیں۔

ایک حد تک ان کو اس میں کامیابی بھی ہوئی انکی نقل و حرکت کی خبر جب فورٹ سینٹ ڈیوڈ
پہنچی تو انگریز اور اون کے ادنے حلیف پریشان ہوگئے اور اون میں ایک ہل چل پڑ گئی۔
یہاں کلائیو اور سانڈرس ایک اور جدید فوج کی تنظیم میں مصروف تھے جو انگلستان سے
کمک آنیکے بعد خود کلائیو کی کمان میں ترچناپلی کی رہائی کے لئے روانہ ہونیوالی تھی لیکن
اس خبر کے بعد انھوں نے اپنی ترکیبوں کو بالکل بدل دیا۔ سانڈرس نے فوراً احکام
جاری کردئیے کہ بنگال سے تمام انگریز مدراس منتقل کردئیے جاویں یہاں سے کلائیو مدراس
کو روانہ ہوا اور وہاں کے قلعے میں جو سو آدمی موجود تھے اونکو اپنی ماتحتی میں لیکر ارکاٹ
کی فوج کے ½ حصے کو بھی بلا لیا۔ ۲۰ تاریخ کو بنگال سے فوج آگئی۔ ۲۱ کو ارکاٹ کی
مطلوبہ فوج مدراس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ گئی۔ دوسرے روز صبح کو کلائیو قلعے
سے باہر نکلا اور ارکاٹ کی فوج کو اپنے ساتھ لے کر ونڈلور روانہ ہوا۔ اسکے ساتھ کل
۳۸۰ انگریز اور ۱۳۰۰ دیسی سپاہی اور چھ توپیں تھیں۔ اسکی نقل و حرکت کا غنیم کو پتا لگ چکا
تھا لہذا وہ ۱۲ کی شب کو ونڈلور سے روانہ ہوکر اور مختلف راستوں سے گزرکر کنجی پورم
پہنچا اور وہاں جمع ہوکر ارکاٹ پر حملہ آور ہوا۔ ان لوگوں نے وہاں اپنے استقبال کا
بھی انتظام کرلیا تھا لیکن انکا تمام راز فاش ہوگیا تھا۔ لہذا جب وہاں انکے اشاروں کا کچھ
جواب نہ ملا تو یہ کاویری پاک چلے گئے جو ارکاٹ کے شمال میں دس میل پر واقع ہے۔
اس مقام کے سامنے اونھوں نے پڑاؤ ڈالا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود جان بوجھ کر انھوں نے
ایسا مقام تجویز کیا ہے جس پر لازمی طور سے دھاوا مارا جاوے۔ اور اس کے لئے
تیاری بھی کرلی ہے۔ کلائیو اس وقت ونڈلور پر حملہ کر رہا تھا راستہ میں اسکو خبر ملی کہ

پرند تو وہاں سے اوڑ گئے اور وہاں سے کسی اور سمت میں روانہ ہوئے ہیں۔ مزید اطلاع حاصل کرنیکی غرض سے اوس نے اپنا کوچ جاری رکھا اور ونڈی‌کور پہنچا۔ یہاں پانچ گھنٹے قیام کرنیکے بعد اسکو اطلاع ملی کہ شکار کنجی پورم میں ہاتھ لگ سکتا ہے لہذا ادھر کا رخ کیا اور محض پانچ گھنٹے آرام کرنیکے بعد سینتالیس میل کی مسافت طے کرکے ۲۳ تاریخ کو صبح کے چار بجے وہاں جا پہنچا۔ نو بجے یہ طے کیا کہ دن بھر وہیں آرام کیا جاوے۔

اسکے آدمی چند گھنٹے ہی سوئے ہونگے کہ ارکاٹ کے خیال سے پریشان ہوکر کلائیو نے ان کو اوٹھا دیا اور فوراً کوچ کا حکم دے دیا لہذا ایک بجے یہاں سے روانہ ہوکر مغرب کے وقت تک یہ سب کاویری پاک کے سامنے جا پہنچے لیکن فرانسیسی یہاں سے دکھائی نہ دیتے تھے۔ درحقیقت فرانسیسی سردار نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا تھا۔ آموں کا ایک گھنا باغ تھا جسکے ایک طرف خندق تھی اور دوسری طرف دریا کا کنارہ تھا اور سڑک سے بائیں طرف مشرق میں تقریباً ڈھائی سو گز کا ایک قطعۂ زمین تھا جسکو معمولی طور پر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اسی راستہ سے انگریز بڑھ سکتے تھے۔ فرانسیسیوں نے اپنی توپیں اور اپنے چند بہترین آدمی یہاں چھپا رکھے تھے۔ سڑک کے دائیں طرف مشرق کی سمت میں تقریباً سو گز کے فاصلہ پر ایک خشک نالہ تھا اس میں سے سپاہی گزر سکتے تھے اور غنیم کی زد سے محفوظ بھی رہ سکتے تھے۔ یہاں یورپین اور دیسی پیدل اچھے طور پر جما دیئے گئے تھے۔ سوار اس باغ میں چھپے ہوئے تاک رہے تھے کہ غنیم نالے اور باغ کے درمیان پہنچے اور وہ اوس پر ٹوٹ پڑیں۔ چونکہ کلائیو کا انتظار تھا لہذا سب ہوشیار اور مستعد تھے۔

جنگ کاویری پاک

اس معرکہ خیز لڑائی کے ذیلی واقعات بیان کرنیکی یہاں گنجائش نہیں۔ محض اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ کبھی کوئی لڑائی ایسی نہ ہوئی ہوگی جس میں ایک سپہ سالار کے جوہر اس قدر نمایاں ہوئے ہوں۔ کاویری پاک پر جو لڑائی ہوئی اوس میں کلائیو نے اپنے پورے جوہر دکھا دئے۔ وہ سیدھے جال میں گھس گیا اور چونکہ وہ آخر انسان ہی تھا اوس میں پھنس ہی گیا لیکن کلائیو ایک باہمت اور مستقل مزاج شخص تھا نازک وقت میں اسکا دماغ ہمیشہ صحیح رہتا اور سخت سے سخت کٹھن وقت پر بھی اسکی عقل خوب کام کرتی تھی اسکے علاوہ غیر معمولی طور پر معاملات کا صحیح اندازہ کرنا اور جگہ کے ہر نقطے کو جانچ لینا اور اوس سے فوراً فائدہ اوٹھانا اسکی عادت میں شامل تھا یہی دو خصوصیات تھیں جو اس موقع پر اوسے بچا لے گئیں۔

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ وہ قطعی پھنس گیا تھا۔ وہ جال میں داخل ہوچکا تھا اور سب طرف سے اوسکے دروازے بند ہورہے تھے۔ اوسکے سپاہی اوسکو اس خطرے سے نکالنے کے لئے جان توڑ کر لڑے لیکن اونکی کوشش بے سود ہوئی اور بجز اسکے سب کے دل میں مراجعت کا خیال جاگزیں ہوگیا۔ اس زمانہ کا بڑا مورخ اورمی (Orme) تک لکھتا ہے کہ "اس وقت تو دانشمندی کا اقتضا یہی تھا کہ مراجعت کی جائے" لیکن کلائیو کے نزدیک دانشمندی کے کچھ اور ہی معنی تھے وہ جرأت و دلیری کو دانشمندی سمجھتا تھا۔ اسکے پاس سوار نہ تھے۔ غنیم کے پاس سواروں کی معقول تعداد تھی اگر ایسی حالت میں یہ غنیم کے سامنے سے بھاگ نکلتا اور ارکاٹ کے غیر مغلوب شدہ ہیرو کو اس طرح بھاگتا ہوا دیکھکر غنیم کے حوصلے بڑھ جاتے تو برطانوی اقتدار کیا رہ جاتا اور انگریزوں کا جنوبی ہند میں کیا حشر ہوتا۔

یہ نہیں ہوسکتا تھا۔ بجز فتح کے اور کوئی خیال اوسکے دل میں آنا ممکن ہی نہ تھا چنانچہ اوس نے فتح حاصل کرکے ہی دکھا دیا۔ چند گھنٹے لڑائی جاری رکھنے کے بعد جس میں اوسکو متواتر نقصانات اوٹھانے پڑے اوس نے طے کیا کہ جس اصول پر اوس نے ارکاٹ میں کام کیا تھا اوسی کو یہاں عمل میں لانا چاہئے۔ نہایت دلیرانہ کوشش اور تفتیش کے بعد اوس نے معلوم کرلیا کہ گھنے باغ کا ایک حصہ جس میں فرانسیسی موجود ہیں غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو کچھ آدمی بھی اوسکو اوس وقت مل سکے اونکو ساتھ لیکر اوس نے اس مقام پر گولہ باری شروع کردی۔ غنیم حیران رہ گیا۔ شب کی تاریکی نے بھی اسکا خوب ساتھ دیا۔ دشمن کی فوج میں فوراً ابتری پھیل گئی اور اس سے بھی اس نے خوب فائدہ اوٹھایا۔ فرانسیسیوں کو بزور پسپا کرکے اونکی جگہ پر قبضہ کرلیا اور وہاں قیام کرکے صبح کا انتظار کیا علی الصباح اوس نے آگے بڑھکر کاویری پاک پر بھی قبضہ کرلیا غنیم غائب ہوچکا تھا پچاس فرانسیسیوں کی لاشوں اور تین سو مجروحین کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ لڑائی کس قدر سخت تھی۔ اسیر بھی بہت کافی تھے۔ خود اسکے بھی نقصانات زیادہ ہوئے چالیس انگریز اور تیس سپاہی ہلاک ہوئے لیکن اس نے جنوبی ہند کو بچالیا اور ڈوپلے کی تمام چالوں کا خاتمہ کردیا۔

اس لڑائی کے نتائج فوراً ظاہر ہوگئے شمالی ارکاٹ دشمن سے خالی ہوگیا۔

انگریزوں کی فتح اور اوسکے نتائج

کلائیو ۱۱ مارچ کو فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس پہنچا۔ تین روز یہاں قیام کیا۔ اب دوسری سمت میں روانہ ہوکر ترچناپلی پر ایک ضرب لگانیکا خیال تھا مگر اسی اثنا میں اوس کا قدیم محترم سردار اسٹرنجر لارنس Stringer Lawrence انگلستان سے واپس آگیا اور اوس نے لازمی طور پر کمان اُس فوج کی جو کلائیو نے تیار کی تھی اور جس میں وہ خود مددگار سپہ دار کی حیثیت سے موجود تھا دو روز بعد ترچناپلی روانہ ہوگئی - ۲۶ تاریخ کو جب کہ قلعہ اٹھارہ میل رہ گیا ایک افسر نے جو یہاں سے روانہ کیا گیا تھا لارنس کو اطلاع دی کہ اوسکے راستے پر کوولادی کے قریب فرانسیسیوں نے اوسکو روکنے کے لئے ایک فوج روانہ کردی ہے۔ لارنس نہایت ہمت کر کے بڑھتا چلا گیا اور غنیم غیر منتظم فوج کی توپوں کی زد سے باہر نکل گیا۔ علی الصباح اہل قلعہ کی فوج کا ایک دستہ اوس سے آکر ملا اور تھوڑی دیر بعد ایک اور بڑی فوج اس سے آملی جس وقت اوسکو یہ اطلاع ملی کہ فرانسیسی اوسکے مقابلہ میں بڑھ رہے ہیں وہ ایلمیسرم کی ٹھکی ہوئی فوج سے مل چکا تھا۔ اس واقعہ کے بعد اونھوں نے محض گولہ باری پر ہی اکتفا کیا اور جب کلائیو اس فوج کی امداد کے لئے بڑھا تو وہ واپس ہوگئے اور لارنس مع اپنی فوج اور آذوقے کے ترچناپلی میں داخل ہوگیا۔ اہل قلعہ کو مراری راؤ اور میسور کے دلوائی (Dilwai) کی امداد پہنچ چکی تھی اس غیر معمولی کارنامہ کا اثر جس سے انگریزوں کی قوت غنیم کے مساوی ہوگئی فرانسیسی سپہ سالار پر کچھ ایسا پڑا کہ وہ جزیرہ سرنگھم واپس ہوگیا۔ یہاں ایک طرف سے لارنس نے اوسکا مقابلہ کیا اور دریائے کولرون کے دوسرے کنارے سے اوسکا سلسلہ منقطع کرنیکی غرض سے اوس نے کلائیو کو ۴۰۰ انگریزی اور ۷۰۰ سو دیسی سپاہیوں اور کچھ مرہٹوں اور تنجور کے سواروں کے ساتھ ساماویرم کی تسخیر کے لئے روانہ کردیا یہ ایک گاؤں تھا۔ اس سے ملحق تین اور قریے تھے جزیرے سے باہر نکلنے کے لئے ان میں سے گزرنا ضروری تھا۔ کلائیو ۷ اپریل کو روانہ ہوا اوسی روز اوس نے ساماویرم کو تسخیر کرلیا اور دو دن بعد منتاچھنلور اور لالگوڈی کے قلعوں کو سرنگوں کر کے اپنی طاقت میں اضافہ کرلیا۔ اب محض پچھنڈا باقی رہ گیا۔ اس پر قبضہ ہوجانیکے بعد اس سمت سے اوس جزیرہ کا راستہ قطعی بند ہوجاتا تھا۔

ڈوپلے لا سے تنگ آگیا تھا اور اسی اثنا میں وہ ایم۔ ڈی اوٹیل (M.De Auteuil) کو ایک معمولی فوج کے ہمراہ اوس سے جائزہ لینے کے لئے روانہ کرچکا تھا جس وقت کلائیو

ان دونوں مقاموں کو تسخیر کرچکا تھا اور تیسرے پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہا تھا اوس وقت ڈی اوٹیل اوتاتور کے قریب پہنچا یہ مقام کلائیو کے مستقر سامی ویرم سے پندرہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں وہ ۱۳ اپریل کو پہنچا اس کی فوج کلائیو کی فوج سے بہت کم تھی اور اسکے پاس صرف ۱۲۰ فرانسیسی اور ۵۰۰ دیسی سپاہی اور مختصر چار توپیں تھیں لیکن اوس نے دریا کی طرف سے حملہ کرکے لا سے مراسلت قائم کرنیکی کوشش کی۔ اور ادسکو اپنے ارادے سے آگاہ کرنے اور اوس سے کمک طلب کرنیکے لئے قاصد روانہ کئے۔ لیکن کلائیو نے ان قاصدوں میں سے ایک کو راستہ ہی میں گرفتار کرکے اوسکی تدابیر کا خاتمہ کرنیکا ارادہ کرلیا۔

ڈی اوٹیل نے ۱۴ کی صبح کو کوچ کیا لیکن تھوڑی ہی دور جانیکے بعد اوس نے دیکھا کہ انگریز اوسکا راستہ روکنے کیلئے تیار ہیں لہذا وہ فوراً اوتاتور واپس ہوگیا۔ اور کلائیو سامی ویرم واپس چلا گیا۔

دریائے کولرن کے شمالی ساحل پر ایک نہایت مضبوط گوڈا تھا جو پچھنڈا کہلاتا تھا۔ جزیرۂ سرنگم میں داخل ہونیکے لئے یہ ایک خاص راستہ تھا۔ کلائیو نے اس پر قبضہ کرنیکا خیال کرلیا تھا لیکن ڈی اوٹیل کی نقل و حرکت کی خبر ملنے کے بعد ادھر کا رخ نہ کیا تھا۔ ڈی اوٹیل کے پیغام کے بعد جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے لا نے ارادہ کیا کہ جب کلائیو ڈی اوٹیل کے خلاف مشغول ہو تو وہ اس راستہ سے گزر کر اوس پر ٹوٹ پڑے۔ ممکن تھا کہ یہ ترکیب چل جاتی لیکن کسی قدر خطرہ بھی تھا لہذا جب اسکا وقت آیا تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور محض اسی یورپی (جن میں آدھے باغی انگریز تھے) اور ۷۰۰ سپاہی روانہ کردیئے تاکہ وہ تاریک شب میں اس راستہ سے گزر کر کسی ایسے وقت جب کلائیو کسی دوسری طرف مشغول ہو سامی ویرم پر قبضہ کرلیں۔ اوسکا خیال تھا کہ باغیوں کو انگریزی جو آتی ہے اوس سے اس میں بہت کچھ سہولت ہوجاویگی۔

اسکی یہ ترکیب ایک حد تک اس قدر کامیاب رہی جسکا اسے کبھی خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ کلائیو ڈی اوٹیل کے خلاف مظاہرہ کرکے واپس ہوا تھا اور دونوں چھوٹے گوڈوں کے پیچھے جن کو سپاہیوں نے اپنی قیامگاہ بنالیا تھا یہ تھکا ماندہ ایک سرائے میں پڑا سو رہا تھا۔ سپاہی بھی بے خبر پڑے سو رہے تھے۔ اس گاؤں کی یہ حالت تھی۔

سامی ویرم پر فرانسیسیوں کا حملہ

حملہ آور فوج کے سردار نے جو جاسوس روانہ کئے تھے اونھوں نے واپس ہوکر اطلاع دی کہ کلائیو اور اوسکے سپاہی موجود تو ہیں لیکن سب بےخبر پڑے سو رہے ہیں۔ یہ خبر ملنے کے بعد اس سردار نے آگے بڑھنے اور نامور ممتاز انگریز کو سوتا ہوا گرفتار کرنے کا تہیہ کیا۔ دغا باز انگریزوں کے ذریعہ سے پہرے داروں کو دھوکا دیا۔ ان میں سے ایک آئرلینڈ کا باشندہ تھا اوس نے اس تھکے ہوئے پہرے دار سے کہا کہ لارنس نے کلائیو کے لئے کمک بھیجی ہے۔ اوس نے انکو داخل کرلیا اور اہل قلعہ میں سے چند آدمی ان کو قیامگاہ تک پہنچانے گئے۔ مرہٹوں اور دیسی سپاہیوں کے پاس سے یہ بلا زحمت گزر گئے۔ جھوٹے پگوڈا پر جب یہ پہنچے تو ان سے یہاں دوبارہ سوال کیا گیا اسکا جواب انھوں نے اندر سوتے ہوئے لوگوں پر گولی چلاکر دیا۔ یہاں سے سرائے پر پہنچے اور وہاں بھی انھوں نے یہی حرکت کی۔

کلائیو ایک مرتبہ اور یکایک پھنس گیا اور پھر اوسکے استقلال۔ اوسکے ذہن اور اوسکے ذاتی اعتماد کا مقابلہ دشمن کے فریب و مکر سے ہوا اور پھر وہی فتحمند رہا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ اپنے ایک ادنیٰ ساتھی کی طرح وہ بھی پھنس گیا تھا اور اوسی کی طرح وہ بھی خوف زدہ تھا۔ ناظرین کو چاہئے کہ اسکا خاکہ اپنی نگاہ میں کھینچیں اور ذرا غور کریں کہ اوس شخص کی کیا حالت ہوگی جو ایک سرائے میں آرام کرنے گیا ہو اور اوسکو سوئے ہوئے دو گھنٹے بھی نہ ہوئے ہوں کہ یکایک تاریک شب میں بیدار ہوکر وہ دشمن کو اپنے سامنے کھڑا دیکھے جو گاؤں کے مرکز پر قابض ہو اور جسکی تعداد کا کچھ اندازہ نہ ہو اور جو اوس کے ساتھیوں کو گولی سے مار رہا ہو اور اوسکے ساتھیوں میں سے کچھ خوف کے مارے گھگیا رہے ہوں اور جو بیدار ہوتے جاتے ہوں اونکو اس شور و غوغا کا کچھ سبب معلوم نہ ہو اور ان میں داخل ہونیوالوں میں سے اکثر اوسکے ہم قوم بھی ہوں اور اوسی کی زبان بھی بول رہے ہوں اور یہ سب حادثہ ہندوستان جیسے ملک کے رتیلے میدان میں پیش آرہا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑے سورما اور جنگ آزما سے اپنی ذات پر بھروسا ہو اوسکی آزمائش کیلئے یہ واقعہ ہی کافی تھا لیکن کلائیو نہ گھبرایا نہ گھگیایا۔ ایک لمحہ میں اوس کا دماغ صاف ہوگیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی مجلس شوریٰ میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ دشمن کا نشانہ چوک گیا ہے اونھوں نے سرائے میں داخل ہوکر گولی تو وہیں چلائی تھی جہاں وہ

کلائیو کی غیر معمولی جسارت اور دانشمندی کی پیشوائی

اپنے اور افسروں کے ساتھ پڑا سو رہا تھا۔ اوسکے پاؤں کے پاس صندوق رکھا تھا اوسکے
ٹکڑے اوڑ گئے تھے اوسکے قریب جو پہرے دار تھا وہ ہلاک ہوگیا تھا اور ابھی اونھوں نے
اپنا ہاتھ نہ روکا تھا۔ کلائیو فوراً ایک پگوڈا میں دوڑ گیا اور وہاں تقریباً دوسو آدمی جو موجود
تھے اونکو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور سپاہیوں کی ایک کثیر جماعت جو ہر طرف گولی چلا
رہی تھی اوسکے سامنے انکو لیجاکر کھڑا کر دیا۔ ان سپاہیوں کو وہ اپنے آدمی سمجھا تھا۔
اونکے قریب پہنچا اور بیکار گولی چلانے پر اونکو ڈانٹا اور ہاتھ روکنے کا اون کو حکم دیا
لیکن یہ اوسکے آدمی نہ تھے۔ یہ فرانسیسی سپاہی تھے۔ وہ انکو ابھی پہچاننے بھی نہ پایا تھا کہ
اس میں سے ایک نے اس پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اوسکو زخمی کر دیا۔ کلائیو اب تک
اس خیال میں رہا کہ یہ اوسکے آدمی ہیں اور اونکو گولی روکنے کا حکم دیتا رہا اتنے میں چھ فرانسیسی
پہنچے اور اونھوں نے ہتھیار ڈالنے کا اس سے مطالبہ کیا۔ اب یہ معاملے کو سمجھا اور فوراً
اوسکے دماغ نے اوسکا ساتھ دیا۔ فوراً اکڑ کر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ ہتھیار ڈالنا تو تمھارا کام
ہے نہ کہ میرا۔ ذرا مڑ کر تو دیکھو کہ تم کس طرح محصور ہو چکے ہو" یہ لوگ اسکی عبارت دیکھکر
دنگ رہ گئے اور فوراً اپنے سردار کو یہ داستان سنانے کے لئے بھاگ گئے۔ کلائیو
یہاں سے دوسرے پگوڈا میں پہنچا اور وہاں کے آدمیوں کو تیار کیا۔ فرانسیسی سپاہی
اونکی غیر موجودگی سے فائدہ اوٹھاکر گاؤں سے باہر نکل بھاگے لیکن فرانسیسیوں اور باغی
یورپیوں نے چھوٹے پگوڈا پر قبضہ کر لیا تھا وہ انگریزوں سے زیادہ اب خود خوف زدہ تھے
اونکے سردار کو احساس ہوگیا کہ وہ جال میں پھنس گیا ہے مصیبت کے وقت اُن کے
دماغ نے اُنکا ساتھ نہ دیا۔ صبح تک وہ خاموش رہا اور صبح ہوتے ہی وہ میدان میں
نکل آیا۔ کلائیو بھی اسی انتظار میں تھا جوں ہی وہ باہر نکلے اوس نے گولی سے اُن کا
استقبال کیا اور اُن میں سے بارہ کو ہلاک کر دیا۔ یہ دوبارہ اپنی جائے پناہ پر
واپس ہوگئے۔ کلائیو خونریزی روکنے کی غرض سے اونکے پاس گیا اور اونکو جتلایا کہ
اونکی حالت کس قدر خطرناک ہے۔ اپنی شرائط اونکو پیش کیں۔ ان میں سے ایک آئرش
نے کلائیو کا نشانہ تاک کر فوراً اوس پر گولی چلا دی۔ نشانہ چوک گیا۔ کلائیو تو بچ گیا
لیکن اوسکے دو ہمرکاب سپاہیوں کے جسم کو وہ گولی توڑتی ہوئی نکل گئی۔ فرانسیسی افسر
نے اس حرکت کو سخت ناپسند کیا اور اسکی وجہ سے فوراً ہتھیار ڈالدیئے فرانسیسی سپاہیوں کے

تعاقب کے لئے کلائیو نے مرہٹوں اور دیگر سواروں کو بھیجدیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اونکو پکڑکر اون میں سے ایک ایک کو ہلاک کرڈالا۔

سامی ویرم کا قصہ یوں ختم ہوا جن واقعات سے کلائیو کا کارنامہ ظاہر ہوتا ہے اونکو میں نے تفصیل کے ساتھ اس غرض سے بیان کیا ہے کہ ناظرین کو کلائیو کے اصلی جوہر کا اندازہ ہو جاوے۔ وہ مرعوب ہونیوالا شخص نہ تھا۔ سخت سے سخت نازک وقت میں اوسکا دماغ حاضر رہتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرداری کے لئے ہی پیدا ہوا تھا جنگ میں استقلال سے کام لیتا جب مشکل رفع ہو جاتی تو رحم دل بن جاتا۔ اسکی مثال اوس شخص کی سی ہے جسکی نسبت کارلائل (Carlyle) نے کہا ہے کہ " وہ اپنے شکار کو نہایت بیدردی سے گھورتا۔ اوسکو اچھی طرح سمجھتا۔ اور اوس پر غالب آجاتا کیونکہ بہ نسبت دوسروں کے اوس کے دماغ میں زیادہ ذہانت۔ ارادے میں زیادہ قوت اور بازو میں زیادہ طاقت تھی "

جنگ کا خاتمہ

لڑائی اب قریب الختم تھی۔ ۱۵ مئی کو کلائیو نے پیچنڈا پر قبضہ کیا۔ بعدازاں اوتاتور پہنچکر ڈی آوٹیل کو والکنڈہ پر مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ اور اوسکا تعاقب کرکے اوس سے ہتیار رکھوا لئے۔ تین دن بعد لا نے ڈی آوٹیل کی تقلید کی اور تریچناپلی کی کل فرانسیسی فوج نے اپنے آپ کو لارنس کے حوالے کر دیا۔ انکے دیسی حلیفوں نے انکی تقلید کی۔ اس جنگ میں ایک افسوسناک حادثہ یہ پیش آیا کہ چندا صاحب اپنے حریف مقابل کے اشارہ سے قتل کر دیا گیا۔

کلائیو کی انگلستان کو واپسی ۱۷۵۳ء

بعدازاں کلائیو فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہوا اور سال کے ختم تک گرد و نواح کے اون مقامات کی تسخیر میں مشغول رہا جو ابتک نواب کے خلاف تھے۔ اس مہم کا اثر اوسکی صحت پر جو پہلے سے ہی خراب ہو رہی تھی بہت برا پڑا اور اس کے ختم ہونے پر وہ اوائل اکتوبر میں آرام کی غرض سے مدراس پہنچا۔ یہاں اپنے ایک ہم مشرب کی بہن مس مسکلین (Miss Maskelyne) سے اوس نے شادی کی ہندوستان کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ہی اس نے اس سے دوستی پیدا کرلی تھی۔ لیکن اسکی صحت روز بروز خراب ہوتی رہی اور مجبوراً یورپ جانے کے لئے اس کو رخصت لینی پڑی۔ رخصت منظور ہو جانے کے بعد وہ فروری ۱۷۵۳ء میں نہایت شاندار عظمت حاصل کرکے مدراس سے

روانہ ہوا۔ محض اپنے کیرکٹر کے زور سے وہ اس قدر امتیاز حاصل کر سکا اور اسی میں
اوس کی کامیابی کا راز ہے اگر اس میں اس درجے کی جرأت۔ دوربینی۔ فراست
و ذہانت اور سپاہیانہ قابلیت نہ ہوتی تو ڈوپلے جنوبی ہند میں فرانسیسی شہنشاہی کی
بنیاد ڈالنے میں غالباً کامیاب ہو جاتا۔

آٹھواں باب

کلائیو کا انگلستان میں قیام اور بنگال میں اوسکے کارنامے

انگلستان میں کلائیو کی شہرت

انگلستان جانے سے کلائیو کی توقعات اوسکی مرضی کے موافق پوری نہ ہوئیں۔ اس سے قبل ہی وہاں اسکی شہرت ہو چکی تھی۔ مجلس نظماء نے مدراس کے گورنر کی معرفت اوسکو اس امر کا یقین دلا دیا تھا کہ انھیں اوسکی خدمات کا صحیح اندازہ ہے۔ اسکی شاندار کامیابی پر سب سے زیادہ تعجب غالباً اوسکے باپ کو تھا۔ جب کلائیو کی فتوحات کی اطلاع اوسکو ملی تو اوس نے بے ساختہ کہا کہ "خیر لڑکے کو کچھ سمجھ تو آئی"۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے لڑکپن اور ابتدائی زمانے میں باپ کو اس سے بہت کم واقفیت تھی اور اوس نے اپنے آبائی پیشہ سے جو نفرت ظاہر کی تھی محض اسی وجہ سے باپ نے اسکے خلاف رائے قائم کر لی تھی لیکن اب وہ بھی زمانہ کا ساتھ دینے اور ارکاٹ کے بچانیوالے کا دل سے استقبال کرنیکے لئے تیار تھا۔ شروع میں کلائیو کی جو دعوتیں ہوئیں اور جس طرح سے اوسکا ان موقعوں پر جام صحت پیا گیا اوس سے اوسکو یقین ہو گیا ہوگا کہ اوس کی خدمات مقبول عام رہیں اور سب اوسکو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجلس نظماء کے جس وعدے کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ بھی پورا ہو گیا۔ اونھوں نے ایک شاندار دعوت دی اور اوسکی خدمات کے صلے میں اوسکو ایک مرصع تلوار عطا کرنیکا فیصلہ کیا۔ کلائیو نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ جب تک اس قسم کے عطیہ سے اوسکے سردار اسٹرنجر لارنس کو جسکی ماتحتی میں اس نے کام کیا ہے سرفراز نہ کیا جاوے وہ اس عزت کو قبول نہیں کر سکتا۔

پارلیمنٹ میں اوسکا انتخاب اور مرافعہ پر اوسکا اخراج

کلائیو نے کافی روپیہ پیدا کر لیا تھا اور انگلستان میں وہ چین سے اپنی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ ہندوستان واپس ہونا بھی وہ اپنے لئے ضروری نہ سمجھتا تھا۔ پارلیمنٹ میں داخل ہونے اور وہاں اپنی قسمت آزمائی کرنیکا اوسے خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اتفاق سے دوسرے سال ہی پارلیمنٹ برخاست ہوئی اور اوسکو کارنوال کے علاقہ سینٹ مائیکال کی طرف سے انتخاب میں شرکت کا موقع مل گیا۔ فاکس کی جماعت کی طرف سے وہ منتخب ہوا۔ لیکن اسکے انتخاب کے خلاف مرافعہ ہوا اور حالانکہ ذیلی مجلس نے اس کے موافق رائے دی

مجلس عوام نے محض فرقہ بندی کی بنا پر اوسکے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس مایوسی کے بعد کلائیو نے اپنے متعلق قطعی فیصلہ کر لیا۔ ایک معقول رقم وہ صرف کر چکا تھا اور اوسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اوسکی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا لہذا اوس نے اپنے سابق کارناموں کے میدان ہی کو واپس ہونیکا فیصلہ کر لیا اور مجلس نظماء سے اسکی اجازت چاہی۔

کلائیو کی واپسی اور بنگال کو واپسی

مجلس نظماء نے محض اوسکی درخواست ہی قبول نہ کی بلکہ شاہی فوج میں اوسے کمیشن دیکر لفٹنٹ کرنل کا عہدہ دلوایا۔ اور آیندہ کے لئے اوسکو فورٹ سینٹ ڈیوڈ کا گورنر اور سپہ سالار نامزد کیا۔

کلائیو اپنے ساتھ تین سو پیادے اور توپ خانے کے تین دستے لیکر ہندوستان روانہ ہوا اوسکو ہدایت کی گئی کہ انھیں وہ بمبئی لیجاوے اور وہاں سے کمپنی اور اپنے حلیف مرہٹوں کی جتنی فوج بھی اسے ملسکے اوسکو لیکر فرانسیسیوں کو دکن سے نکالنے میں اپنی پوری قوت صرف کرے لیکن وہاں سے روانہ ہوتے وقت اوسکو پتہ لگا کہ مقامی انجنیروں میں سے کرنل اسکاٹ شاہی اثر سے اوسکا نائب مقرر ہوا ہے اسکے بعد اوس نے خیال کیا کہ ایسی مہم میں جس میں اوسکو اختیار کلی حاصل نہ ہو کام کرنا محض بیکار ہے لہذا اوس نے اپنے کام پر راست فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اوسے کرنل اسکاٹ کے انتقال کی خبر ملی۔ اس واقعہ کے بعد اوسکو اپنی سابق تجویز کی طرف رجوع ہونا پڑا لیکن اسکے بعد بھی ایک اور پیچیدگی پیدا ہو گئی اور مہم پر روانہ ہونے سے کچھ عرصہ قبل اطلاع ملی کہ ساحل کارومنڈل پر انگریزوں اور فرانسیسیوں نے آپس میں معاملہ کر لیا ہے کہ ہندوستانی فرمانرواؤں کی لڑائیوں میں وہ قطعی شریک نہ ہوں لہذا دکن کی مہم کا خیال پھر ترک کرنا پڑا۔

بحری قزاق انگریا کا خاتمہ

اسکے بعد ایک دوسری مہم پیش آگئی۔ جزیرہ وزیا ورگ کے بندرگاہ کے قریب جسکو مسلمان گھیریا کہتے تھے سیواجی نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا تھا جو ایک عرصہ سے ایک بحری قزاق کا جو انگریا کے نام سے دنیا میں مشہور ہے مرکز بنا ہوا تھا۔ اس شخص نے ایک آفت بپا کر رکھی تھی۔ گردونواح کے علاقوں پر اوس نے قبضہ کر لیا تھا شہروں کو تباہ و تاراج کرتا۔ غیر جنگی جہازوں کو لوٹنا اور قتل و جدال کرنا اوسکا پیشہ تھا۔ ساحل ملابار والے اس کے نام سے لرزتے تھے مرہٹے اور انگریز دونوں اسکی سرکوبی ضروری سمجھتے تھے ایکسال قبل

حکومت بمبئی نے کموڈور جونسن کو جہاز کا ایک بیڑہ دیکر اوسکے مقبوضات پر حملہ کرنیکے لئے روانہ کیا تھا۔ جونسن نے کسی قدر کامیابی بھی حاصل کی لیکن جب وہ ویبول کے قریب پہنچا تو اوسکو اس بناپر واپس بلا لیا گیا کہ ساحل پر بحری جنگ کرنیکا موسم نہیں رہا۔

دوسرے سال موسم خزاں میں امیر البحر واٹسن نے بیڑے کی کمان لی۔ اس عرصہ میں اوسکا خاتمہ کرنیکی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہوئی۔ اس وقت کلائیو بھی وہیں تھا اور اوسکی فوج بھی موجود تھی لہذا حکومت بمبئی نے یہ فیصلہ کیا کہ مرہٹوں کی مدد سے اس بحری قزاق کے مرکز کو توڑا جاوے اور اس غرض کے لئے ایک جنگی بیڑہ اور کچھ فوج اوسکے خلاف روانہ کیجاوے۔ یہ فوج فروری میں وہاں پہنچی۔ اسکے متعلق محض اتنا کہنا کافی ہے کہ دو دن میں اوس نے گھیریا کو تباہ کردیا۔ یہاں سے کلائیو ساحل کارومنڈل پر ہوتا ہوا ۲۰ جون کو فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچ گیا۔

کال کوٹھری کا حادثہ

اوسی روز کلکتے میں کال کوٹھری کا دردناک حادثہ پیش آیا۔ بنگال۔ بہار۔ واوڑیسہ کے صوبہ دار نواب سراج الدولہ کو انگریزوں کے خلاف چند فرضی شکایات تھیں۔ محض مال غنیمت کے لالچ سے اوس نے قاسم بازار کے انگریزی کارخانے پر جو اوس کے دارالحکومت کے قریب واقع تھا قبضہ کرلیا اور وہاں کے اہل قلعہ کو گرفتار کرکے کلکتے پر حملہ آور ہوا۔ دریائے ہگلی میں چند جہاز اور کشتیاں موجود تھیں اون میں انگریزی گورنر ڈریک اور فوج کے اعلےٰ افسر چند اور اشخاص کے فرار ہوگئے اور قلعے میں ۱۴۵ آدمی چھوڑ گئے۔ ان میں چند اعلےٰ عہدہ دار بھی تھے جو دشمن کے شکار ہوئے اون میں ایک عورت کیری کی بیوی بھی تھی۔ یہ سب گرفتار کرکے نواب اور اوسکے سپہ سالار میر جعفر کے سامنے پیش کئے گئے۔ نواب اونکے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور حکم دیا کہ رات میں انکی حفاظت کیجاوے اس بات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ نواب کی نیت ہرگز ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے کی نہ تھی لیکن فطرتی بیرحمی یا غفلت ولاپروائی کی وجہ سے انکے محافظوں نے نواب کی واپسی کے بعد ان کو ایک تنگ کوٹھری میں بند کردیا جو تقریباً ۱۸ فٹ مربع تھی ہوا اور روشنی کا ان میں کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اس میں گنجائش اتنی تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ اوس میں سما گئے لیکن اون میں سے ایک کثیر تعداد کی موت یقینی ہوگئی۔ اونکی فریاد بے سود ہوئی نواب کے پاس جو عرضداشت انھوں نے بھیجی اوسکا بھی کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ نواب آرام کیلئے جاچکا تھا

اوسکو بیدار کرنیکی کسی کو جرأت نہ ہوسکتی تھی۔ اس کوٹھڑی میں یہ بند کردئے گئے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ ان میں سے بجز تیئیس کے سب کو اسکی مضر ہوا مہلک ثابت ہوچکی ہے۔ تیئیس رہا کرکے نواب کے سامنے پیش کئے گئے۔ اوس نے انکی تکالیف پر اظہار افسوس تک نہ کیا برخلاف اسکے اوسکا پہلا سوال اون سے یہ تھا "تمھارا خزانہ کہاں دفن ہے"؟ کیونکہ نواب کو ابتک تو اپنے حملے سے مایوسی ہی ہوتی تھی۔

قاسم بازار کی تسخیر کی خبر مدراس ۱۵ جولائی کو پہنچی۔ گورنر نے کلپٹرک کی کمان میں ۲۳۰ یورپی سپاہی فوراً بنگلی روانہ کردئیے۔ ۲ اگست کو یہ فلکتا گاؤں کے قریب پہنچ گئے۔ اس قصبے کو فی الحال یہیں ختم کردینا چاہئے۔

کلائیو اور واٹسن کی بنگال کو روانگی

کلپٹرک کے فلتا پہنچنے کے تین روز بعد بنگال کوٹھڑی کے حادثے کی اطلاع مدراس پہنچی۔ یہاں کی حالت نازک تھی۔ گورنر کو ہمیشہ فرانسیسیوں کے خلاف اعلان جنگ کا خوف لگا رہتا تھا وہ اپنی فوج کا بہترین حصہ روانہ کرچکا تھا۔ اب سوال یہ پیش تھا کہ ایسی حالت میں جب کہ فرانس سے جنگ چھڑنیکا اندیشہ لگا ہوا ہے اپنے احاطہ کی فوج میں کمی کرنا کس حد تک مناسب ہے؟ اس پر ایک طول طویل بحث ہوئی۔ آخر انگریزوں کی خوش قسمتی سے یہ قرار پایا کہ ہر ایک جہاز اور ہر ایک سپاہی جو دستیاب ہوسکے بنگلی روانہ کردیا جاوے۔ اس فوج کے سپہ دار کے تقرر کے متعلق اور بھی طویل بحث ہوئی۔ جب سب نے اپنے حقوق جتا لئے تو یہ قرار پایا کہ بڑی فوج کی کمان کلائیو کو دی جاوے۔ مشورہ کرنیکی غرض سے اسکو فورٹ سینٹ جارج سے بلا لیا گیا تھا لیکن اسکے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ وہ امیر البحر واٹسن کی نیابت میں کام کریگا جسکے پاس اس وقت بیڑے کی کمان تھی۔ اکتوبر کے دوسرے ہفتے تک یہ باتیں طے ہوپائیں اور ۱۶ تاریخ کو جنگی بیڑہ بنگلی روانہ ہوگیا۔ فلتا پر پہلا جہاز ۱۱ دسمبر کو پہنچا اسکے علاوہ اور دو جہاز پہنچے۔ ایک میں سامان رسد تھا اور دوسرا راس پالمائرس سے ہوکر آیا تھا (آخر میں یہ دونوں مل گئے) باقی جہاز ۱۷ اور ۲۷ تاریخوں کے درمیان وہاں پہنچے۔

بری فوج جو کلائیو کی کمان میں تھی اوس میں مع کلپٹرک کی قلیل فوج کے جو بیماری کی وجہ سے بہت کم ہوگئی تھی کل ۸۳۰ یورپی اور ۱۲۰۰ دیسی سپاہی تھے اور تھوڑا سا توپ خانہ تھا۔ ایک جہاز جس میں تقریباً دو سو سپاہی تھے وہ ابھی تک نہ پہنچا تھا۔

ان میں سے اکثر بیاروں کی فہرست میں درج تھے۔

نواب سے مراسلت اور جنگ

۱۷ دسمبر کو واٹسن نے نواب کو ایک مراسلہ روانہ کر دیا تھا کمپنی کے جو نقصانات ہوئے تھے اونکی تلافی کا اوس نے اس میں مطالبہ کیا تھا لیکن اسکا کچھ جواب موصول نہ ہوا۔ بجز اون دو جہازوں کے جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے باقی سب جہاز جب فلتا پر جمع ہو گئے تو واٹسن نے دوسرا مراسلہ روانہ کیا اور نواب کو آگاہ کر دیا کہ اگر اسکی تعمیل نہ ہوئی تو انگریزوں کو مجبوراً قانون اپنے ہاتھ میں لینا پڑیگا۔ ۲۷ تاریخ کو بیڑہ ساحل پر پہنچ گیا۔ اور ۲۹ کو مایاپور پہنچا۔ یہ گاؤں بج بج کے قلعے سے دس میل کے فاصلے پر تھا دونوں کمانداروں کی یہ رائے تھی کہ اس قلعے پر قبضہ کر لیا جاوے لیکن اختلاف اس امر پر تھا کہ حملہ کیونکر کیا جاوے۔ کلائیو کی یہ رائے تھی کہ فوجیں دریا کے راستے سے قلعے کے قریب اوتار دی جاویں۔ واٹسن کا اس پر اصرار تھا کہ فوجیں مایاپور پر اوتار دیجاویں اور وہاں سے وہ قلعے پہنچیں۔ کلائیو نے اپنی مرضی کے خلاف اس حکم کی تعمیل کی۔ جہاز سے اوترنیکے بعد دس میل مسافت طے کی اور دوسرے دن حملہ کرنیکی غرض سے دو گاؤں میں ان فوجوں کو اوتار دیا۔ فوجیں تھکی ہوئی تھیں۔ دشمن کا خوف نہ تھا۔ بے خبر پڑ کر سو گئیں لیکن کلکتے کا گورنر مانک چند اوسی روز صبح کو دو ہزار پیادے اور پندرہ سو سوار لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اوس نے کلائیو کے تمام انتظامات کو پوشیدہ طور پر دیکھ کر شبخون مارنیکا ارادہ کر لیا۔ اور شب کو یکایک حملہ کیا اس شبخون کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کی حالت خطرناک ہو گئی لیکن یہ موقع بھی کچھ اوسی قسم کا تھا جس پر کلائیو اپنے جوہر دکھا سکتا تھا اوس نے فوراً اس بات کا اندازہ کر لیا کہ اگر دشمن کی آتش سے بچنے کیلئے اوس نے اپنی فوج کو ہٹایا تو اوس میں بے ترتیبی اور برہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے لہذا اوس نے فوج کو اپنے مقام پر ہی جمے رہنے کا حکم دیا اور دونوں بازوؤں سے ایک ایک پلٹن لیکر خود دشمن پر حملہ آور ہوا۔ ان میں سے ایک کو تو دشمن کی آتشباری نے سخت نقصان پہنچایا لیکن انگریزوں کی ایسی شجاعت جسارت اور جرأت کا جو اس قدر کثیر تعداد کے مقابلے میں اونھوں نے ظاہر کی دشمن پر ایسا گہرا اثر پڑا کہ اوسکی دیسی فوجیں باوجود اپنے افسروں کی سخت کوشش کے پیچھے ہٹ گئیں۔ اس سے کلائیو کو اپنی فوج کو کسی اور مناسب مقام پر ترتیب دینے کا موقع مل گیا اور جونہی مانک چند کی پگڑی پر سے ایک گولی سناتی ہوئی نکلی

اوس نے اپنی فوج کو مراجعت کرنیکا حکم دے دیا۔ اوسی شب کو بج بج کا قلعہ ایک مدہوش ملاح کے ہاتھ لگ گیا۔ شراب کے نشے میں یہ اوسکی چہار دیواری پر چڑھ گیا اور اندر کود کر اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا۔ انھوں نے وہاں پہنچکر دیکھا تو قلعہ خالی تھا۔

کلکتے کی تسخیر

۲ر جنوری کو کلائیو نے کلکتے کو تسخیر کیا۔ یہاں حاکم مقرر کرنیکا جب سوال اٹھا تو کلائیو اور واٹسن میں پھر کچھ بحث و تکرار ہو گئی۔ واٹسن نے میجر آئر کوٹ کو نامزد کر دیا تھا لیکن کلائیو نے اس قدر سختی سے اوسکی مخالفت کی کہ واٹسن نے مجبوراً قلعے پر خود قبضہ کر لیا اور اوسکی کنجیاں بعد میں ڈریک کے حوالے کر دیں۔ یہ وہی ڈریک تھا جو سراج الدولہ کے حملے کے وقت بے حیائی سے قلعہ چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا۔ تین دن بعد کلائیو نے ہگلی پر گولہ باری کی۔ ابتدا میں یہ مقام پرتگالیوں کے مقبوضات میں شامل تھا اور بعد میں انگریز اس پر قابض ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت یہ نواب کے تحت میں تھا۔

نواب کی فوج کی پسپائی

اس عرصہ میں نواب جملہ چالیس ہزار فوج لیکر اپنی کھوئی ہوئی فتوحات کو واپس لینے کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔ اس فوج کا اندازہ کرنیکی غرض سے کلائیو نے کلکتے کے قریب کاسی پور پر جہاں اب توپوں کا کارخانہ ہے قیام کیا۔ جوں ہی نواب کی فوج دکھائی دی اوس نے دھمکانے کے لئے حملہ کرنا چاہا لیکن اوسکو مقابلے کیلئے تیار دیکھکر واپس ہو گیا اور کسی اور مناسب موقع کی تاک میں رہا۔ ۳ر فروری تک نواب کی پوری فوج مرہٹوں کی خندق کے قریب جمع ہو گئی۔ کلائیو نے اپنے دو سفیر نواب سے گفت و شنید کرنیکے لئے روانہ کئے لیکن جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ انکی سخت توہین کی گئی اور حقارت کی نگاہ سے انکو دیکھا گیا تو اوس نے امیر البحر سے چند ملاح مانگے اور اوسکی اجازت حاصل کر کے دوسرے روز علی الصباح نواب پر حملہ کرنیکا فیصلہ کر دیا اور ۴ر فروری کو صبح کے ۳ بجے اودھم کھڑا ہوا. اوس وقت یہاں اس قدر سخت کہرا پڑ رہا تھا جیسا کہ عام طور پر بڑے دن کے قریب بنگال میں پڑتا ہے۔ اسی حالت میں وہ نواب کے پڑاؤ تک گھسا چلا گیا۔ ایک مرتبہ پھر وہ خطرناک حالت میں تھا کیونکہ پو پھٹنے کے وقت جب چند لمحوں کے لئے کہرا ہٹا تو اوس نے دیکھا کہ غنیم کی سوار فوج اوسکے ایک بازو پر جمی ہوئی ہے۔ غنیم بھی کلائیو سے کچھ کم پریشان نہ ہوا اور گولیوں کی ایک سخت بوچھار نے اونکو فوراً منتشر ہی کر دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد کہرا پھر گھر آیا۔ کلائیو کو اب تک معلوم نہ تھا کہ

وہ کہاں اور کس مقام پر ہے ۔ اوسکے آدمی گھبرا رہے تھے اور کلائیو خوب سمجھتا تھا کہ
اوس قسم کی گھبراہٹ کے بعد دوسرا درجہ فوج کی برہمی بے ترتیبی اور تکلیف کا ہوتا ہے
اوسکے اوسان نہ خطا ہوئے ۔ اوسکے ہوش وحواس قائم رہنے اور وہ اپنے آدمیوں
کی روک تھام کرتا رہا اور جب ۸ بجے کے قریب دوبارہ کہرا اچھٹا اور کلائیو نے
یہ دیکھا کہ وہ دشمن کے عین قلب پر موجود ہے تو فوراً سیدھا بڑھتا چلا گیا ۔ اس طور سے
کلائیو محض اپنی فوجوں کو ہی نہ نکال لایا بلکہ اوس نے نواب کو ایسا مرعوب کیا کہ وہ اپنی

نواب سے صلح

فوجوں کو یہاں سے پیچھے ہٹالے گیا اور ۹ تاریخ کو صلح پر راضی ہوگیا اور انگریزوں کے
سابق مراعات میں اضافہ کرنے اور کلکتے میں اونکا جو مال ضبط کیا گیا تھا اوسکو واپس
کرنیکا بھی وعدہ کیا ۔ آئندہ جو واقعات پیش آئے اون سب کا راز اس کہرے کے
حادثے اور اوسکے نتائج میں ہی پوشیدہ ہے ان واقعات کا نواب پر نہایت گہرا اثر پڑا
اور انگریزی سردار سے وہ کچھ اس قدر خائف ہوگیا کہ اوسکا خوف اوسکے دل سے
نکالے نہ نکلتا تھا اور چند ہفتے بعد جب انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ چھڑ جانیکی
خبر موصول ہوئی اور کلائیو نے باوجود نواب کی مخالفت کے فرانسیسیوں کے علاقہ چندر نگر پر
(۲۳ مارچ کو) قبضہ کرلیا تو یہ خوف اور بھی بڑھ گیا ۔ اور جب کچھ عرصہ بعد اس نے فرانسیسی
سپاہ کو جو لا کی کمان میں تھی برخاست کرکے اپنے دار الحکومت سے سو میل باہر بھیجدیا اور
اپنی فوج کو پلاسی سے واپس بلا کر اپنے مستقر کے قریب رکھا تو اس خوف کا تمام دنیا
میں اعلان ہوگیا ۔ یہ وہی لا تھا جس نے نہایت بھدے طور پر ترچناپلی کا محاصرہ کیا تھا ۔

نواب سراج الدولہ کا حال

اب سراج الدولہ کا کچھ حال لکھنا چاہیئے جس علاقے پر وہ اس زمانے میں
اپنے دار السلطنت مرشد آباد سے حکومت کرتا تھا وہ اون بڑی جاگیروں میں سے تھا
جو سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد قائم ہوئیں تھیں ۔ ۱۷۳۹ء تک جو خاندان یہاں
برسر حکومت تھا اوسکو دہلی سے فرمان شاہی حاصل تھا لیکن جب نادر شاہ کے حملے
نے سلطنت مغلیہ کے اقتدار کا خاتمہ کردیا تو ایک عہدہ دار علی وردی خاں نے جو ایک
ادنیٰ حیثیت سے عروج کرکے بہار کا حاکم ہوگیا تھا بغاوت کا علم بلند کیا اور مغلوں کے
نامزد کردہ خاندان کے نمائندوں کو مقام گہیریا پر ایک لڑائی میں شکست دی اور انکا
خاتمہ کرکے جنوری ۱۷۴۱ء میں خود صوبہ دار بن بیٹھا ۔ علی وردی خاں ایک نہایت قابل شخص تھا ۔

اکبر اور اورنگ زیب کے تخت پر جو اس وقت برائے نام بادشاہ تھا اوسکو نذرانہ دیکر اوس نے اپنے آپ کو بنگال و بہار و اوڈیسہ کا صوبہ دار تسلیم کرالیا۔ اور بعد ازاں نہایت خوش اسلوبی اور دانشمندی سے اوس نے وہاں حکومت کی ۱۷۵۶ء میں اوسکا نوعمر پوتا سراج الدولہ جسکی نسبت اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ وہ کلائیو سے حد درجہ مرعوب ہوگیا تھا مسند نشین ہوا۔

نواب کے خلاف سازش اور کلائیو کا طرز عمل

کلائیو کے ہر کام سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اوسکی کوشش یہ تھی کہ بنگال کا انتظام ایسا کردیا جاوے کہ وہاں آئندہ کال کوٹھڑی کے سے حادثے پیش آنے کی گنجائش ہی نہ رہ جاوے اوسکے سامنے یہ سوال درپیش تھا کہ جو کام اوسکے تفویض کیا گیا ہے اگر محض اوسی کو مکمل کرکے وہ واپس ہوگیا تو اس بات کا کیا اطمینان ہے کہ اوسکی واپسی کے بعد صوبہ دار اپنی اس توہین اور ذلت کا جو اوسکو برداشت کرنی پڑی ہے اور بھی زیادہ سخت انتقام نہ لیگا۔ کلائیو کے نزدیک اسکا ایک ہی علاج تھا کہ وہ خود کمپنی کو ہی مستحکم بنادے اور یہی ایک مناسب طریقہ تھا جس پر وہ آسانی سے عمل کرسکتا تھا لیکن اوسکو اس بات کا احساس ہوچلا تھا کہ جب تک سراج الدولہ ان تینوں صوبوں پر حکمراں ہے یہ بات کمپنی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ روزبروز یہ خیال مضبوط ہوتا گیا اور جب اوس پر یہ انکشاف ہونے لگا کہ نواب کے گرد جو امراء اور متمول تاجر ہیں وہ اوسکا ساتھ چھوڑنے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر اونکی مرضی کے موافق نواب کے خلاف کارروائی کرنیکے لئے تیار ہیں تو اس خیال کو اور بھی تقویت ملگئی۔

اب صرف یہ دقت باقی رہ گئی کہ ان میں کس شخص کو حلیف بنایا جاوے سب سے پہلے یار لطف خاں نے جو ایک نہایت ممتاز امیر اور فوج کا سپہ دار تھا قاسم بازار کے انگریزی ایجنٹ واٹسن کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ وہ محض اس شرط پر انگریزوں کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہے کہ اوسکو صوبہ دار بنا دیا جاوے۔ اسکے بعد دوسرا پیغام پہنچا یہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ عہدہ دار بخشی یعنی سپہ سالار میر جعفر کی طرف سے تھا۔ اسکو کلائیو نے قبول کرلیا۔ بعد ازاں راجہ دُلاب رائے اور دیگر سربرآوردہ امراء اور باثر تاجر اور ساہوکاروں کی طرف سے امداد و اتحاد کے پیغام آتے رہے۔

اسکے بعد اوس مراسلت کا سلسلہ شروع ہوا جس نے اس نامور سپاہی کے نام پر

امین چند کے ساتھ کلائیو کا فریب

ایک بدنما داغ لگایا ہے۔ فریقین نے کلکتے کے ایک متمول ساہوکار امین چند کو درمیان میں ڈالا۔ یہ شخص نہایت باثر تھا اور بڑا مالدار تھا لیکن اوس کے ساتھ ہی حد درجہ کا بے ایمان تھا۔ جب سازش زوروں پر چل رہی تھی تو اوس شخص نے جو سراج الدولہ کے ساتھ غداری کر رہا تھا اور نواب کے اعتماد کو اس طرح کھو رہا تھا کلکتے کی مجلس کو مطلع کیا کہ اگر معاہدے میں باضابطہ طور پر بیس لاکھ کی رقم اوسکے لئے مخصوص نہ کی گئی تو سازشیوں کی تمام تدبیروں کی اطلاع وہ صوبہ دار کو کردے گا۔ یہ وقت ایسا تھا کہ اگر ذراسی بات بھی باہر چلی جاتی تو سارا کھیل بگڑ جاتا اور لازمی طور پر سب سازشیوں کا فوری خاتمہ ہو جاتا۔ اون میں سے اکثر تو فوراً ہی قتل کردئے جاتے۔ اس غدار کی حرص وطمع کا علاج کرنیکی غرض سے کلائیو نے اقرار نامے کی دو نقلیں کرائیں۔ اور ایک میں سے امین چند کا نام غائب کر دیا۔ اوسکا شبہہ رفع کرنے اور اوسے اطمینان دلانیکے لئے جعلی کاغذ اوسکو دکھا دیا جس میں اوسکا نام شریک تھا فریقین میں سے ہر ایک نے اس کاغذ پر دستخط کر دئے لیکن امیر البحر واٹسن نے انکار کر دیا اور کلائیو نے جو بیان مجلس مبعوثان کی ذیلی مجلس کے سامنے دیا اوس میں اوس نے کہا کہ ”جہاں تک مجھ کو خیال ہے اوسکو (واٹسن کو) اس پر اعتراض نہ تھا کہ کوئی اور اوسکے دستخط اس پر بنا دے“

نواب سراج الدولہ کی قابل رحم حالت

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اون تمام مختلف طریقوں اور حربوں کو بیان کیا جاوے جو ان سازشیوں نے نواب کو اس امر کا یقین دلانیکے لئے استعمال کئے کہ اوس کی نجات محض اس میں ہے کہ وہ انگریزوں سے جنگ آزما ہو“ اس مخمصے سے نکلنے اور کلائیو کے خوف کو اپنے دل سے نکالنے کی اوس نے ہر ممکن کوشش کی بسی سے جو اس وقت حیدر آباد میں تھا اوس نے مراسلت کی۔ مرہٹوں کو اوس نے پیغام بھیجا۔ دربار دہلی اور نواب وزیر اودھ سے اوس نے امداد چاہی۔ لیکن اتحاد قائم کرنیکی ہر ممکن کوشش بے سود ہوئی۔ اپنے خاص خاص امراء اور ساہوکاروں اور نیز میر جعفر سے وہ لڑچکا تھا۔ سازش کا شبہہ تو اوسکا ضرور گزرا لیکن اسکا ٹھیک پتا اوسکو نہ چل سکا بالآخر ۱۳ جون کو اطلاع ملی کہ واٹسن اور اوسکے ماتحت سب کے سب میر جعفر سے ملاقات کرکے جس پر کہ نواب کا اسوقت عتاب تھا قاسم بازار سے فرار ہوگئے ہیں۔

یہاں اوس نے ہار مان لی۔ اس بات کا اوسے احساس ہوگیا کہ اپنے اُمراء کے بغیر وہ بالکل بے بس ہے۔ اب وہ کل سازش کو بھی سمجھ گیا۔ کلائیو کی چالوں اور اپنے آدمیوں کی غداری کا بھی اوس نے اندازہ کرلیا۔ مجبوراً میر جعفر کی طرف رجوع ہوا اور اوسکی خوشامد کی کہ مصیبت کے وقت اوسکو اس طرح ساتھ نہ چھوڑنا چاہئے۔ میر جعفر اور دیگر اُمراء جو زیادہ تر اس سازش میں شامل تھے ان سب نے وفاداری اور اطاعت کا حلف اوٹھایا۔ میر جعفر ان سب میں پیش پیش تھا۔ اونھوں نے کہا کہ وہ صوبہ دار پر سے ہر چیز قربان کرنیکے لئے تیار ہیں۔ وہ بدبخت انگریزوں کو نکال باہر کرینگے اور بنگال کو اونکے اثر سے پاک کردکھائینگے۔ اس طور سے مطمئن ہونیکے بعد اوسکے ہوش وحواس قائم ہوئے اور بائیس میل کے فاصلے پر جزیرہ قاسم بازار میں پلاسی کے قریب جہاں اوس نے خندقیں کھدوا رکھی تھیں فوج کو کوچ کرنیکا حکم دیا۔ انکی تنخواہ کا کچھ جھگڑا تھا اونھوں نے یہ شرط پیش کی کہ اگر اُنکے مطالبات طے نہ کئے گئے تو وہ ہرگز نہ لڑینگے۔ خیرخواہوں کی کوششوں سے یہ دقت رفع ہوئی اور تین دن بعد فوج نے کوچ کیا اور ۱۲ جون کو منزل مقصود پر پہنچکر پڑاؤ ڈالا۔

اب میں کلائیو کی نقل وحرکت اجمالی طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بعدازاں اوس فیصلہ کن لڑائی کے واقعات قلمبند کئے جا دینگے جو اوسکے اس جزیرہ پر پہنچنے کے بعد ہوئی

نواں باب

جنگ پلاسی

اس عرصہ میں کلائیو نے فوج کے کوچ کی پوری تیاری کر لی تھی اور اوس کی ایک بڑی تعداد کو چندر نگر میں رکھ دیا تھا۔ جو سپاہی اوسے دستیاب ہو سکتے تھے اور ۱۵۰ ملاح جو امیر البحر نے اوسے دئیے تھے ۱۲ جون کو اون سب کو بھی اوس نے وہیں روانہ کر دیا۔ محض چند بیمار یورپی کلکتے کی حفاظت کے لئے اور چند دیسی سپاہی فرانسیسی اسیروں کی نگرانی اور چند توپچی دمدموں کی نگہداشت کے لئے چھوڑ دئیے۔ ۱۳ اپریل کو اوس نے چندر نگر سے کوچ کیا۔ یورپی تمام توپیں۔ گولہ بارود دیگر سامان اپنے ساتھ لے کر دریا کے راستے سے ۲۰۰ کشتیوں میں روانہ ہوا ہندوستانی ملاحوں نے ان کو کھیا۔ دیسی سپاہی دریا کے دائیں ساحل پر اوس شاہراہ سے روانہ ہوئے جو مغلوں نے ہگلی سے پٹنہ تک بنائی تھی۔ فوج میں کل ۹۰۰ یورپی ۲۰۰ مخلوط ہندوستانی اور پرتگالی یورپیوں کی زیر قیادت تھے۔ تھوڑا سا لشکر تھا اور ۲۱۰۰ دیسی سپاہی تھے۔ توپ خانے میں آٹھ بڑی توپیں اور دو چھوٹی خندق کے کام کی توپیں تھیں۔

فوج کی روانگی کے ایک روز بعد کلائیو نے صوبہ دار کو ایک مراسلہ روانہ کیا جسکو درحقیقت اعلان جنگ سمجھنا چاہئیے اور جب وہ دشمن کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو اوس نے ایسا طرز اختیار کیا کہ گویا اعلان جنگ منظور ہو چکا ہے ۱۶ تاریخ کو وہ پلٹی پہنچا جو دریائے قاسم بازار کے مغربی ساحل پر جالنگی کے سنگم سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بارہ میل آگے چلنے کے بعد وہ کٹوا کے قرب میں پہنچ گیا۔ یہاں کے حاکم کا بھی شمار سازشیوں میں تھا لہذا کلائیو کا خیال تھا کہ یہاں مقابلہ سخت نہ ہوگا اوس نے میجر آیرکوٹ کی ماتحتی میں ۱۷ تاریخ کو ۲۰۰ یورپی اور ۵۰۰ دیسی سپاہی بھیجدئے لیکن یہاں کے حاکم نے یا تو اس وقت اپنی رائے بدل دی تھی یا ابتدا میں محض ظاہری طور پر انگریزوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ کوٹ کے مقابلے کے لئے وہ تیار ہو گیا۔ کوٹ نے فوراً حملے کی تیاری شروع کر دی اور کچھ ایسا طرز عمل اختیار کیا کہ اہل قلعہ نے مقابلہ بے سود سمجھا اور

نواب کے خلاف اعلان جنگ

سلسلۂ آمد و رفت بند ہو جانیکے ڈر سے وہ قلعہ کو خالی کر گئے اور فاتحین کے لئے سامان رسد بھی کافی چھوڑ گئے دوسرے روز ۱۸ تاریخ کو ایک سخت بادی طوفان کی وجہ سے فوج نے پڑاؤ ڈالا۔ کلائیو نے محض میر جعفر کے بھروسہ پر ہی اس مہم کے لئے کمر باندھی تھی دوسرے روز اس امیر کا خط ملتا ہے کہ اوس نے محض ظاہر داری کیلئے صوبہ دار سے موافقت کر لی ہے اور انگریزوں کے خلاف حلف بھی اوٹھا لیا ہے لیکن جو گفتگو پہلے ہوگئی ہے اوسکی پوری تعمیل ہونی چاہیئے جس شخص پر سارا دارومدار تھا اوسکی اس قسم کی تحریر کے بعد کلائیو کو خیال پیدا ہو گیا کہ کہیں میر جعفر دھوکا نہ دیجا دے۔ اس امکان کے خیال سے کلائیو کو اس مہم کے خطرات کا نہایت صاف اندازہ ہوگیا اوس نے محسوس کر لیا کہ اپنے مقام سے ۱۵۰ میل کے فاصلے پر ایک ناقابل عبور دریا کو دشمن کی ایک کثیر فوج کے مقابلے میں عبور کرنیکی کوشش کرنا درحقیقت نہایت خطرناک ہے۔ جیسے میر جعفر نے اپنے آقا کے ساتھ دغا کی ہے اگر اسی طرح وہ کلائیو کو بھی دھوکا دیگا اور انگریزوں کو شکست ہوگئی تو اونکی سرگزشت بیان کرنے کے لئے اون میں سے کوئی فرد نہ بچیگا۔ کلکتہ پھر معرض خطر میں آجاویگا اور پھر ایک مرتبہ اوسکو دوبارہ حاصل کرنیکی بھی کوئی صورت نہ ہوگی لہذا ان خیالات سے متاثر ہوکر اوس نے یہ طے کیا کہ جب تک میر جعفر کا قابل اطمینان جواب نہ آوے دریا کو عبور نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرے روز ۲۰ تاریخ کو اوسکے ایجنٹ واٹسن کا ایک قاصد کلکتہ سے اسکا ایک خط لایا جس میں اوس نے تحریر کیا تھا کہ "مرشد آباد سے روانہ ہونے سے قبل وہ میر جعفر اور اوسکے بیٹے سے گفتگو کر رہا تھا کہ اتنے میں صوبہ دار کے چوبدار آپہنچے انکی موجودگی میں میر جعفر نے مجھ کو جاسوس کہا اور دھمکی دی کہ اگر انگریزوں نے بہاگرتی کو عبور کرنیکی کوشش کی تو وہ اونکو نیست و نابود کر دیگا" اس تحریر کے بعد کلائیو نے اپنی رائے قائم کر لی اور فیصلہ کیا کہ مجلس کا اجلاس ہونا چاہیئے۔

۲۱ جون کو دوپہر کے وقت مندرجۂ ذیل اصحاب اجلاس میں شریک ہوئے۔

کرنل کلائیو۔ میجر کلپٹرک۔ وگرنٹ۔ کپتان گب۔ رینولڈ۔ فشر۔ پامر۔ لی بیو۔ ویگانز۔ کار نیل۔ جیننگز۔ کپتان لفٹنٹ پارشا۔ ڈیولوٹر۔ میجر آیر کوٹ۔ کپتان الگزانڈر گرنٹ۔ کڈمور

آرمسٹرانگ۔ مور۔ کیمبل۔ اور کپتان لفٹننٹ کارسٹیرز انکے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ "آیا موجودہ حالت میں بغیر کسی امداد کے دریا کو عبور کرنا اور فوراً نواب سے جنگ آزما ہونا مناسب ہوگا یا کٹوا پر اپنی حفاظت کا معقول انتظام کر کے موسم بارش کے ختم تک انتظار کیا جاوے اور اس عرصہ میں مرہٹوں یا اور کسی دیسی طاقت کو اپنے ساتھ شریک کرنیکی ترغیب دلائی جاوے" عام دستور کے خلاف کلائیو نے پہلے تقریر کی اور اوسکے بعد ہر شخص اپنے رُتبہ کے لحاظ سے بولا۔ کلائیو نے فوری حملے کے خلاف تقریر کی اور اوسکے خلاف ہی رائے دی فہرست بالا میں بارہ نام جو کلائیو کے بعد درج ہیں اونھوں نے اوسکا ساتھ دیا اور باقی سات اصحاب نے کلائیو کی مخالفت کی۔ میجر آیرکوٹ نے فوری حملے کی نہایت زور سے تائید کی۔ اس طور سے مجلس میں کثرت رائے کلائیو کے موافق رہی۔

کلائیو اور آیرکوٹ میں اختلاف

آیرکوٹ کی آیندہ زندگی اور خصوصاً اوسکے جنوبی ہند کے کارناموں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ میدان جنگ میں وہ کلائیو سے بہت گرا ہوا تھا لیکن اس موقع پر ان دونوں میں وہی زیادہ ٹھیک تھا۔ چند سال بعد مجلس مبعوثان کی ذیلی مجلس کے روبرو اظہار دیتے وقت کلائیو نے کہا کہ اگر وہ مجلس کے فیصلے پر عمل کرتا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ ہو جاتا۔ اجلاس کے برخاست ہوتے ہی کلائیو نے اپنی رائے پر دوبارہ غور کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور فریقین کے دلائل کو اپنے دل ہی دل میں دُھراتا رہا۔ یہاں وہ بیٹھا ہوا تھا کہ میر جعفر کا دوسرا خط ملا جس میں اوس نے خاطر خواہ اطمینان دلایا تھا۔ کلائیو نے اب جنگ کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ اوسکے دل سے اب تمام شبہات رفع ہو گئے۔ اب پھر اوس میں استقلال و اعتماد آ گیا اور اپنی ذات پر پھر اوسکو بھروسہ ہو گیا۔ اپنے مستقر پر واپس ہوتے وقت اوس نے آیرکوٹ سے ملکر کہہ دیا کہ اوس نے اپنی رائے تبدیل کر دی اور لڑنیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اپنے پڑاؤ پر پہنچکر کوچ کے لئے احکام نافذ کرنے شروع کر دیئے۔

آیرکوٹ کی رائے پر کلائیو کا عمل اور جنگ کی تیاری

۲۲ تاریخ کو طلوع آفتاب کے وقت فوج نے دریا کی راہ لی ۴ بجے شام تک وہ بخیر و عافیت دوسرے ساحل پر پہنچ گئی۔ یہاں میر جعفر کا ایک اور خط ملا جس میں اوس نے نواب کی نقل و حرکت کی اطلاع اوسکو دی تھی۔ کلائیو نے جواب میں تحریر کیا کہ اب

بلا تاخیر وہ پلاسی کو کوچ کر گیا اور صبح کو داؤد پور سے چھ میل آگے بڑھیگا اور اگر میر جعفر اوس سے یہاں نہ آملا تو وہ نواب سے صلح کر لیگا۔ دو گھنٹے بعد غروب آفتاب کے قریب موسلا دھار بارش میں اوس نے کوچ شروع کر دیا اور سب کے سب خوب تر ہو گئے۔ ہر لحاظ سے اس کوچ میں سخت آزمائش تھی۔ بارش کے پانی میں سب ڈوبے ہوئے تھے اور متواتر آٹھ گھنٹے فوجوں کو دریا کے کنارے پر چلنا پڑا۔ اکثر پانی کمر تک آجاتا تھا ۲۲ جون کو پندرہ میل کی مسافت طے کر کے ایک بجے کے قریب یہ پلاسی پہنچے اور آموں کے باغ میں پڑکر سو گئے نواب کے پڑاؤ سے ڈھول وباجے کی جو آواز آرہی تھی وہ بجائے مخل ہونیکے ان کو لوریاں دے رہی تھی۔ صوبہ دار اپنے پڑاؤ پر ان سے بارہ گھنٹے قبل پہنچ گیا تھا۔

جنگ پلاسی

آموں کا یہ باغ جس میں انگریز آرام کر رہے تھے نواب سراج الدولہ کے پڑاؤ سے ایک میل پر تھا۔ اسکا طول تقریباً آٹھ سو گز اور عرض ۳۰۰ گز تھا۔ درخت باقاعدہ قطاروں میں لگے ہوئے تھے۔ اسکے چاروں طرف مٹی کا ڈھیر تھا جو دمدموں کا کام دے رہا تھا۔ اسکے آگے ایک خندق تھی جس میں کوڑا کرکٹ اور گھانس پھونس بھرا ہوا تھا۔ باغ کا طول دریا سے ترچھا واقع ہوا تھا۔ اوسکا شمال مغربی گوشہ ساحل سے تقریباً ۵۰ گز کے فاصلہ پر تھا۔ اور جنوب مغربی گوشہ ۲۰۰ گز کے فاصلے پر۔ اس سے کچھ آگے نواب کی شکارگاہ تھی جسکی چار دیواری پختہ اینٹ کی بنی ہوئی تھی۔ کلائیو نے شب میں ۲۰۰ یورپی اور ۳ سو دیسی سپاہیوں کو دو توپیں دیکر یہاں بھیج دیا لیکن صبح میں انکی ایک بڑی تعداد واپس بلا لی۔ اب اسکے پاس پیدل اور توپ خانہ میں ۹۵۰ یورپی اور دو سو مختلف قوموں کے آدمی جو مثل یورپیوں کے مسلح تھے۔ ۵۰ جہازوں والے ملاح اور اونکے ساتھ سات افسر۔ اور ۲۱۰۰ دیسی سپاہی تھے کچھ تھوڑا سا لشکر تھا اور چند توپیں تھیں جنکا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جس مقام پر نواب نے پڑاؤ ڈالا تھا اور خندقیں کھدوائی تھیں وہاں سے دریا مڑکر گھوڑے کے سم کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اسکے دونوں سرے اندر کی طرف مڑکر ایک جزیرہ نما کی شکل بناتے ہیں جسکا دائرہ تقریباً تین میل اور نوک تقریباً ایک ربع میل سے کم ہے۔ اسکے جنوبی سرے سے خندقوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو دریا کی طرف ۲۰۰ گز چلا گیا ہے اور وہاں سے گھوم کر شمال کی سمت میں تین میل تک چلا جاتا ہے اس کونے پر ایک موڑ تھا جہاں غنیم نے چند توپیں چڑھا دی تھیں۔ یہاں سے

مشرق کی جانب ۳۰۰ گز کے فاصلے پر ایک ٹیلہ تھا جسکے گرد جنگل تھا اور جنوب میں ۸۰۰ گز
کے فاصلے پر کلائیو کے باغ کے قریب ایک تالاب تھا یہاں سے اور ۱۰۰ گز جنوب میں
ایک اور بڑا تالاب بھی تھا۔ ان دونوں تالابوں کے گرد مٹی کا مضبوط پشتہ تھا جو پہاڑی
ٹیلے کے ساتھ ملکر اس مقام کو نہایت اہم بنا دیتا ہے۔ جو فوج بھی اس پر قبضہ کر لے
اوسکے لئے نہایت کارآمد ہے صوبہ دار کی کچھ فوج اس جزیرہ نما میں مقیم تھی اور کچھ درمیانی
خندقوں میں۔ اوسکے پاس جملہ پچاس ہزار پیدل۔ اٹھارہ ہزار اعلیٰ قسم کی سوارہ فوج
اور ۵۳ توپیں تھیں جن میں سے زیادہ تر ۳۲ - ۲۴ و ۱۸ پونڈ والی تھیں۔ پیدل
زیادہ تر تفنگ فتیلہ۔ تیغ۔ نیزہ و تیر و کمان سے مسلح تھے لیکن ان میں اگر کوئی ترتیب
تھی بھی تو نہایت ہی کم۔ سوارہ فوج نہایت باقاعدہ اور نہایت اچھے طور پر مسلح تھی
توپیں نہایت مضبوط چوبی پہیوں پر جمی ہوئی تھیں جن میں پٹھے لگے ہوئے تھے اور چالیس پچاس
مضبوط بیل کی جوڑیاں اونکو کھینچتی تھیں۔ انکی مدد کے لئے ہاتھی بھی موجود تھے لیکن
اسکی فوج کا نہایت کارآمد دستہ وہ تھا جس میں چالیس پچاس فرانسیسی چندر نگر کی مجلس
کے سابق رکن ایم سینٹ فریس کی ماتحتی میں تھے۔ اسکے پاس چار ہلکی توپیں تھیں۔

۲۳ جون کو علی الصباح نواب اپنی فوج کو خندقوں سے لیکر کلائیو کے پڑاؤ کی
طرف بڑھا۔ اکثر دستے نہایت ترتیب سے بڑھ رہے تھے۔ سینٹ فریس پیش پیش
تھا۔ اوس نے کلائیو کے باغ کے قریب بڑے تالاب پر قیام کیا۔ اسکے دائیں طرف
دریا کے قریب چند بھاری توپیں ایک ہندوستانی افسر کی ماتحتی میں تھیں۔ ان دونوں کے
پیچھے اتنے فاصلہ پر کہ ضرورت کے وقت یہ اونکو مدد دے سکیں نواب کے خاص معتبر
اور وفادار سپہ دار میر مدان کی کمان میں نہایت چیدہ پانچ ہزار سوار اور سات ہزار
پیدل تھے۔ نواب کی باقی فوج ایک کمان کی شکل میں ترتیب دی گئی تھی جسکا ایک سرا
پڑاؤ کے قریب کے ٹیلے پر تھا اور وہاں سے گھوم کر دوسرا سرا باغ کے جنوب شرقی کے
کنارے پر تھا۔ اس درمیان میں سوار اور پیدل کثیر تعداد میں موجود تھے۔ انگریزوں کے
قریب میر جعفر کی فوج تھی۔ اوسکے بعد یار لطف خاں کی اور اوس سے آگے راجہ دُلاب رام
کی۔ اس طور سے انگریز جو باغ میں مقیم تھے وہ ایک طرف دشمن کی فوج سے اور دوسری
طرف دریا سے محصور ہو گئے لیکن میر جعفر کی موعودہ غداری کا لحاظ رکھتے ہوئے سب سے بڑا خطرہ

سینٹ فریس کی جماعت اور میر مدان کی فوج سے رہ جاتا تھا۔

شکارگاہ کی چھت پر سے کلائیو نے غنیم کی ترتیب کو دیکھکر یہ اندازہ کیا کہ اگر اسکے سب سپہ وار اپنے آقا کے ساتھ ذرا بھی وفادار رہے تو وہ بآسانی انگریزوں کو روک سکیں گے۔ کلائیو نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۶ جولائی میں مجلس نظماء کی راز دار کمیٹی کو تحریر کیا کہ "وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور ۶ بجے تک اونھوں نے بھاری توپوں سے ہم پر سخت گولہ باری شروع کر دی اور چند گھنٹے تک نہایت تیزی سے آگ برساتے رہے۔ اس وقت ہماری قیامگاہ ہمارے خوب کام آئی۔ ہم ایک بڑے باغ میں تھے جسکے چاروں طرف مضبوط مٹی کا پشتہ تھا وہ ہمارے گرد ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر مقیم تھے۔ لہذا گولہ باری سے اونکی مطلب براری تقریباً ناممکن تھی۔ ہم خاموش پڑے رہے رات کو اون پر چھاپہ مارنا مناسب سمجھا۔ دوپہر کے قریب غنیم اپنے توپ خانے کو لے کر اپنے اپنے پڑاؤ پر واپس ہوگیا"

سہ پہر تک کی جنگ کا خاکہ کلائیو کا تحریر کردہ ہمارے لئے موجود ہے لیکن یہ محض خاکہ ہی ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ سینٹ فریس نے اپنی چار توپوں میں سے ایک سے گولہ باری شروع کی جس سے ایک یورپی زخمی اور ایک ہلاک ہوا اسکے بعد فوراً ہی غنیم کی کل فوج نے آتش باری شروع کر دی لیکن اونکی گولیاں اونچی گئیں اور وہ بہت کم نقصان پہنچا سکیں۔ کلائیو نے اس عرصہ میں اپنی دو توپیں اور اپنے دو ہاوٹزر شکارگاہ کے سامنے دو سو گز کے فاصلے پر جما دئے اور اپنی باقی فوج کو باغ کے سامنے اس طور پر ترتیب دیا کہ اوسکا میسرہ شکارگاہ کی طرف رہا جوں ہی غنیم نے آتش باری شروع کی اوس نے تیزی سے اوسکا جواب دیا۔ اسکی باقی چھ توپیں یورپی پلٹن کے دونوں بازوؤں پر رکھدی گئی تھیں اور یہ انگریزی فوج کا قلب تھا۔ اونھوں نے غنیم کی بھاری توپوں کا جواب دیا لیکن یہ کمزور رہیں اور کوئی خاص اثر انکی آتش باری کا نہ ہوا۔

نصف ساعت کی آتش باری میں انگریزوں کے دس یورپی اور بیس دیسی سپاہی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ کلائیو نے ایک دستہ تو شکارگاہ پر چھوڑ دیا اور ایک اینٹوں کے ٹیلے کے قریب۔ باقی سب کو باغ کے اندر لے کر واپس ہوگیا۔ اس مراجعت سے غنیم کے دل بڑھ گئے۔ وہ اپنی توپوں کو اور آگے لے آئے اور اونکی آگ زیادہ تیز ہوگئی۔

اور مسلسل جاری رہی لیکن یہ بھی زیادہ مہلک ثابت نہ ہوئی کیونکہ انگریزی فوجیں درختوں کے سائے میں اور پشتہ کی آڑ میں تھیں اور بیٹھنے کے بعد وہ بالکل آڑ میں ہوجاتی تھیں۔ ۱۱ بجے کے قریب باقاعدہ جنگ شروع ہوئی نواب کے نقصانات انگریزوں سے کہیں زیادہ رہے بعدازاں کلائیو نے اپنے خاص افسروں کو مشورے کے لئے بلایا اور اون کی رائے سے یہ طے کیا کہ آدھی رات تک یہیں مقیم رہنا چاہئے اور اسکے بعد نواب کے پڑاؤ پر چھاپہ مارنا چاہئے۔ کلائیو کے جس مراسلے سے اوپر اقتباس لیا گیا ہے اوس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ غنیم اپنا توپ خانہ واپس لے گیا غالباً اوسی وقت اون کا مشورہ بھی ختم ہوا ہوگا۔

مجلس کے برخاست ہونیکے بعد ہی موسلا دھار پانی پڑنے لگا۔ بارش کے موسم میں یہاں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے نصف گھنٹے تک بارش ہوتی رہی اور اسی عرصہ میں نواب کی آتش باری بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی اور آخر میں بالکل بند ہوگئی۔ نواب نے بارود کو بالکل کھلا چھوڑ دیا تھا لہذا بارش میں وہ قطعی بیکار ہوگئی۔ کلائیو نے اپنی بارود کو نہایت احتیاط سے محفوظ کرلیا تھا اور جب غنیم کی سوارہ فوج نے یہ خیال کرکے حملہ کیا کہ انگریزوں کی بارود بھی خراب ہوگئی ہوگی تو اونکا سختی سے مقابلہ کیا گیا اور گولہ باری نے بہت سی زینوں کو خالی کردیا اور وہ سب کے سب چکر کھاکر واپس ہوگئے۔ میرمیدان جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اس مہم میں ہلاک ہوا۔

نواب کے وفادار سردار کی موت اور غداروں کا زور

اس وفادار اور شجاع سپاہی کی موت سے صوبہ دار بہت پست ہمت ہوگیا۔ اوس نے میرجعفر کو بلایا اور اوس سے التجا کی کہ "اپنی قسم پر قائم رہنا" اپنی پگڑی اوتار کر اپنے اس پھوپا کے پاؤں پر رکھ دی اور نہایت لجاجت سے کہا کہ "جعفر اس پگڑی کی عزت تیرے ہاتھ ہے"۔ میرجعفر نے دوبارہ اسکا وعدہ کیا لیکن بجائے وعدہ پورا کرنیکے اس کم ظرف سفلے مسلمان نے کلائیو کو ان تمام واقعات سے مطلع کیا اور اوس سے التجا کی کہ اوسکو آگے بڑھا چلا آنا چاہئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اوسکو رات میں ضرور حملہ کرنا چاہئے۔ شام تک یہ خط کلائیو کو نہ مل سکا لیکن دیگر واقعات بھی اوس کو اسی رائے پر لا رہے تھے۔

اس نوعمر نواب سے جسکے گرد غداروں کا اجتماع تھا جس کے تنہا وفادار صادق معاون کا

کا م تمام ہو چکا تھا ہمدردی کئے بغیر رہنا ناممکن ہے ۔ میر جعفر کے ہٹنے کے بعد ہی دوسرا غدار راجہ دُلاب رام جسکے پاس نواب کے قریب والی فوج کی کمان تھی اوسکے پاس پہنچا ۔ اوس نے نواب کو نہایت پریشان پایا ۔ انگریز آگے بڑھتے دکھائی دیتے تھے ۔ اوسکے آدمی پیچھے ہٹتے جاتے تھے ۔ امیدوں کا خاتمہ ہوا جارہا تھا بجائے اسکے کہ وہ صوبہ دار کی ہمت بڑھاتا اور لڑائی جاری رکھنے کی اوسکو ترغیب دیتا اس غدار راجہ نے اوسکی دہشت کو اور بھی بڑھا دیا ۔ اوس سے کہنے لگا کہ "اب شکست ہوگئی یہاں سے اب مرشدآباد چل دینا ہی اچھا ہے" مصیبت کے وقت اپنی جان بچانے اور اپنے خاندان کا وجود برقرار رکھنے کی غرض سے اوس نے اسکی بات مان لی اور اپنی فوجوں کو خندقوں میں واپس ہونیکا حکم دیکر ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار ہوا اور دو ہزار سواروں کی ہمرکابی میں اپنے دارالحکومت کو روانہ ہو گیا ۔

نواب کی مراجعت

نواب کے مکان فرانسیسی سپہ دار کا انگریزوں سے مقابلہ

اس وقت دن کے دو بجے تھے ۔ کلائیو نے اپنے مشورے کیلئے جو مجلس کی تھی اوسکے برخاست ہونیکے بعد پہلے گھنٹے میں تو بارش ہوتی رہی ۔ دوسرے گھنٹے میں صوبہ دار کی سوار فوج نے مراجعت کی ۔ اسکے بعد مراجعت کرنیوالوں کا تعاقب ہوا ۔ اور صوبہ دار کی اپنے دو غدار سپہ داروں سے گفتگو رہی ۔ دو بجے تک غنیم کا حملہ بالکل ختم ہوگیا اور وہ خندقوں میں واپس ہونیکے لئے اپنے بیلوں کو جوڑتے ہوئے دکھائی دیئے ۔ میدان میں صرف فرانسیسیوں کی ایک قلیل جماعت باقی رہ گئی اسکے متعلق پہلے بتادیا گیا ہے کہ یہ باغ کے قریب بڑے تالاب پر مقیم تھی ۔ اس مقام کی خاص اہمیت یہ تھی کہ انگریز یہاں سے پسپا شدہ غنیم کی فوج کو اپنی زد میں لیکر اونکو سخت نقصان پہنچا سکتے تھے ۔ سینٹ فریس تقریباً تنہا رہ گیا تھا وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ انگریز اس جگہ سے کیا فائدہ اوٹھائیں گے ۔ غداروں میں اپنے آپ کو وفادار ثابت کرنیکی غرض سے اوس نے اپنی قومی شجاعت پر عمل کیا اور حتی الوسع اس مقام کو محفوظ رکھنے کا فیصلہ کرلیا ۔

کمپنی کی فوجیں بھی اس وقت ایک نہایت بہادر عہدہ دار کی کمان میں تھیں ۔ یہ شخص میجر جیمس کلپاٹرک تھا جو جنوبی ہند میں کافی امتیاز حاصل کرچکا تھا ۔ کلپاٹرک نے بھی سینٹ فریس کے انداز کو دیکھ لیا تھا ۔ وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ اس مقام پر قبضہ کرنے سے کیا فائدہ

حاصل ہو سکتا ہے اور اگر انگریزوں نے کوچ کے وقت تک فریس اس پر قابض رہا تو وہ اونکو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے لہذا اوس نے اسکو یہاں سے ہٹانیکا ارادہ کر لیا۔ کلائیو کو اپنے ارادے اور اپنے دلائل سے آگاہ کر کے اوس نے دو دستے اپنے ساتھ لئے اور سینٹ فریس کی طرف بڑھا۔

حالانکہ غنیم کا حملہ ختم ہو گیا تھا لیکن میر جعفر کا خط نہ ملنے کی وجہ سے کلائیو نے یہ طے کیا کہ غروب آفتاب تک آخری حملہ ملتوی رکھا جاوے اور چونکہ کئی گھنٹوں کا وہ تھکا ماندہ اور پریشان تھا اور اس سے کہیں زیادہ تکان و پریشانی کے پیش آنیکا اندیشہ تھا کچھ آرام لینے کی غرض سے شکار گاہ کو واپس ہو گیا لیکن یہ حکم دے گیا کہ اگر غنیم کی حالت میں کچھ تبدیلی واقع ہو تو اوسکی اطلاع اوسے فوراً کر دیجاوے۔ یہاں اوسکو کلپیٹرک کا پیغام پہنچا۔ فوراً اوٹھ کر کلپیٹرک کے پاس روانہ ہوا۔ وہ حملے کے لئے بڑھنے ہی والا تھا کہ یہ وہاں پہنچ گیا۔ بغیر اجازت اس قسم کی حرکت کرنے پر اوسکو ڈانٹا لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ آگے بڑھ چکا ہے اوس نے خود کمان لے لی اور کلپیٹرک کو واپس بھیجدیا کہ وہ باغ سے باقیماندہ فوج کو اپنے ساتھ لے آوے۔ جب فریس نے انگریزوں کی جدوجہد اور اپنی بیکسی پر غور کیا تو وہ اس مقام کو خالی کر کے واپس ہو گیا اور خندقوں کے قریب کے موڑ پر پہنچ گیا اور وہاں اپنی توپیں جما دیں۔

میر جعفر کی نواب سے علٰحدگی

جب انگریزوں کی فوج اس طرح آگے بڑھ رہی تھی تو میر جعفر کی فوج پسپا شدہ فوج کے پیچھے آتے ہوئے دکھائی دی۔ اسکے بعد یہ دیکھا گیا کہ باغ کی شمالی حد پر پہنچنے کے بعد وہ بائیں طرف مڑ گئی اور اوس سمت میں بڑھنا شروع کر دیا۔ شروع میں تو انگریزوں کو یہ خیال ہوا کہ یہ فوج اونکے اسباب پر ٹوٹ پڑنے والی ہے لہذا ایک جماعت کو ایک توپ دیکر اوسکے روکنے کے لئے بھیجدیا۔ یہ فوج پھر رک گئی۔ اور آہستہ آہستہ دوسری فوجوں سے علٰحدہ ہٹنے لگی اور ایک دوسری سمت میں آ گئی۔ انکا قصہ اب ہم پھر بیان کرینگے۔

جب یہ فوج یہ چالیں چل رہی تھی کلائیو ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا تھا جہاں سے وہ غنیم کی فوج پر گولہ باری کر سکے۔ اس آتشباری سے صوبہ دار کی فوج کو سخت نقصان پہنچا اور اوس میں ہلچل مچ گئی لیکن انگریزوں کی جو فوج فرانسیسیوں کی زد میں تھی اوسکو بھی نقصان پہنچا۔ مقابلے کی آتشباری کو روکنے کی تدبیر کلائیو نے یہ سوچی کہ پہلے اس موڑ کا ہی

رخ کیا جاوے لیکن جبتک موخرالذکر فوج کا رخ خطرناک رہے وہ فرانسیسیوں کے سخت مقابلے پر اپنی فوج لانیکے لئے تیار نہ تھا۔ ممکن ہے کہ وہ فوج میر جعفر کی ہو لیکن اسکا کوئی یقین نہ تھا۔ نہ تو میر جعفر کا کوئی خط آیا تھا اور نہ کلائیو کو ابتک نواب کے فرار ہونیکی اطلاع ملی تھی۔ اس نازک وقت میں یہ فوج پیچھے ہٹتی ہوئی دکھائی دی اور اسکے بعد تمام شکوک رفع ہو گئے۔ اوسکو اب یقین ہوگیا کہ ہو نہو یہ اوسکے معاون کی فوج ہے۔ اس طور سے یقین ہو جانیکے بعد کہ یہ فوج اوسکو نقصان نہ پہنچاویگی اوس نے اپنی پوری فوج اوس موڑ پر اور اوسکے مشرق میں ٹیلہ کی طرف ڈالدی۔ سینٹ فریس نے بڑا سخت مقابلہ کیا۔ ہندوستانی سب اوسکو چھوڑ چکے تھے اپنی قلیل جماعت کو دوسرے کسی موقع کے لئے محفوظ رکھکر وہ یہ جگہ بھی چھوڑ گیا اور اوس نے اپنی توپیں بھی وہیں چھوڑدیں۔ یہ انگریزوں کا آخری مقابلہ تھا۔ سینٹ فریس کی واپسی کے وقت ٹھیک پانچ بجے تھے اور گھڑی کے گھنٹے نے اوس مبارک ساعت کا اعلان کیا جس میں انگریز ہندوستان کے زرخیز ترین قطعہ پر قابض ہوئے اور جس پر قابض ہونیکے بعد اونکو اپنے مستقر سے آگے بڑھکر اوس پہاڑی لک تک پہنچنے کی مجبوری لاحق ہوئی جو کسی نہ کسی وجہ سے "ہندوستان کے قلعے کا گلےسس (Glacis) کہلاتا ہے"

سینٹ فریس کی مراجعت اور جنگ کا خاتمہ

میر جعفر کی کلائیو سے درخواست

جب یہ شکست خوردہ فوج اپنے سرداروں کی غداری سے نقصان اوٹھانیکے بعد اپنے باربرداری کے سامان۔ اور فیل و شتر کو لیکر اور بیشمار سامان رسد مویشی۔ اور خیموں اور دیگر قسم کے مال و اسباب کو چھوڑکر مراجعت کر رہی تھی تو کلائیو کے پاس میر جعفر کے قاصد پہنچے کہ وہ اوس سے ملاقات کی درخواست کرتا ہے۔ کلائیو نے جواب دیا کہ کل صبح داؤدپور میں ملاقات ہوگی۔ یہ مقام مرشدآباد سے جنوب کی طرف بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج کی زیادہ تعداد نے اودھر ہی کا رخ کیا۔ اور انعام میں نقد روپیہ ملنے کے وعدہ کے بعد اونھوں نے اوسی دن شام کو خوش خوش کوچ کیا۔ سر آیر کوٹ کی کمان میں ایک دستہ غنیم کے تعاقب میں گیا تاکہ وہ دوبارہ جمع نہ ہونے پاوے۔ تھوڑے عرصے کے لئے فوج نے اپنے تھکے ماندے بیلوں کو صوبہ دار کے اعلیٰ درجہ کے مضبوط بیلوں سے بدلنے کے لئے قیام کیا بعد ازاں فوجیں بڑھی چلی گئیں اور صبح آٹھ بجے سب داؤدپور پر جمع ہوگئیں۔

یہ تھی جنگ پلاسی۔ انگریزی فوج کے نقصانات نہایت قلیل تھے۔ سات یورپی اور سولہ سپاہی ہلاک اور تیرہ یورپی اور چھتیس سپاہی زخمی ہوئے کوئی افسر ہلاک نہیں ہوا البتہ دو زخمی ہوئے لیکن اونکے نام کہیں درج نہیں۔ کیپٹن کے ایک ملاح شورڈچ نامی کی ٹانگ میں توپخانہ پر کام کرتے وقت گولی لگی۔ غنیم کے نقصانات اس سے کہیں زیادہ تھے اسکے کل مقتول و مجروحین کا اندازہ ایک ہزار کا کیا جاتا ہے' ان میں بہت سے افسر بھی شامل تھے۔ انگریزوں کے مقابلے میں وہ گولی کی زد میں بھی زیادہ تھے جس مراسلہ کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اوس میں کلائیو ۲ بجے سے پانچ بجے تک کے واقعات درج کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ غنیم کی سوار فوج نے اپنے آپ کو بہت زیادہ نمایاں کر دیا۔ ان میں سے بہت سے ہلاک ہوئے اور مقتولین میں چار پانچ بڑے پائے کے اعلیٰ افسر بھی تھے۔

کلائیو نے فتح تو حاصل کر لی لیکن اب ہم کو یہ تحریر کرنا ہے کہ اس سے اوس نے کیا استفادہ حاصل کیا۔

دسواں باب

پلاسی کے مال غنیمت کی تقسیم اور کلائیو کے تعلقات میر جعفر سے اور جنوبی ہند کے رئیسوں اور ولندیزیوں سے

سراج الدولہ کے سپہ داروں کی غداری

دوسرے دن صبح کو کلائیو نے اسکریفٹن اور عمر بیگ کو میر جعفر کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اب وقت آگیا تھا کہ مال غنیمت کی کم سے کم ایک چیز کو تقسیم کر دیا جاوے۔

جن تین سپہ داروں کے پاس میدان پلاسی میں خاص فوجوں کی کمان تھی اون میں سے ہر ایک نے لڑائی سے قبل ہی کلائیو کو مختلف تجاویز پیش کی تھیں۔ پہلے یار لطف خاں نے سودا کیا۔ وہ محض صوبہ داری چاہتا تھا۔ لیکن میر جعفر کی بولی اس سے بڑھ گئی۔ اس نے اپنے ساتھ راجہ دُلاب رام کو بھی ملا لیا اور وہ میر جعفر کی ماتحتی میں وزارت مال پر راضی ہو گیا۔ یہ قرار پایا کہ میر جعفر کو تینوں صوبوں کا صوبہ دار بنا دیا جاوے اور وہ اسکے معاوضے میں انگریزوں کے اون تمام مراعات خصوصی کو تسلیم کرے جو گزشتہ فروری میں سراج الدولہ اونکو دیچکا ہے۔ کلکتہ کے جنوب کی تمام اراضی مع ایک قطعہ زمین کے جسکا عرض تقریباً ۶۰۰ گز ہے اور جو مرہٹوں کی خندق کے گرد واقع ہے کمپنی کو دیجاوے۔ فرانسیسیوں کے جتنے کارخانے صوبہ میں ہیں وہ سب انگریزوں کے حوالے کر دئے جاویں۔ صوبہ دار اس بات کا عہد کرے گا کہ نہ وہ اور نہ آئندہ اوسکے جانشین قصبہ ہگلی کے نیچے کوئی قلعہ تعمیر کریں گے اور بیرونی حملے کے وقت صوبہ دار اور اوسکے جانشین کو انگریزوں سے امداد طلب کرنیکا حق حاصل ہوگا اور اسی طرح انگریز بھی اونکی اعانت کے مستحق ہونگے۔ میر جعفر نے اون تمام نقصانات کی تلافی کی غرض سے جو انگریزوں کو کلکتے کے پہلے حملے کے بعد سے اوٹھانے پڑے تھے کمپنی اور اوسکے متعلقین کو کثیر رقوم ادا کرنیکا وعدہ کیا اور مسند نشینی کے سلسلے میں جو خدمات تھیں انکا صلہ ان رقوم سے علٰحدہ تھا[1] سابق میں

[1] بحریہ کو ۲۵ لاکھ روپیہ ملا اور اسی قدر فوج کو۔ کلکتہ کے گورنر ڈریگ کو جو سراج الدولہ کے حملے کے وقت مع اپنے ساتھیوں کے جہاز پر پناہ لینے کیلئے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اوسے بھی دو لاکھ اسی ہزار

جو رقم صرف کمپنی کو ادا کی گئی اوسکا اندازہ ایک کروڑ یعنی دس ملیون روپیہ کیا جاتا ہے۔ دس لاکھ کلکتے کے باشندوں کو اور سات لاکھ آرمینیوں کو دئے گئے۔ دوسری مدمیں فوج۔ بحریہ اور کلکتے کی مجلس کے ارکان کو انعامات عطا ہوئے جن کی رقوم ذیل میں درج ہیں۔ اس معاہدہ کی تعمیل کے لئے جسکی پابندی اب فریقین پر لازم ہوگئی تھی ۲۴ جون مقرر ہوئی اور یہی دن کلائیو اور میر جعفر کی ملاقات کا تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ناظرین اس سپہ دار کے کچھ سابق حالات معلوم کرنیکے شائق ہونگے جس نے اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اپنے آقا کے ساتھ غداری کی اور آخر میں خود مصائب و بدبختی کا نشانہ بنا۔

جنگ پلاسی کے بعد میر جعفر سے ملاقات

میر محمد جعفر ایک شریف خاندان سے تھا جس نے بہار میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اس نے علی وردی خاں کی ملازمت اختیار کی اور اوسکا ایک معتبر عہدہ دار رہا۔ سراج الدولہ کی پھوپی سے اوس نے شادی کی۔ علی وردی خاں کے انتقال کے بعد بخشی کے عہدے پر مامور ہوا اور بحیثیت سپہ سالار کے اوسکو فوج کی کمان ملی۔ اور جون ۱۷۵۶ء میں کلکتے پر جس فوج نے حملہ کیا تھا وہ بھی اسکی کمان میں تھی[1] سراج الدولہ سے اس کے

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ عطا ہوئے۔ کرنل کلائیو جو مددگاراول کی حیثیت سے میر جعفر سے گفت و شنید کرنیکے لئے مقرر ہوا تھا اوسے بھی اسی قدر رقم ملی۔ میجر کلپٹرک۔ واٹس اور بیچر کو ارکان مجلس کی حیثیت سے ۲ لاکھ چالیس ہزار فی کس ملے۔ یہاں قبل از وقت ہی اتنا اور اضافہ کردینا چاہئے کہ بعد میں ان حضرات کو مزید رقوم بطور انعام کے بھی ملیں۔

کلائیو۔ ۱۶ لاکھ

واٹس۔ ۴ لاکھ

مجلس کے چھ ارکان کو ایک لاکھ فی کس

مدراس کے بخشی اور کلائیو کے معتمد واٹس کو ۵ لاکھ

اسکریفٹن کو۔ ۲ لاکھ

لوشنگٹن پچاس ہزار

میجر گرانٹ جسکے پاس نمبر ۳۹ کی شاہی پلٹن کی کمان تھی اوسے بھی ایک لاکھ روپیہ ملا۔

[1] اس میں کوئی شبہہ نہیں ہوسکتا۔ پانچ بجے کے قریب نواب ایک کھلی پالکی میں اپنے بخشی اور سپہ سالار

تعلقات کبھی اچھے نہ رہے۔ اس نوعمر شخص کی نہ تعلیم ہوئی تھی اور نہ تربیت۔ اپنے پھوپا کا وہ کبھی لحاظ نہ کرتا تھا ہمیشہ گستاخی سے اوسکے ساتھ پیش آتا۔ اوسنے کئی مرتبہ اوس کی توہین بھی کی اور ایک مرتبہ اوسکو برخاست بھی کر دیا۔ میر جعفر پر یہ سب ذلتیں شاق گزرتی تھیں اسیلئے خون کے گھونٹ پیکر رہجاتا تھا۔ یہ زمانہ انقلاب کا تھا میر جعفر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ خاندان کے خاندان تہ و بالا ہوتے جا رہے ہیں۔ دہلی کا تخت تک اس انقلاب سے محفوظ نہ تھا لہذا اوس نے بھی اس شخص کو جو اسے ذلیل کرتا تھا اور جو اسپر غراتا تھا مرشدآباد کے تخت سے معزول کرنیکی غرض سے غیر ملکیوں کے ساتھ ملجانے میں کچھ پس و پیش نہ کیا۔ لیکن اسکی جو قیمت اوسے ادا کرنی تھی اوسکا اوسے کچھ اندازہ نہ تھا اور کبھی اوس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی ہوگی۔ یہ اوسکی خوش قسمتی تھی کہ مستقبل اوسکی آنکھوں سے اوجھل تھا اور اوسکو کچھ عرصہ کے لئے اطمینان قلب حاصل ہو گیا لیکن جو اصحاب بنگال کی تاریخ کے اون واقعات سے واقف ہیں جو کلائیو کے انگلستان واپس ہونیکے بعد پیش آئے وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ جیسی معقول سزا میر جعفر کو اپنی غداری کی ملی وہ شاید ہی کسی اور غدار کو ملی ہوگی۔

لیکن اس وقت وہ کلائیو سے ملنے اور اپنے ساتھی سے اپنی غداری کا صلہ حاصل کرنیکے لئے جا رہا ہے ایک طرف تو اس بات کی فکر ہے کہ دیکھئے کیسا استقبال ہوتا ہے دوسری طرف یہ خوف ہے کہ کہیں یہ ڈانٹ نہ پڑے کہ حسب وعدہ کل پورے طور سے مدد کیوں نہیں کی۔ ایک ہمعصر مورخ لکھتا ہے کہ "خیمہ پر پہنچنے کے بعد وہ اپنے ہاتھی سے اترا دربان نے آگے بڑھکر نہایت عزت سے اوسکو سہارا دیا میر جعفر اسکا مطلب نہ سمجھا اس میں اپنی تباہی کا اشارہ سمجھکر وہ پیچھے کو ہٹنے لگا اتنے میں کلائیو نے تیزی سے بڑھکر اوس سے معانقہ کیا اور بہار۔ بنگال۔ و اوڑیسہ کے صوبہ دار کی حیثیت سے جب وہ آداب بجالایا تو اسکا خوف رفع ہوا" ایک گھنٹے تک ان میں گفتگو ہوتی رہی۔ کلائیو نے اس بات پر زور دیا کہ اوسکو فوراً مرشدآباد پہنچکر سراج الدولہ کی خبر لینی چاہئے تاکہ وہ خزانہ پر ہاتھ نہ مار سکے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ میر محمد جعفر و دیگر اعلیٰ عہدہ داروں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا" ملاحظہ ہو سیرالم صفحہ ۶۶۲ اور [illegible] نے اپنی کتاب تاریخ ہند کی دوسری جلد میں صفحہ ۲۰۳ پر بھی اسی قسم کا بیان درج کیا ہے۔

نئے صوبہ دار صاحب کی سمجھ میں یہ بات آگئی۔ فوج میں واپس آئے اور وہاں سے روانہ ہوکر شام تک دارالحکومت پہنچ گئے۔ کلائیو نے دیگر سازشیوں کو دوستانہ خطوط لکھے اور چھ میل آگے بڑھکر بیتا گاؤں تیں شام تک قیام کیا۔ دوسرے دن دوپہر کو مادھوپور پہنچا اور وہاں سے وٹینس اور ویلش کو سو سپاہیوں کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا رقوم کے وصول کرنیکا انتظام کریں۔ انھوں نے جاکر دیکھا کہ خزانہ میں جو روپیہ ہے وہ ان مطالبات کو پورا نہیں کرسکتا لہذا انھوں نے یہ طے کیا کہ ان میں سے نصف رقم ادا کردیجاوے اور اس نصف میں سے ۲/۳ زر نقد ہونا چاہیئے اور ۱/۳ جواہرات اور دیگر قیمتی سامان۔ اور باقی نصف تین سال کے عرصے میں تین مساوی اقساط میں ادا کردیا جاوے۔

میر جعفر کی مسند نشینی

یہاں جب اس معاملے کی باتیں ہورہی تھیں کلائیو دوسرے سازشیوں کو شرائط پیش کررہا تھا اور جب وہ سب اسکی شرائط پر راضی ہوگئے تو وہ ۲۰۰ یورپی اور ۳۰۰ دیسی سپاہیوں کی ہمرکابی میں ۲۹ رجولائی کو مرشدآباد میں داخل ہوا اور مرادباغ میں مقیم ہوا۔ اوسکے ساتھیوں نے بھی باغ میں ہی پڑاؤ ڈالا۔ میر جعفر کا بڑا بیٹا میراں اوسکے استقبال کو آیا اور صوبہ دار صاحب کے محل پر اوسکو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہاں میر جعفر اور اوسکے خاص خاص عہدہ دار اوسکے استقبال کے لئے موجود تھے کلائیو میر جعفر کو آداب بجالایا اور مسند تک اوسکو لے گیا میر صاحب نے ذرا انکسار سے کام لیا اور کچھ پس و پیش ظاہر کرنے لگے لیکن کلائیو صاحب نے اونکو مسند پر بٹھا ہی دیا اور رواج کے مطابق نعرہ بلند کیا اور سو اشرفیوں کی نذر پیش کی۔ اور ایک ترجمان کے ذریعہ سے امرا کو خطاب کیا۔ اونکے آقا کی تبدیلی پر اونکو مبارکباد دی اور میر جعفر کے ساتھ وفادار رہنے کی اونکو تلقین کی بعد ازاں حسب دستور دیگر رسوم ادا کی گئیں اور جدید صوبہ دار کی مسند نشینی کا شہر میں عام اعلان کردیا گیا۔

سراج الدولہ کا قتل

میر جعفر نے اپنے جس عزیز کے ساتھ اس طور پر غداری کی تھی اوسکا حال مختصر طور پر بیان کئے بغیر اس داستان کو ختم کرنا ممکن نہیں۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ سراج الدولہ پلاسی کے میدان سے بھاگ کر اوسی رات مرشدآباد پہنچ گیا تھا دوسرے روز صبح اسے اپنی فوج کے بالکل تباہ و برباد ہوجانیکی خبر ملی شام تک اوس نے اپنے محل میں آرام کیا اور وہاں سے اپنی عزیز بیوی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک کشتی میں اس امید پر روانہ ہوا کہ ایم۔ لا جو بھاگلپور سے آرہا تھا شاید اسکو پناہ دے سکے لیکن راج محل پر

کشتی بان تھک گئے اور اس نوعمر نواب نے ایک باغ کی ویران عمارت میں رات گزاری۔ یہاں پہچان لیا گیا اور پکڑ کر میرجعفر کے حوالہ کر دیا گیا۔ ان دونوں میں جو ملاقات ہوئی اوسکے خیال سے تاریخ انگلستان کے طلبہ کو جیمس ثانی اور ڈیوک آف مانماؤتھ کی ملاقات کا نظارہ یاد آجاویگا ایک طرف اوسی قسم کی یہاں بھی جان بخشوانیکی بے سود کوشش تھی اور دوسری طرف سے اوسی قسم کی بیرحمی کا انکار تھا۔ اوسی رات سراج الدولہ اوسکے قیدخانہ میں ہلاک کر دیا گیا۔

امین چند کے ساتھ کلائیو کا فریب

ایک دن قبل ایک اور اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا تھا جو اس سے کم نفرت انگیز نہ تھا۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ سازشیوں نے دو عہدنامے تیار کئے تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرا جعلی جو امین چند کو دھوکا دینے کی غرض سے تیار کیا گیا تھا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت سکار بنگالی کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری ہوا۔ یہ شخص کسی لحاظ سے بھی قابل رحم نہیں باوجود اسکے کہ یہ سازشیوں کے راز میں تھا اوس نے اونکو اس بات کی دھمکی دی تھی کہ اگر بیس لاکھ روپیہ اوسکے لئے مخصوص نہ کیا گیا تو وہ سب راز افشا کر دیگا۔ آج کل کی اصطلاح میں اوسکی اس حرکت کو استحصال بالجبر کہنا چاہئے۔ کلائیو اور دیگر عہدہ دار جنکے ساتھ وہ شریک تھا اونھوں نے اوسکو دھوکا دینا ہی مناسب سمجھا۔ دونوں عہدنامے اب اوسکے سامنے پیش کئے گئے اور اسکرفٹن نے ذرا کچھ ہمدردی سے اوس سے کہہ دیا کہ جس کاغذ اوسکو دکھایا گیا تھا وہ جعلی تھا اور اوسکو کچھ نہیں مل سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوری صدمے سے اوسکا دماغ خراب ہو گیا لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو یہ خلل محض عارضی تھا وہ فوراً تیرتھ کے لئے مالدا چلا گیا اور کچھ عرصے کے لئے اپنا کاروبار بھی بند رکھا۔ برخلاف اسکے کلکتے کے پرانے کاغذات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے جلد کاروبار شروع کر دیا تھا کیونکہ کلائیو کی واپسی کے بعد انگریزوں کے اکثر معاملات میں اوسکا نام ملتا ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم کا فوج پر اثر

مال غنیمت کی تقسیم میں محض امین چند کا ہی ایک واقعہ ایسا نہ تھا جس سے بدمزگی پیدا ہوئی بلکہ فوج میں اس خبر سے بے چینی بھی پھیل گئی کہ ملاحوں کو سپاہیوں کے مقابلہ میں کچھ زائد رقم ملنے والی ہے اور اسکا وعدہ بحریہ سے پہلے کر لیا گیا تھا۔ دونوں محکموں کے نمایندوں کی ایک ذیلی مجلس نے ملاحوں کے خلاف فیصلہ کر دیا کہ اونکو دونوں مدوں سے حصہ نہیں مل سکتا اور کلائیو کے پاس اسکو منظوری کے لئے پیش کیا۔ کلائیو انتظامی معاملات میں

نہایت سخت تھا اوس نے مجلس کے فیصلے کو رد کر دیا اوسکے صدر آرمسٹرانگ کو حراست میں لے لیا اور مجلس برخاست کر دی۔ ایک معقول تحریر میں مجلس کو اونکی غلطی جتا دی اور اوس سے معافی منگوالی لیکن اس سے دل کھٹے ہو گئے اور اسی وجہ سے فوجی عدالت نے کپتان آرمسٹرانگ کو بری کر دیا۔ ایک اور لحاظ سے بھی زر کی تقسیم مضر ثابت ہوئی۔ اوس سے بدکاری اور شراب خواری بڑھ گئی اور اموات زیادہ ہونے لگیں۔

جدید صوبہ دار کی مالی مشکلات

صوبہ دار صاحب کو بھی احساس ہونے لگا کہ ریاست کی مسند پھولوں کا بستر نہیں۔ انگریز حلیفوں اور دیگر معاونوں کے رقمی مطالبات کی وجہ سے تنگ آ کر اوس نے کلائیو کی کلکتے سے واپسی کے بعد اپنی رعایا کے متمول طبقے کو کسنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اوس کے ہمراز سازشیوں پر بھی اسکا اثر پڑنے لگا۔ راجہ دُلاب رام جسکو وزیر مال بنایا گیا تھا اور جس سے یہ قرار پا چکا تھا کہ جو روپیہ سرکاری خزانہ میں داخل ہو اوس میں سے پانچ فی صدی وہ اپنی ذات کے لئے لے سکتا ہے وہ بھی پریشان ہو کر اپنی ڈیوڑھی کو چلا گیا میر جعفر سے تعلقات منقطع کر دیئے اور اوس سے قطعی کچھ سروکار نہ رکھا۔ پورنیا کے راجہ اور بہار کے گورنر نے بغاوت پر کمر باندھی اور اس شورش کا اثر ڈھاکہ تک پہنچا جہاں سابق نواب کے خاندان کا ایک شخص سر فراز کا بیٹا موقع کی تاک میں آس لگائے بیٹھا تھا۔ ان حالات کی وجہ سے میر جعفر نے کلائیو سے مدد مانگی حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا بار اوس پر کتنا پڑیگا لیکن وہ مجبور تھا۔

جاگیرداروں کی بغاوت کا صوبہ دار پر اثر

انگریزی سردار کو اسکی توقع تھی اور وہ اس درخواست کا منتظر تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مشرق میں حکومت و قوت کا انحصار روپیہ پر ہے۔ میر جعفر کا خزانہ خالی ہو چکا ہے۔ گداگر کی طرح اوسکو انگریزوں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑیگا۔ کلائیو نے ہر لحاظ سے معاملات کو سمجھ لیا تھا۔ سابق صوبہ دار کو معزول کر کے جو صدمہ وہ دیسی حکومت کو پہنچا چکا تھا اوسکے بعد سراج الدولہ کی سی مطلق العنانی ناممکن تھی۔ اب تو اسکی ضرورت تھی کہ صوبہ دار صاحب برائے نام امور کو انجام دیتے رہیں اور انگریز ہر طور سے اونکی نگرانی اور حفاظت کریں۔ کلائیو یہ بھی جانتا تھا کہ میر جعفر اسکو ہرگز پسند نہ کریگا لیکن مجبوراً اوسکو یہی روش اختیار کرنی پڑیگی۔ وہ تاڑ گیا تھا کہ نئے صوبہ دار صاحب حکومت کے استقلال میں کہ برائے نام حکومت

اور محض ظاہری ٹھاٹھ کے لئے ہی وہ ہر قسم کی شرائط قبول کریں گے۔ البتہ اس بات کا اوسے خیال تھا کہ مغرور مسلمان اُمرا جنکو سلطنت مغلیہ کے زمانے میں جاگیریں مل چکی تھیں وہ کس طرح یہ گوارا کرینگے کہ مغربی حملہ آور تو کل اختیارات غصب کرلیں اور اونکے ہم مذہب و ہم ملت نواب کی حکومت برائے نام رہ جاوے۔

میر جعفر نے اس وقت درخواست کرکے کلائیو کو اس بات کے امتحان کا بھی موقع دیدیا۔ اوس نے طے کرلیا کہ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا چاہئے کہ حقیقی فرمانروا تو وہ خود ہوگا لیکن اسکے ساتھ ہی صوبہ دار کا اعزاز و اقتدار برقرار رکھا جائیگا لہذا ۶ ارنومبر کو اپنی تمام فوجیں لیکر جو اب صرف ۵۰۰ انگریز اور ۱۴۰۰ دیسی سپاہ پر مشتمل تھیں کلکتے سے مرشد آباد کو روانہ ہوا اور راجہ پورنیا جو میر جعفر سے بدظن ہوگیا تھا اوسکو اپنے ہمراہ لیتا ہوا ۲۵ تاریخ کو وہاں پہنچ گیا۔ میر جعفر سے اوسکی مصالحت کرائی اور ۲۵۰ یورپی جو قاسم بازار میں چھوڑ دئے گئے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر وہ راج محل پہنچا اور وہاں صوبہ دار کی فوج کے قریب پڑاؤ ڈالدیا۔ صوبہ دار کی افواج بہار پر اثر ڈالنے کی غرض سے یہاں جمع ہوگئیں تھیں۔

کلائیو کی حکمت عملی

کلائیو کے ہاتھ اب ایک موقع آگیا تھا۔ بہار میں بے چینی تھی اور صوبہ دار وہاں کے اُمراء کو بغیر انگریزوں کی مدد کے دبا نہ سکتا تھا۔ کلائیو نے صوبہ دار کو مدد دینے سے قطعی انکار کردیا اور یہ کہہ دیا کہ جب تک انگریزوں کی ما بقی رقوم ادا نہ کردی جاویں گی اور سابق معاہدہ کی شرائط کی تکمیل نہ ہو جاویگی اوسکا ایک سپاہی بھی آگے نہ بڑھے گا۔ میر جعفر کے لئے یہ ایک بہت بڑا معمّٰی تھا۔ روپیہ اوسکے پاس نہ تھا روپیہ حاصل کرنیکی کوشش سے اوس نے سب کو اپنا دشمن بنالیا تھا۔ اس مصیبت کے وقت میں اوسکو اپنا سابق وزیر مال راجہ دلاب رام جسکو اوس نے فنا کر دیا تھا یاد آیا۔ کلائیو کے ذریعہ اس سے مصالحت ہوئی اور بعد ازاں کلائیو کی مرضی کے موافق تمام معاملات طے ہوئے جنکی بدولت صوبہ دار کے علاقہ میں انگریزوں کا مزید دخل ہوگیا۔

مزید رقمی مطالبات کی تصفیہ

یہ قرار پایا کہ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ کلائیو کو مرشد آباد کے خزانہ سے دیا جاوے۔ اور ساڑھے دس لاکھ بردوان۔ کشن گڈھ اور ہگلی کی مالگزاری سے اور آئندہ اپریل تک جو رقوم واجب الادا تھیں اونکی بابت اُنیس لاکھ روپیہ بھی انہی علاقوں سے اوسکو ادا کیا جاوے۔

کلکتے کا جنوبی علاقہ جواب تک کمپنی کو نہیں دیا گیا تھا وہ بھی اسی سلسلے میں اوسکے حوالے کر دیا گیا۔ اسکی آمدنی ۸ ۵ ۹ ۲ ۲ ۲ روپیہ سالانہ تھی۔ ان معاملات کے طے ہو جانیکے بعد کلائیو صوبہ دار کے ہمراہ بہار کے مشہور شہر پٹنہ پہنچا۔ صوبہ دار یہاں اپنے تقرر کی منظوری کے فرمان کا انتظار کرتا رہا۔ کلائیو نے بھی طے کر لیا کہ اوسکو خود کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو وہ بھی صوبہ دار کے قیام تک پٹنہ سے ہرگز نہ ہٹیگا۔ تین مہینے تک دونوں یہاں مقیم رہے۔ کلائیو نے اپنے اس قیام میں اپنے ملک والوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچایا صوبۂ بہار شورے کی تجارت کا مرکز تھا۔ اسکا اجارہ ایجنٹوں کو دیدیا جاتا تھا جو دوبارہ کثیر منافع کے ساتھ دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ کلائیو نے یہ طے کیا کہ اسکا اجارہ کمپنی کو دیدیا جاوے اور جو رقم ابتک دوسروں نے ادا کی ہے اوس سے زیادہ کمپنی ادا کریگی۔ میر جعفر اتنا بیوقوف نہ تھا کہ وہ یہ نہ سمجھتا کہ اگر اوس نے یہ تجویز منظور کر لی تو ملک کی ایک اہم تجارت اوسکے غیر ملکی محافظوں کے ہاتھ میں چلی جاویگی اور اوس سے اون کو کس قدر بیش بہا منافع حاصل ہوگا لیکن انکار کرنا محض بے سود تھا وہ تو ایک چڑیا کی طرح چڑی مار کے ہاتھ میں پھنس گیا تھا لہذا مجبوراً اسکو یہ بھی تسلیم کر لینا پڑا۔

جس فرمان کا انتظار تھا وہ بالآخر ۲۸ اپریل کو موصول ہوا۔ میر جعفر کے غصب کو شاہی منظوری عطا کرنیکے ساتھ ہی ایک فرمان کلائیو کو بھی عطا ہوا جسکی رو سے اوس کو چھ ہزاری منصب حاصل ہوا اور سلطنت مغلیہ کے امرا میں اوسکا شمار ہوا۔ دوسرے روز اسکی رسم ادا کی گئی۔ بعد ازاں فوجیں بارہ کو روانہ ہوئیں اور وہاں سے جدا ہو کر صوبہ دار نے مرشد آباد کا رخ کیا اور کلائیو کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے کلکتے کو روانہ ہو گیا۔

بنگال کی حالت اور انتظام کی ناواقفیت

کلائیو ۲۴ مئی کو کلکتہ پہنچ گیا۔ اب وہ سیاہ و سپید کا مالک تھا۔ وہ صوبہ دار کے کیرکٹر کو خوب سمجھ گیا تھا اور اوس نے اندازہ کر لیا کہ جب تک وہ خود ہندوستان میں ہے اور میر جعفر مسند پر موجود ہے انگریزوں کو کسی بات کا کھٹکا نہیں لیکن مشرق میں کسی والی ریاست اور خصوصاً ایک غاصب کی زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ہوسکتا۔ اوس زمانے میں جو خطرات اوس نے مول لئے تھے وہ آجکل کے زمانے کے لحاظ سے کہیں زیادہ مہلک تھے۔ باوقار اور با اثر امراء کی پوشیدہ بے چینی اور خصوصاً صوبہ دار کے بیٹے میراں خاں اور اوسکے داماد میر قاسم کی بیقراری کا کلائیو کو خوب احساس تھا۔ یہ دیکھ کر اوس نے

نواب کے دارالحکومت کے قریب قاسم بازار میں انگریزی فوج رکھدی اور خود کلکتے پہنچکر ایک ایسا قلعہ تعمیر کرانیکی تدبیر سوچی جس میں انگریز محفوظ رہ سکیں۔ اس مطلب کے لئے اوسکو ایک بنا بنایا قلعہ مل گیا۔ اسکو جاب چارنک Jobcharnock نے شاہ ولیم ثالث کے زمانہ میں تعمیر کرایا تھا لہذا اوسکا نام فورٹ ولیم رکھا گیا ایک ماہ بعد ۲۰ جون کو انگلستان سے مراسلے موصول ہوئے جو کلکتے کی تسخیر کی اطلاع پہنچنے کے بعد اور اوسکے بعد کے واقعات کی خبر پہنچنے سے قبل روانہ کئے گئے تھے ان میں بنگال کے مقبوضات کمپنی کے لئے ایک جدید دستور درج تھا جسپر عمل کرنیکے لئے احکام صادر کئے گئے تھے۔ واقعات کے لحاظ سے یہ دستور نہایت مضحکہ خیز اور قطعی ناقابل عمل تھا۔ اس میں دس شخص نامزد کئے گئے تھے جن میں سے ایک بھی بنگال کا انتظام نہ کرسکتا تھا۔ کلائیو کا نام ان میں شامل نہ تھا۔ اوسکا کہیں ذکر تک نہ تھا۔ کمپنی کی خوش قسمتی سے نامزد شدہ دس اشخاص کو اپنی استعداد کا اپنے آقاؤں کی بہ نسبت زیادہ صحیح اندازہ تھا۔ اونھوں نے بالاتفاق مجلس نفاذ کو یہاں کی حالت سے آگاہ کیا اور خود متفق ہوکر کلائیو سے درخواست کی کہ وہ اونکی صدارت قبول کرے اور مجلس کے احکام آنے تک تمام امور کو انجام دے۔ کلائیو کو بجز قبول کرنیکے کچھ چارہ نہ تھا۔

کمزور حکومت اور باہمی نفاق و تفرقہ کا یہ زمانہ نہ تھا۔ کلائیو نے فرانسیسیوں کے جو مقبوضات جنوبی ہند میں تسخیر کرلئے تھے اونکو دوبارہ حاصل کرنیکی وہ کوشش کررہے تھے۔ فرانسیسیوں کا ایک مشہور فاتح کاؤنٹ لیلی کثیر فوج کے ساتھ پانڈیچری بھیجا گیا تھا اور وہ وہاں سے تسخیر پر کوچ کررہا تھا۔ بسّی بھی صوبہ دار دکن کے دربار سے واپس بلا لیا گیا تھا ان خبروں کے ساتھ ہی یہ درخواست موصول ہوئی کہ حکومت بنگال کی ضرورت کے وقت کلکتہ کی تسخیر کے لئے جو فوجیں مدراس سے مستعار دی گئی تھیں وہ ازراہ عنایت واپس کردیجاویں۔

کلائیو نے اس درخواست کی اہمیت اور مدراس کی نازک حالت کا صحیح اندازہ کرلیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ اسکے رد کرنے سے کس قسم کے خطرات کا امکان ہوسکتا ہے وہ خود بھی مدراس سے عارضی طور پر آیا تھا اگر فوجیں واپس بھیجنی ہی پڑیں تو اوسے خود اونکو لیکر جانا چاہئے لیکن اوس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اوسکا وزیر ان افواج کا ٹھکانہ اب بنگال ہی ہے

خاص طور سے ایسی حالت میں جب کہ لیلی اور فرانسیسی بیڑے کی کامیابی کی خبریں گشت لگا رہی تھیں۔ ان افواہوں کے بعد اگر وہ بنگال سے روانہ ہوگیا تو بہار و بنگال کے اُمراء بھڑک اوٹھیں گے اور میر جعفر کی وساطت سے یا بغیر اوسکے وہ اپنی آزادی کو حاصل کرنیکی پوری کوشش کریں گے کیونکہ اون میں سے ہر ایک کو اس امر کا احساس تھا کہ اونکی آزادی سلب ہوچکی ہے۔

بنگال و بہار کی حالت درحقیقت نہایت نازک اور خطرناک ہوچلی تھی۔ انگریزوں کے مطالبات پورا کرتے کرتے میر جعفر کا خزانہ خالی ہوچکا تھا۔ اوسکے اُمرا اوس سے بدظن ہوگئے تھے۔ ساہوکاروں اور روپیہ پیسہ والوں کا طبقہ اوسکے سخت خلاف تھا شمالی ہند سے شہنشاہ دہلی کے باغی ولیعہد اور نواب وزیر اودھ کے حملے کا خوف لگا ہوا تھا ان سب باتوں کی وجہ سے میر جعفر کی حالت ایسی تھی کہ اوسکی استعداد کا آدمی جو کچھ نہ کر بیٹھے تھوڑا ہے۔ ابتدا میں اوس نے مرہٹوں سے امداد حاصل کرنیکا خیال کیا لیکن بعد میں یہ سوچکر کہ یہ علاج مرض کی تکلیف سے بھی زیادہ بدتر ہوگا اس ارادے کو ترک کر دیا۔ جب باغی ولیعہد بہار میں داخل ہوگیا اور پٹنہ پر بڑھنے لگا تو میر جعفر نے ناچار وہی راستہ اختیار کیا جو ہر طرح سے ناگزیر تھا لہذا نہایت بیکسی کی حالت میں اور حد درجہ عجز و انکسار کے ساتھ کلائیو سے امداد کا خواہاں ہوا۔

دکن میں تفوق قائم کرنے کا مناسب موقع

اگرچہ جنوبی ہند کی نازک حالت اوسکی فوری توجہ کی محتاج تھی لیکن اوس نے میر جعفر کو مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ راجہ وزیاناگرم کا ایک خط پہنچا جس میں اوس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ بسی کی فوجوں کو جب سے لیلی نے اورنگ آباد سے واپس بلا لیا ہے شمالی سرکار کا علاقہ غیر محفوظ ہوگیا ہے۔ اوس نے اور اوسکے ساتھ چند اور راجاؤں نے بغاوت کردی ہے لہذا کچھ انگریزی سپاہ بھیجدیجادے تاکہ اوسکی امداد سے باقیماندہ چند فرانسیسیوں کو بھی یہاں سے خارج کردیا جاوے۔ کلائیو میں یہ ایک خاص بات تھی کہ اہم اور مشکل معاملات کو وہ فوراً سمجھ جاتا تھا۔ مشکل سے کچھ آدمی ایسے نکلیں گے جو بیرونی حملے کے خوف سے فوج تیار کریں اور وہ اوسی کو ایک دور دراز مقام پر روانہ کردیں اور خود دیگر ذرائع سے اوسکی مدافعت کے کوشاں ہوں لیکن کلائیو نے بغیر کسی پس و پیش یا اندیشے کے تاڑ لیا کہ جو کام اوس نے جنوبی ہند میں چھ سال قبل شروع کیا تھا اوسکی تکمیل کا

اب وقت آگیا ہے اور صوبہ دار دکن کے دربار میں جو اقتدار بسی کو حاصل تھا وہ اب انگریزی قوم کو وہاں حاصل ہو سکتا ہے بنگال و بہار کی نگرانی اپنے ذمے لیکر اوس نے اپنے ایک معتبر افسر کرنل فورڈ کو ۵۰۰ یورپی اور ۲۰۰۰ ہندوستانی سپاہی اور چند توپیں دیکر فرانسیسی سپاہ کو شمالی سرکار سے نکالنے کے لئے (۱۲ر اکتوبر کو) روانہ کر دیا اور اوسکو یہ ہدایت کر دی کہ صوبہ دار کے دربار میں ابتک جو اقتدار بسی کا تھا اگر ممکن ہو سکے تو اوسکو اپنے لئے حاصل کرنیکی کوشش کرے یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ فورڈ ہندوستان کے بہترین سپاہیوں میں سے تھا اوس نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیکر ان دونوں باتوں میں کامیابی حاصل کرلی۔ اوس نے فرانسیسیوں کو شکست دیکر ہتھیار ڈالنے اور قلعہ چھوڑنے پر مجبور کیا اور جب صوبہ دار اونکی حمایت کے لئے پہنچا تو اوس نے بڑی ترکیب سے کام لیا اور صوبہ دار کو اس بات پر راضی کر لیا کہ جس علاقے کو وہ تسخیر کر چکا ہے وہ انگریزوں کے تحت میں رہے اور اوسکے دربار میں جو اقتدار فرانسیسیوں کو حاصل تھا وہ اب انگریزوں کو حاصل ہوگا۔ فورڈ کی فتوحات سے اوس تفوق کی بنیاد رکھی گئی جسکو چالیس سال بعد ویلزلی نے مستحکم کیا اور جو اب تک قائم ہے۔ یہ کہنا کچھ خلاف واقعہ نہ ہوگا کہ یہ کامیابی اوس عقل سلیم۔ دانشمندی اور جرأت کا نتیجہ تھی جس سے کلائیو نے سخت کٹھن وقت میں کام لیا تھا۔ اس عرصہ میں میر جعفر کا تقاضا اور اصرار اور بھی بڑھ گیا۔ مغلوں کے شہنشاہ اعظم تک نے کلائیو کو منصبدار کی حیثیت سے اپنے ولیعہد کی بغاوت کو فرو کرنیکے لئے طلب کیا۔ کلائیو نے اس سے بھی انکار نہ کیا۔

ولیعہد کے حملہ کی مدافعت

وہ فروری ۱۷۵۹ء میں ۴۵۰ یورپی اور ۲۵۰۰ دیسی سپاہی لیکر مرشد آباد کو روانہ ہوا۔ کلکتہ میں صرف چند بیمار اور معذور سپاہی چھوڑ دیئے ۸ر مارچ کو مرشد آباد پہنچا اور میر جعفر کی فوج کے ساتھ ۸ر اپریل کو پٹنہ میں داخل ہوا۔ چار روز قبل باغی ولیعہد پٹنہ سے مراجعت کرکے بندیلکھنڈ میں پناہ گزیں ہو چکا تھا۔ کلائیو ایک فاتح کی حیثیت سے پٹنہ میں داخل ہوا۔ گرد و نواح کی شورشوں کو سختی سے رفع کیا اور بعد ازاں کلکتہ واپس ہوگیا۔ یہاں پہنچکر فورڈ کی کامیابی کے واقعات سنے لیکن اس کامیابی سے جو دیرپا نتائج ظہور پذیر ہونیوالے تھے اونکی اطلاع ابھی موصول نہ ہوئی تھی۔ کلکتہ کے جنوبی علاقے کی زمینداری جسکو کمپنی نے پٹہ پر حاصل کیا تھا وہ میر جعفر نے پٹنہ سے واپس ہوتے وقت کلائیو کو بطور جاگیر کے عطا کردی۔

کلائیو کے کلکتہ پہنچتے ہی ولندیزیوں کی طرف سے کچھ مشکلات پیش آگئیں۔

ولندیزیوں کا حملہ

سولھویں و سترھویں صدی میں جو تین قومیں مشرق میں اپنے اپنے مقبوضات قائم کرنیکی کوشش کر رہیں تھیں اون میں ولندیزی بھی شامل تھے اور اکثر اوقات وہ مقابلے میں کامیاب بھی رہے تھے ملاکس (Molouccas) میں اونکو تجارتی اجارہ حاصل تھا اور جزائر میں چند مقبوضات پر وہ قابض تھے۔ پرتگالیوں کو اونھوں نے ملیکا (۱۶۴۱) لنکا (۱۶۵۸) سلیبز (Celebes) (۱۶۶۳) جنوبی ہند کے چند اور خاص ساحلی مقامات سے نکالدیا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے اوائل میں ولندیزی ہندوستانی کمپنی کے تحت میں سات علاقے۔ چار بندرگاہ چار اہم فوجی مقامات اور چار کارخانے تھے۔ کمپنی بوبیہ والی تھی اور اوس پر بہت کم قرضہ تھا۔

ادنی مقبوضات جو اوسکے تحت میں تھے اون میں چنسورا بھی شامل تھا جو کلکتے سے بیس میل ہگلی پر واقع ہے۔ چنسورا ایک معمولی مقام تھا لیکن نواب اور انگریزوں کے درمیان مناقشات ہونے سے قبل اس سے خوب منافع حاصل ہوتا تھا ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح میر جعفر نے کلائیو کے دباؤ سے چند اہم تجارتی مراعات انگریزوں کو دئے تھے۔ آئندہ چل کر برطانیہ کے یورپی حریفوں کی تجارت نہ اون کی خود داری اور اونکے اقتدار پر اسکا یقینی اثر پڑنیو الا تھا۔ ان حریفوں میں سب سے بڑے تجار ولندیزی تھے۔ انکو مندرجۂ ذیل تبدیلیاں بڑی ناگوار گزرتی تھیں۔

(۱) شورے کی تجارت کا اجارہ جو کمپنی کو حاصل ہو گیا تھا۔

(۲) ہگلی میں آنیوالے تمام جہازوں کی تلاشی لینے کا حق۔

(۳) بجز انگریزی ملاحوں کے دوسروں سے کام لینے کی ممانعت۔

جب وہ انکا خیال کرتے تھے تو اونکے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا تھا لہذا اونھوں نے انکا خاتمہ کرنیکا تہیہ کر لیا اور اپنے مقصد کو حاصل کرنیکی غرض سے میر جعفر سے راز میں مراسلت کی، اور کچھ عرصہ بعد اوس سے ایک معاہدہ کیا جسکی روسے ولندیزیوں نے ایک جنگی بیڑہ اور کچھ فوج جو انگریزوں کو بنگال سے خارج کرنیکے لئے کافی ہوسکے ہگلی بھیجنے کا وعدہ کیا اور صوبہ دار نے بھی اسکی امداد کے لئے ایک فوج راز میں تیار کرنیکا وعدہ کیا۔ جب کلائیو کل فوج فورڈ کی کمان میں شمالی سرکار کو روانہ کر چکا تھا تو اوس کے

تھوڑے ہی عرصہ بعد اور اوسکے پٹنہ پر کوچ کرنے سے کچھ عرصہ قبل جسکے نتائج پچھلے صفحہ پر تحریر ہو چکے ہیں نومبر ۱۷۵۸ء میں اس معاہدے پر دستخط ہوئے۔ تمام کارروائی نہایت خوبی کے ساتھ راز میں رکھی گئی۔ کلائیو کو اس سازش کا وہم و گمان تک نہ گزرا۔ جہاں تک ملکی رئیسوں کا تعلق تھا وہ سمجھتا تھا کہ میر جعفر اونکی ٹھیک پیش بندی کر سکتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فرانسیسیوں میں اتنا بوتا نہیں کہ وہ صوبہ دار کو مدد دے سکیں اور چنسورا کی حقیر نوآبادی کا اوسکو کبھی خیال تک نہ آتا تھا۔

کلائیو کے کلکتے واپس ہونیکے بعد جون ۱۷۵۹ء میں میر جعفر کو ولندیزیوں کا پیغام ملا کہ اونکی تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ اسکے بعد وہ انگریزوں کے مستقر پر کچھ عرصہ قیام کرکے وہاں سے چلا گیا لیکن اکتوبر میں پھر وہیں واپس آ گیا تاکہ موقع کے وقت وہ قریب ہی رہ سکے۔ اس عرصہ میں یہ افواہ اڑنے لگی کہ ولندیزیوں کا ایک طاقتور جنگی بیڑا ہگلی میں آنیوالا ہے۔ اور ڈائمنڈ بندرگاہ میں ایک ولندیزی جہاز ملایا کے سپاہیوں کو لیکر آ بھی پہنچا ہے۔ کلائیو نے ولندیزی حکام سے فوراً اسکی بازپرس کی اور نہایت معمولی طور پر میر جعفر کو اس عام افواہ اور اس خاص واقعہ کی اطلاع دیدی۔ ولندیزی حکام نے جواب دیا کہ انکا جہاز ناگاپٹم کو جا رہا تھا۔ ہوا کی مخالفت اور رسد کی کمی کی وجہ سے ہگلی میں اوسکو مجبوراً پناہ لینی پڑی۔

جب اکتوبر میں میر جعفر کلکتے پہنچ گیا تو ولندیزی نمودار ہوئے۔ اونکا بیڑا سخت حملہ تھا۔ انکے پاس چار جہاز ایسے تھے جن میں سے ہر ایک پر چھتیس چھتیس توپیں تھیں۔ دو پر چھبیس چھبیس تھیں اور ایک پر سولہ تھیں۔ اس بیڑے میں ۷۰۰ یورپی اور ۸۰۰ ملایائی سپاہی تھے۔ چنسورا میں انکے پاس ۱۵۰ یورپی اور کچھ ہندوستانی موجود تھے۔ صوبہ دار انکی مدد کے لئے تیار رہتا۔ ان سب کے مقابلے کے لئے کلائیو کے پاس صرف تیس توپ والے تین ہندوستانی جہاز تھے اور سامان وغیرہ لیجانیکے لئے ایک معمولی کشتی تھی۔ کلکتے اور اوسکے گرد و نواح میں کل ۳۳۰ یورپی اور ۱۲۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے۔ قریب ترین مقام جہاں سے کمک آسکتی تھی وہ بھی اس قدر فاصلے پر تھا کہ اس خطرے کے مقابلے کے لئے وقت پر اوسکا پہنچنا ناممکن تھا لیکن ایک اور جگہ سے اوسکو کمک ملنے والی تھی جسکا اوسے پتہ نہ تھا۔

کلائیو اس خطرے میں غلطاں و پیچاں تھا لیکن اوسکے جوہر پھر نمایاں ہو گئے اور شاید ہی کسی موقع پر وہ ایسے چمکے ہونگے اوسکی ذات اپنے گرد کی تمام مادی صورتوں میں ہمیشہ روح پھونکدیتی تھی یہ اوسی کی جرأت تھی جو دوسروں کو اوبھار سکتی تھی اور مثل اپنے اونکو جرار بنا سکتی اور ناممکنات کو مغلوب کرکے دکھا دیتی تھی ۔

اس موقع پر اسکا جو کیرکٹر بیان کیا جا رہا ہے وہ خاص طور سے قابل توجہ ہے۔ میر جعفر سے جو مختصر طور پر ملاقات ہوئی اوس سے اسکے شبہات اور بھی بڑھ گئے لیکن اوس نے انکو ظاہر نہ ہونے دیا اوس نے میر جعفر کو آگلی پہنچکر ولندیزی حکام سے ملاقات کرنیکا بھی موقع دیدیا۔ لیکن جب صوبہ دار نے وہاں پہنچکر اوسکو خط لکھا کہ اوس نے ولندیزیوں کو محض چند معمولی تجارتی مراعات عطا کر دی ہیں تو وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ گیا اور دوسرے خطرات کے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو گیا ۔

مختلف طریقے جو وہ اختیار کرنیوالا تھا اون میں صوبہ دار کو اوس نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ اوس سے وہ قطعی نہ گھبراتا تھا۔ ولندیزیوں سے اوسکا مقابلہ تھا اور اونکی طرف وہ جلد رجوع ہو گیا۔ مختلف چوکیوں سے تمام سپاہیوں کو بلانیکے لئے خاص قاصد روانہ کئے اور تین سو آدمیوں کی ایک فوج شہر اور قلعہ کی حفاظت کیلئے تیار کی جسکا ⅗ حصہ یوریپوں پر مشتمل تھا۔ نصف فوج رضا کار سواروں کی بنائی اور جو رضا کار سواری نہ جانتے تھے اونکو پیدل میں بھرتی کیا اور ڈاک لیجانیوالی کشتی کو نہایت تیزی سے ساحل اراکان پر روانہ کر دیا جہاں امیر البحر کورنش کمک بھیجنے کے لئے تیار تھا۔ تین ہندوستانی جہازوں کو جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے قلعے کے نیچے قیام کرنیکا حکم دیا اور کلکتے کے قریب جو اہم راستے تھے اونکے توپخانے مستحکم کر دیئے اور فورٹ ولیم پر توپیں چڑھادیں ۔ جہاں تک تدبیر کا دخل تھا اوس نے سب تیاریاں اسکی مدد سے مکمل کرلیں اور تقدیر کی حریف دیبی نے بھی اوس پر عنایت کی۔ ان تیاریوں کے مکمل ہوتے ہی کرنل فورڈ اور کرنل ناکس شمالی سرکار کی تازہ فتوحات سے فارغ ہوکر پہنچ گئے فورڈ کو کلائیو نے میدان جنگ کی تمام فوج کی کمان دیدی اور دونوں توپخانوں کو ناکس کے حوالے کر دیا۔

ابتک ولندیزی اپنے آپ کو صلح پسند تجار ہی بتاتے رہے تھے لیکن جب میر جعفر سے

اونکی گفت و شنید ختم ہوئی اور اوس نے اونھیں چنسورا سے بڑھنے کی اجازت دیدی تو اونھوں نے تمام بھید کھولدیا کلائیو کو دھمکی دی کہ جہازوں کی تلاشی کے حق سے اگر انگریزوں نے دست برداری نہ کی اور سابق شکایات کی تلافی نہ کی گئی تو انکے خلاف سخت انتقامی کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ کلائیو نے جواب دیا کہ تمام امور میں وہ ان اختیارات کو عمل میں لاتا ہے جو شہنشاہ اعظم کے نمائندے صوبہ دار نے اوسکو عطا کئے ہیں لہذا یہ معاملہ اوس کے بس کا نہ تھا۔ اور اگر جملہ شکایات صوبہ دار کے سامنے پیش کیجاویں تو وہ نہایت خوشی سے ثالث کا کام دے گا۔ ولندیزی کمانڈر نے اس مبہم جواب کی کچھ پروانہ کی اور اسے اعلان جنگ سمجھکر اپنی کارروائی جاری رکھی۔ کلائیو کا جواب موصول ہونیکے بعد اوس نے اون سات کشتیوں کو گرفتار کرلیا جو فالٹا کے قریب دریا میں پڑی تھیں۔ ان میں ڈاک کشتی بھی شامل تھی جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے اس نے انگریزی جھنڈوں کو پھاڑ کر پھینکدیا۔ اونکی توپوں اور اونکے دیگر سامان کو اپنے جہازوں پر منتقل کرلیا دریا کے کنارے پر جو چند مکانات تھے اونکو لوٹ لیا بعدہٗ اپنے جہاز لیکر آگے بڑھگیا گو جہازرانوں کی کمی کی وجہ سے انکی رفتار سست تھی۔

ان مظاہروں کی خبر سننے کے بعد کلائیو نے فوری کارروائی شروع کی۔ پہلے اوس نے صوبہ دار کو مراسلہ روانہ کیا اور اوسکو مطلع کیا کہ دو یورپی قوموں میں جو جنگ چھڑ گئی ہے وہ اونہی پر چھوڑ دینی چاہئے لیکن میر جعفر کی آزمائش کے لئے اس میں اتنا اور تحریر کردیا کہ اگر وہ اپنے ماتحت ولندیزیوں کو حراست میں لیکر اونکو تمام امکانی تکالیف پہنچادیگا تو اس سے اوسکی صداقت و اخلاص کا پورا ثبوت ملجاویگا۔ بعد ازاں فورڈ کو حکم دیا کہ بارنگر پر جو کلکتہ سے پانچ میل ہگلی کے بائیں ساحل پر واقع ہے قبضہ کرلے اور مع اپنی افواج اور چار توپوں کے شری رام پور پہنچے جو وہاں سے نو میل کے فاصلے پر ہے اور اس بات کی تاکید کی کہ اگر اس مقام پر یا اس سے آگے کسی اور جگہ پر ولندیزی افواج خشکی کے راستہ سے چنسورا پہنچنے کی کوشش کریں تو اونکو روکے۔ جب اوسکو یہ خبر ملی کہ ولندیزی جہاز انگریزی توپخانے کی زد میں سنکرال تک پہنچ گئے ہیں اور وہاں اپنی فوجیں اتار کر چنسورا پر بڑھنا چاہتے ہیں تو اوس نے فوراً آتشباری کا حکم دیدیا۔

فورڈ یہ اندازہ کرکے کہ خشکی پر اترنے سے غنیم نے آپکو اپنے جہازوں سے دور کرلیا

اوس نے ناکس کو فورڈ کے پاس روانہ کر دیا اور جس راستے سے غنیم کے گزرنے کا امکان تھا اوسکی بھی اوس نے اطلاع کر دی اور باقی معاملات کا تصفیہ اسکے ہاتھ میں چھوڑ دیا بعد ازاں اپنے ہندوستانی جہازوں کے اعلیٰ کپتان کمہ ڈر وسن کو احکام روانہ کئے کہ وہ ولندیزی کمانڈار کو مطلع کرے کہ اوس نے اور اوسکے ماتحتوں نے انگریزوں کی جو ہتک کی ہے اوسکی معافی چاہے۔ جو اسیر گرفتار کئے ہیں اور جو مال لوٹا ہے وہ واپس کرے اور ہگلی سے فوراً واپس ہو جاوے۔ اگر ان سب کی فوری تعمیل نہ کیجاوے تو غنیم کے بیڑے پر حملہ کر دینا چاہئے۔

ولندیزیوں کی ناکامی

اسکے بعد جو منظر پیش آیا اوسکا شمار انگریزی جہازرانوں کے شاندار کارناموں میں ہونا چاہئے تینوں کپتان جرأت و جسارت میں پورے ڈھلے ہوئے تھے جب اونکو اپنے سے دوگنے بیڑے پر حملہ کرنیکا حکم ملا تو اون میں سے کسی کو بھی اپنی فتح کے متعلق شبہہ نہ گزرا۔ یہاں محض اتنا کہنا کافی ہے کہ جب ولندیزیوں نے انگریزی کمانڈار کی تجاویز کو رد کر دیا تو انگریزی کپتان غنیم پر ٹوٹ پڑے اور تقریباً دو گھنٹے کے مقابلے میں اونھوں نے غنیم کے چھ جہازوں میں سے کچھ کو غرق کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ساتواں جہاز جو سمندر کی طرف کچھ پیچھے جاتا تھا وہ دوسرے دو جہازوں کے ہاتھ لگ گیا جو اوس وقت دریا میں داخل ہو رہے تھے فاتحین اس موقع پر اپنے جذبات کا اظہار اپنے ایک بڑے قومی شاعر کے ان الفاظ میں بجا طور پر کر سکتے ہیں :-

وہ جنگ اور وہ کامیابی کی عید — وہ فتح و مسرت کا روز سعید
گیا جب سے سیزر نے جھنڈا بلند — ہوا دہر میں جب سے وہ فتحمند
کسی نے نہ دن ایسا پایا کبھی — نہ یہ وقت دنیا میں آیا کبھی

ولندیزی سپاہی جو اس وقت چنسورہ کو جا رہے تھے انگریزوں کی اس فتح کے بعد بے دست و پا ہو گئے۔ اونکی سلامتی اب اونکی کامیابی میں تھی اور کامیابی اونکو حاصل نہ ہو سکی۔ جب اونھوں نے فورڈ پر حملہ کیا تو اوس نے اپنے مستقر چندر نگر سے اونکو پسپا کر دیا اور جب دوسرے دن ناکس اوس سے جا ملا تو اوس نے بدرا کے گاؤں کے قریب کی لڑائی میں جو چندر نگر اور چنسورہ کے درمیان میں واقع ہے انہیں ہلاک کر ڈالا۔ بہت کم لڑائیاں ایسی فیصلہ کن ہونگی۔ ۷۰۰ یورپی اور ۸۰۰ ملایوں میں سے جو جہازوں سے اترے تھے ان ایسے ۱۲۰ اور ۲۰۰ علی الترتیب

میدان جنگ میں کام آئے اور اسی تناسب سے کل زخمیوں کی تعداد تقریباً ۳۰۰ تھی اور باقیماندہ میں سے بجز ۶۰ ولندیزیوں اور ۲۵۰ ملایوں کے سب گرفتار ہوئے۔ اس کارزار کے دن (۲۵ نومبر) فورڈ کے پاس ۲۴۰ یورپی۔ ۸۰۰ دیسی سپاہی اور ۵۰ یورپی رضاکار سوار تھے۔ ایک دن پہلے ہی اس خیال سے کہ اوسکو اپنی قلیل تعداد سے غنیم کا مقابلہ کرنا پڑیگا اوس نے کلائیو سے ہدایات طلب کیں۔ کلائیو کے پاس جب اسکا خط پہنچا تو وہ تفریح کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مقابلہ کس سے ہے لہذا اوس خط کے حاشیہ پر ہی پنسل سے لکھ دیا کہ "عزیزم فورڈ۔ فوراً جنگ کردو۔ مجلس سے احکام حاصل کرکے کل تمھارے پاس روانہ کردونگا" قاصد کو یہ جواب دیکر واپس کردیا۔

ہر لحاظ سے یہ دونوں لڑائیاں فیصلہ کن تھیں۔ اسکے بعد ولندیزیوں نے ہندوستان کے امن میں خلل اندازی کی کبھی جرأت نہ کی۔ میر جعفر دبکر مرعوب ہوگیا۔ بدرا کی لڑائی کے تین دن بعد اوسکا بیٹا میرن مرشد آباد سے چھ ہزار سوار لیکر پہنچا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ ولندیزیوں کا قلع قمع کرنیکے لئے آیا ہے۔ کلائیو فتح و نصرت کے بعد ہمیشہ رحمدل ہو جاتا تھا اوس نے اونکے پریشان ساتھی کے خلاف اونھیں امان دی کیونکہ جس غنیم سے خوف نہ ہو اوسکو پناہ دینے میں وہ کچھ مضائقہ نہ سمجھتا تھا۔

کلائیو کی واپسی اور اوسکے دوبرا یک نظر

کلائیو کے نزدیک بنگال میں انگریزوں کی حالت اس قدر اطمینان بخش تھی کہ اوس نے آرام لینے اور اپنے اقتدار سے حظ اوٹھانیکی غرض سے انگلستان کی واپسی کا ارادہ کرلیا۔ اوس نے تین سال کی مدت میں ایسے کارنامے کر دکھائے کہ اونکا شمار اونکے ملک کی تاریخ کے سخت حیرت انگیز۔ نتیجہ خیز اور دیرپا کارناموں میں ہوسکتا ہے۔ ۱۷۵۶ء کے اواخر میں ایک قلیل فوج کے ساتھ کلکتے پر اترکر اوس نے صوبہ دار کو جو کال کوٹھری کے جانکاہ واقعہ کا ذمہ دار تھا لیکن جس نے دراصل اسکا حکم نہیں دیا تھا کلکتہ خالی کرنے پر مجبور کیا اور اوسکی آنکھوں کے سامنے چندرنگر کو تسخیر کرلیا بعدازاں اپنے ملک کی بہبودی کے خیال سے اس بات کا تہیہ کیا کہ بنگال میں ایسا انتظام کیا جاوے کہ ۱۷۵۶ء کے سے جانکاہ واقعہ کے لئے وہاں آئندہ گنجائش ہی نہ رہے اوس نے سراج الدولہ کو جو خود ایک غاصب کا بیٹا تھا معزول کرنے اور ایک ایسے رئیس کو جو انگریزوں کی اعانت کا محتاج ہو اور ہمیشہ اونکے مسلک پر چل سکے مسند نشین کرانیکا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کو حاصل کرنیکی غرض سے اوس نے اوسکے امراء سے سازش کی۔

اوسکی رعایا میں بدظنی پھیلا لی اور بالآخر اوسکو جنگ پر مجبور کیا۔ جنگ پلاسی میں کلائیو
نے سازشیوں پر بھروسہ کرکے ایک بڑا خطرہ مول لیا لیکن وہ وفادار نکلے۔ اوس نے
جنگ میں فتح حاصل کی جو شاندار نہ تھی لیکن فیصلہ کن ضرور تھی۔ اور فتح کے دوسرے دن
جس امیر کو اوس نے مسند نشین کرایا اوسکا خود سردار اعلیٰ بن بیٹھا۔ غالباً کسی مصلحت کی
بنا پر وہ اپنے اس نامزد کردہ نواب کو ابتدا سے ہی آزادی نہ دے سکا۔ سچ تو یہ ہے کہ
میر جعفر اپنے حلیفوں کے کثیر رقمی مطالبات کی ادائی کی وجہ سے سنبھل ہی نہ سکا اور
مسند نشینی کے دن سے معزولی کے وقت تک وہ زندہ رہنے کے قابل نہ تھا۔ کلائیو نے
جو تجارتی مراعات اوس سے جبراً حاصل کئے اونکی بدولت انگریزوں کو حکومت در حکومت
مل گئی برخلاف اسکے صوبہ دار مصیبت میں پھنس گیا۔ جب شمال سے حملہ ہوا تو اوس نے
ہرچند اس بات کی کوشش کی کہ کلائیو سے مدد نہ مانگے لیکن کلائیو جیسی ذات کا ٹالنا ممکن
نہ تھا جو اپنی بہترین فوج شمالی سرکار کی تسخیر اور صوبہ دار دکن کے دربار سے مستقل تعلقات قائم کرنیکے
لئے روانہ کرچکا تھا اور جنھوں نے جنوبی ہند کے بعید علاقوں تک میں انگلستان کا مستقل
تفوق قائم کیا۔ اوس نے جس طرز سے اوسکی امداد کی وہ ہندوستانیوں پر اثر ڈالے بغیر
نہ رہ سکتی تھی غنیم اوسکو دیکھ کر ہی بھاگ نکلا۔ صوبہ دار کے پاؤں کی بیڑی مضبوط ہوگئی
اسکے بعد ولندیزیوں کا حملہ ہوا یورپی حریفوں کی ایک بڑی فوج پہلی مرتبہ برطانوی ہندوستان کے
ساحل پر اوتری۔ صوبہ دار جو اپنی آزادی حاصل کرنیکے لئے بے قرار تھا اوس نے اوسکو
مدد دینے کا وعدہ کیا۔ کلائیو کے جوہر پھر نمایاں ہوئے اور بہ مقابل سابق موقعوں کے
یہاں اس نے اور بھی زیادہ شان کے ساتھ ایک غیر مغلوب ہیرو کی سی جرأت و جسارت
دکھائی۔ صوبہ دار کو نظر انداز کرکے یورپی حملہ آور کی طرف پوری توجہ کی اور نہایت ہی
قلیل ذرائع سے غنیم کو پریشان کردیا اور اونکی ایسی سرکوبی کی کہ وہ اونکو ہمیشہ یاد رہی
اور جس خیال سے اونھوں نے اس بات کی جرأت کی تھی کہ وہ کادیری پاک اور پلاسی کے
فاتح سے اپنی شرائط منوا سکتے ہیں اوس پر اونکو نادم ہونا پڑا۔ اوس نے اپنے تسخیر کردہ
علاقوں کو محفوظ کردیا تھا اور جو حکومت اوسکے بعد وہاں قائم ہونیوالی تھی اگر وہ ہندوستانیوں
کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتی اور یورپی حریفوں کے خلاف ساحل کو محفوظ رکھ سکتی تو
یہاں کبھی کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوتا۔

اس زمانے میں کلائیو سے جو لغزشیں ہوئیں اونکے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ آخر وہ انسان ہی تو تھا لیکن افسوس اوسکی چند غلطیاں اس قدر سخت تھیں کہ اون سے اوسکے نام پر جو اور لحاظ سے قابل ستائش ہے ایک دائمی بدنما داغ آگیا۔ واٹسن کے جعلی دستخط بنانا ہی ایک جرم تھا گو یہ کہا جاتا ہے کہ واٹسن اوسکی اجازت دیچکا تھا اور جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا تھا یعنی امین چند بنگالی کو دھوکا دینے کے لئے اوس کے لحاظ سے یہ جرم خفیف ہو جاتا ہے کیونکہ امین چند انتہا کا بدمعاش اور دغاباز تھا اوس نے یہ کہا تھا کہ "مجھ کو روپیہ دو ورنہ میں تمھارا راز افشا کر دونگا" یہ سب کچھ سہی لیکن اسکے معنی یہ نہیں کہ کلائیو بھی ویسے ہی ذرائع سے اوسکا مقابلہ کرے اور فریب کے جس میدان میں امین چند کے ملک والے ماہر تھے اون میں وہ خود ہی کو پڑے غالباً سوسائٹی کے رنگ کا اوس پر اثر پڑا اور اسی کی وجہ سے وہ صداقت و راستبازی کی راہ سے انحراف کر گیا لیکن باوجود اسکے بھی داغ تو باقی رہتا ہے اور کسی طور سے یہ مٹلے نہیں مٹ سکتا۔ اوسکی زندگی میں اسکا اثر اوس پر پڑا اور آئندہ بھی یہ کبھی نہ مٹ سکیگا۔

بعد ازاں جہانتک سراج الدولہ اور میر جعفر کے معاملات کا تعلق ہے کلائیو کے کلکتے پر قابض ہونیکے بعد کے ہر کام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوعمر نواب کو مسند سے علحدہ کرنیکی فکر میں تھا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ کال کوٹھڑی کے واقعہ سے اوسکو یہ خیال پیدا ہوا لیکن یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ جس فوج نے ۱۷۵۶ء میں کلکتے کو تسخیر کیا اوس کی کمان میر جعفر کے پاس تھی اور وہ بھی ان میں برابر کا شریک تھا۔ یہ خیال بھی ہرگز قابل وقعت نہیں کہ سراج الدولہ حیدرآباد کے فرانسیسیوں سے سازش کر رہا تھا۔ کلائیو کو معلوم تھا کہ اونکی مخاصمت سے کسی قسم کا خوف نہیں ہو سکتا تھا۔ کلائیو نے محض نواب کو معزول ہی نہ کیا بلکہ اپنے مسلک سے۔ اپنے تشدد سے۔ اور شورے کا اجارہ حاصل کرنیکے اصرار سے اوسکے جانشین کو بھی حکومت کرنی دشوار کر دی۔ جب تک کہ وہ اپنے ماتحتوں کی نگرانی کرنیکے لئے خود موجود رہا اوسکا مسلک کامیاب رہا لیکن یہ عیاں تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ معاملات پلٹا کھاوینگے۔ بہار کی جنگجو رعایا مغلوب نہ ہوئی تھی اسکا اوسے احساس تھا۔ اونھوں نے کلائیو کی امداد اس لئے نہ کی تھی کہ وہ سمندر پار کے رہنے والے اجنبیوں کے محکوم بن جاویں بلکہ اس غرض سے کہ ایک فرمانروا کے بجائے جسکو وہ ناپسند کرتے تھے دوسرے قابل اعتماد ہندوستانی کو

وہ مسند نشین کرسکیں جب اونکو اس امر کا احساس ہوا کہ اس انقلاب سے ملکی محکوم ہی نہ بنے بلکہ سب کے سب مفلس بھی ہو گئے تو اونھوں نے وہ رنگ دکھایا جسکو بغاوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور خونریز لڑائیوں میں ثابت کر دکھایا کہ پلاسی کے میدان میں محض سراج الدولہ مغلوب ہوا تھا نہ کہ وہ سب کے سب ۔

کلائیو کی حکمت عملی اور کارناموں کا یہ ایک خطرناک نتیجہ تھا۔ کلائیو نے خود بھی اسکا کسی قدر اندازہ کرلیا تھا۔ اوس نے اپنے جانشین ونسٹارٹ کو لکھا کہ بنگال میں جس بات کا اُسے خطرہ ہے وہ رشوت ستانی اور اسی قسم کی بے عنوانیوں سے پیدا ہوسکتا ہے۔ اگر وہ ان میں اتنا اور اضافہ کردیتا تو زیادہ مناسب ہوتا کہ پلاسی کے مال غنیمت کی وجہ سے ایک سوسائٹی ایسی قائم ہوگئی ہے جس میں یہ تمام عیوب نمایاں طور پر موجود ہیں اور شورے کا اجارہ۔ کرڑورگری کی معافی اور دیگر اس قسم کی مراعات اسکی تائید کرتے ہیں جو خطرہ کہ کلائیو کی واپسی کے بعد پیش آنیوالا تھا اوسکا احساس صوبہ دار کو بھی تھا لیکن وہ اعتدال پسند تھا اوس نے خیال کیا کہ وہ دوسروں کے ہاتھ کو روک سکیگا لیکن اوسکو یہ معلوم نہ تھا کہ نوواردوں کو دولت کی کوشش سے بے عنوانیاں اور بدنظمی اور معاملات اور بھی زیادہ خوفناک صورت اختیار کریں گے جب کلائیو بنگال سے واپس ہورہا تھا تو نواب نے بھی زمانے کے خیال کو ان الفاظ میں ادا کیا کہ

"جسم سے روح پرواز کررہی ہے"

ونسٹارٹ کے آنے سے قبل ۱۵ فروری ۱۷۶۰ء کو کلائیو نے اپنا جائزہ کال کوٹھری والے ہالول کو دیا۔ مجلس کی رضامندی سے میجر کلیاڈ کو فوج کا سپہ سالار نامزد کیا۔ مجلس کے چار ارکان اوسکے ساتھ مجلس کی خدمات سے سبکدوش ہوگئے ۔

گیارھواں باب

کلائیو کا انگلستان میں دوسرا پھیرا

بنگال کی بری حالت پر کلائیو کے خیالات

بنگال کی چہار سالہ حکومت میں مجلس نظما کے متضاد احکام کی وجہ سے کلائیو کو اکثر دقتیں پیش آتی رہیں۔ اس مجلس میں چار جماعتیں تہیں۔ ایک جماعت وہ تھی جو کمپنی کے ہندوستانی مقبوضات کے استیصالی مسلک سے خوف زدہ تھی۔ دوسری جماعت ایسی اونکی ترقی کے حامی شریک تھے اور ایک درمیانی فرقہ تھا جو مفتوحہ علاقے پر قبضہ قائم رکھنے کے موافق تھا لیکن ایک فاتح کو اپنی فتوحات پر برقرار رکھنے کے لئے بسا اوقات آگے بڑھنے کی جو ضرورت پیش آتی ہے اوسکو نہ وہ سمجھتا تھا اور نہ کمپنی کو ایک قدم آگے بڑھانے کی منظوری دینے کے لئے تیار تھا۔ چوتھا طبقہ وہ تھا جو محض لوٹ مار پر تلا ہوا تھا۔ ان فرقوں میں کبھی ایک کبھی دوسرا حاوی ہوجاتا تھا اور اسی کے موافق اون احکام کا رنگ ہوتا تھا جو ہندوستان میں موصول ہوتے تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اس عام مجلس کی نگرانی کرنے اور ضرورت کے وقت اوسکے احکام میں مناسب ترمیم کرنے یا اونہیں قطعی رد کرنیکے لئے کوئی بورڈ آف کنٹرول Board of control نہ تھا ان متواتر تبدیلیوں کی وجہ سے ہی مقامی نائب کو اپنے اختیار تمیزی پر اعتماد کر کے اپنی ذمہ داری پر کام کرنا پڑتا تھا اور جب تک اعلیٰ اختیارات کلائیو اور وارن ہیسٹنگز جیسے اشخاص کے ہاتھوں میں رہے ان باتوں کا پتہ تک نہ چلا لیکن جب یہ اختیارات ایسے ہاتھوں میں پہنچے جن میں نہ ذاتی قابلیت تھی اور نہ ہمت وجرأت اور نہ کسی خاص اعلیٰ اصول پر وہ کاربند تھے تو معاملات نے نہایت خطرناک صورت اختیار کی۔

کلائیو کی واپسی کے بعد کچھ عرصہ تک حالت قابل اطمینان رہی لیکن ہر وقت یہاں کی کایا پلٹ ہوجانیکا امکان باقی تھا۔ اسی بنا پر کلائیو نے ایک ایسے شخص کو اپنا جانشین نامزد کیا تھا جسکو اوس نے اپنے نزدیک خوب سکھا پڑھا لیا تھا اور جسکو وہ اپنی مرضی کے موافق سمجھتا تھا لیکن ٹیسیٹس Tacetus نے گالبا Galba پر نکتہ چینی کرنے میں

جو راسے ظاہر کی ہے یہاں اوسکا ٹھیک طور پر اطلاق ہوتا ہے کہ "ہر شخص کو اس بات سے اتفاق ہے کہ گو عملاً اوس نے سرداری نہ کی ہو تاہم وہ سرداری کا اہل ضرور تھا" ہمکو آگے چل کر معلوم ہو جاویگا کہ اس مقولہ کا اطلاق ڈینسٹارٹ پر کیونکر ہوتا ہے ساحل بنگال سے روانہ ہونے سے تقریباً ایک سال قبل کلائیو نے ایک خط (۷ جنوری ۱۷۵۹ء) پٹ Pitt کو لکھا جو اوس زمانے میں معتمد سیاسیات تھا اور جو بعد میں لارڈ چیتھم ہوا۔ اس خط میں اوس نے یہاں کی حقیقی مشکلات سے اوسے مطلع کرنیکے علاوہ اونکے حل کرنیکی تدبیر بھی لکھی تھی۔ صوبہ دار کے متعلق وہ کہتا ہے کہ "وہ انگریزوں کے موافق ہے اور اوس وقت تک موافق رہیگا جب تک کہ اسکا کوئی اور معاون پیدا نہ ہو۔ جہاں تک ہمارے احسانات کا تعلق ہے اونکا اسپر قطعی کوئی اثر نہیں کیونکہ احسانمندی انکی قوم کا خاصہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں وہ عمر رسیدہ ہے۔ اوسکا بیٹا میرن قطعی نااہل ہے اور وہ اس قدر نالائق ہے کہ اوسکا مسند نشین کرانا خطرے سے خالی نہ ہوگا" اور اسکے بعد فوراً پیشین گوئی کے طور پر وہ لکھتا ہے کہ اگر ہندوستانی فرمانرواؤں نے سر اوٹھانیکی جرأت کی تو دو ہزار انگریزی سپاہیوں کی مدد سے انگریز یہاں کی بادشاہت حاصل کر سکینگے"۔ واقعات کو بالتفصیل بیان کرنیکے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس قسم کی تبدیلی محض آسان ہی نہ ہوگی بلکہ ہندوستانی بھی عام طور سے اسکو پسند کرینگے لیکن اس قدر عظیم الشان شہنشاہی ایک تجارتی جماعت کے لئے زیبا نہیں لہذا یہ امر خاص توجہ کے قابل ہے کہ شاہ انگلستان اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں کیوں نہ لے۔ اسکے لئے اوسکے دلائل یہ تھے کہ "اول تو انگریز ان زرخیز و مالدار ولایتوں کو خود باسانی حاصل کر سکتے ہیں اور علاوہ ازیں آمدنی کے ۱/۲ حصہ سے کم کے وعدہ پر مغل بادشاہ سے بھی انکو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس طور سے علاوہ بیش بہا قدرتی و مصنوعی پیداوار کے خالص دو ملیون کی بچت ہوگی۔

دوسرے اسکی وجہ سے انگلستان کو یورپ میں ایک خاص اثر حاصل ہوگا اور اقتدار میں اضافہ ہونیکے ساتھ ہی اوسکو دیگر اہم فوائد بھی وہاں حاصل ہونگے۔ اسی سلسلے میں وہ لکھتا ہے کہ یورپی سپاہیوں کی ایک معمولی فوج درکار ہوگی کیونکہ ہندوستانی سپاہی کثرت سے بھرتی کئے جا سکتے ہیں اور وہ خود خوشی سے بھرتی ہوتے ہیں۔ یہ خط اوس نے ولش کے ہاتھ بھیجا یا جو جنگ پلاسی میں اور اوسکے ایک سال بعد تک اوسکا معتمد رہا تھا۔

اوسکی بابت وہ لکھتا ہے کہ "ان معاملات پر اونکو کامل عبور حاصل ہے اور وہ آپکو اچھے طور سے سمجھا دیگا کہ کس ترکیب سے اور کس قدر آسانی سے اس کام کی تکمیل ہو سکتی ہے۔"

پٹ کے پاس یہ خط پہنچ گیا لیکن ہندوستان اور اوسکی حالت کی ناواقفیت کی وجہ سے اوسکے دماغ میں کچھ ایسی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں کہ وہ اس تجویز پر عمل نہ کر سکا جس شخص کا باپ کمپنی کے ابتدائی زمانے میں جب کہ انگریز ہندوستانی فرمانرواؤں کے ادنی ترین پٹہ دار تھے مدراس کا گورنر رہ چکا ہو اوسکو ایک ایسے علاقے کی ملکیت حاصل کرنیکی تجویز جو اوس کے ملک سے رقبے اور زرخیزی میں کہیں زیادہ ہو لازمی طور پر پُرازخطر نظر آئے۔ لیکن اوسکی قابل قدر ذہانت کی توہین کئے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام مشکلات محض اوسکے خیال میں ہی تھیں کیونکہ وہ اوسکے بعد سے بآسانی رفع ہو گئیں۔

کلائیو کی ولیم پٹ سے ملاقات

جب ستمبر یا اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ء میں کلائیو انگلستان پہنچا تو اس خط کی بدولت اوس کا تعارف اس بڑے مدبر سے ہو گیا۔ وہ مالدار ہو کر واپس آیا تھا حوصلے اوسکے بلند تھے۔ بحیثیت سپاہی کے اوسکی شہرت تمام ملک میں پھیل چکی تھی۔ اوسکی آمد سے کچھ عرصہ قبل (۱۷۵۸ میں) پٹ مجلس عوام میں اوسکے متعلق کچھ کہہ چکا تھا کہ "وہ خداداد قابلیت کا سپہ دار ہے وہ تنہا افسر ہے جس نے بری یا بحری جنگ میں اپنے ملک کا نام قائم کرکے اوسکی عظمت کو دوبالا کیا ہے۔ جب سپہ سالار فورڈ نے شاہ جارج ثانی کے پاس تجویز پیش کی کہ کم سن لارڈ ڈسمور کو فن سپاہ گری سیکھنے کے لیے برنسوک کے پرنس فرڈینینڈ Prince Ferdinaud of Brunswick کے پاس بھیجدیا جاوے تو شاہ نے جواب دیا کہ "ڈیوک آف برنسوک کے پاس جا کر وہ کیا سیکھیگا۔ اگر فن سپاہ گری وہ سیکھنا چاہتا ہے تو اوسکو کلائیو کے پاس جانا چاہئیے۔" ان باتوں سے کم از کم اوس زمانے کے احساسات کا پتہ چلتا ہے اور اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ جب انگلستان کا یہ اخیر ہیرو اپنے وطن واپس ہو گا تو اوسکے ہموطن اوسکا استقبال کس طور سے کرینگے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے اوسکا استقبال اوسکی توقعات کے لحاظ سے گرا ہوا رہا۔ بادشاہ کی طرف سے اوسکی خدمات کا کوئی فوری اعتراف نہ ہوا۔ مجلس اعلا میں اوسکے مخالفین کا زور تھا اونھوں نے بے اتفاقی سے بھی بدتر سلوک اوسکے ساتھ کیا۔ پہلا اعتراض اونھوں نے

یہ جڑا کہ میر جعفر نے جو جاگیر اوسکو عطا کی ہے اوس پر اوسکو کیا حق حاصل ہے۔ عوام کی طرف سے بھی کچھ استقبال نہ ہوا۔ کلائیو کو احساس ہوا کہ ہندوستان کی طرح انگلستان میں بھی اوسکو خود ہی اپنے بڑھانیکی کوشش کرنی پڑیگی ۔

کلائیو کی علالت

اکثر وہ صحت سے نہ رہتا تھا۔ بنگال میں اوسے وجع مفاصل کا عارضہ ہوگیا تھا۔ جسکی اسے تکلیف رہتی تھی۔ اور اسکی حالت نقرس کے مریضوں کی سی ہوتی جاتی تھی ۔ اس مصیبت سے نجات ملنے کے بعد ہی وہ ایک اور موذی مرض میں مبتلا ہوگیا جس سے اوسے آخر دم تک نجات نہ ملی۔ اسکا بہت کچھ اثر اوسکی ہمت پر پڑا اور رفتہ رفتہ وہ گھلنے لگا۔ بچپن میں بھی اوسے اسکے دورے ہوتے تھے لیکن اس زمانے میں مرض زور پکڑ گیا اور تمام طبیب بے بس ہو گئے اس پر بھی نہایت صبر کے ساتھ وہ ان سب تکالیف کو برداشت کرتا رہا اور امن و سکون کے زمانے میں جو تدابیر اوس نے سوچی تھیں اونھیں کو حسب معمول نہایت ہمت کے ساتھ بڑھاتا رہا۔ پینتیس سال کی عمر تھی۔ کثیر دولت پاس موجود تھی حوصلے بلند تھے۔ آئندہ کامیابی کا کامل یقین تھا لہذا یہ خیال کرکے کہ مرض علاج سے اچھا ہو ہی جاویگا اوس نے اپنی ذات پر بھروسہ کرکے جسکی بدولت اتنک اوسے ہندوستان میں کامیابی ہوتی رہی تھی انگلستان میں اپنا کام شروع کردیا۔ اوسکا خیال تھا کہ انگلستان پہنچنے کے بعد وہ مجلس اعیان کا رکن بنا دیا جاویگا لیکن اول تو بادشاہ کی طرف سے عزت افزائی میں دیر ہوئی اور بعد میں محض آئرش پیرج Irish peerage ملی مجبوراً اس پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ اور مجلس اعلیٰ سے محروم ہونیکے بعد مجلس ادنیٰ میں داخل ہونیکی کوشش کی اور یہاں بہت جلد جگہ مل گئی ۔

کلائیو کی واپسی اور سیاسی میدان میں اوس کی جدوجہد

سیاسیات میں جو عمل اوس نے اختیار کیا اوس سے غالباً اوس نے اپنے آئندہ مواقع کو صدمہ پہنچایا اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ء میں جارج ثانی نے انتقال کیا۔ جدید بادشاہ نے جسکو اپنے انگریزی نسل سے ہونیکا بڑا فخر تھا لارڈ بیوٹ Lord Bute کو معتمد سیاسیات بنایا۔ پٹ اپنے عہدے سے مستعفی ہوا کیونکہ ہسپانیہ کے خلاف جنگ آزمائی کا جو مسلک اوس نے اختیار کیا اوسکی اور وزراء نے تائید نہ کی۔ ڈیوک آف نیوکاسل Duke of newcastle برائے نام کابینہ کا صدر قائم رہا۔ ۱۷۶۲ء میں ڈیوک نے بھی استعفا دیا اور لارڈ بیوٹ اوسکی جگہ وزیر اعظم ہوا۔ سر جان میلکم کا بیان ہے کہ کلائیو کی جملہ تجاویز کو اس شرط پر منظور کرنیکا وعدہ کیا گیا کہ وہ بیوٹ کی وزارت کا ساتھ دے لیکن کلائیو

اپنے دماغ کو دوسری طرف رجوع کرچکا تھا لہٰذا اوس نے اس سے انکار کردیا اور کہا جاتا ہے کہ اسکے بعد اوسکے ساتھ سخت سرد مہری کا برتاؤ ہوا۔

اگرچہ کلائیو بیوٹ کی وزارت کا حامی نہ تھا لیکن جب انگلستان و فرانس کے درمیان شرائط صلح طے ہو رہی تھیں اوس وقت اوس نے مشورہ دینے میں تامل نہ کیا۔ دونوں طاقتوں کی خواہش تھی کہ مقبوضات ہند میں بھی اسی صلح پر عمل ہو۔ بس لارڈ کلائیو نے لارڈ بیوٹ کو ان شرائط سے مطلع کیا جو اسکے نزدیک ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحفظ کے لئے ضروری تھیں اور لکھا کہ انہی شرائط پر لارڈ موصوف اصرار کریں۔

(۱) سب میں بڑی شرائط یہ تھیں کہ جنوبی ہند میں جو فوج فرانسیسی رکھیں اوس کی تعداد معین و محدود کردی جاوے۔

(۲) بجز تجار کے دیگر فرانسیسی بنگال میں داخل نہ کئے جاویں۔ لارڈ بیوٹ نے لارڈ کلائیو کے مشورے پر اس حد تک عمل کیا کہ فرانسیسیوں کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ بنگال کی یا شمالی سرکار میں اپنی کوئی فوج نہ رکھیں لیکن جب وہ اس سے آگے بڑھا اور مجلس نظما کے صدر لارنس سلوین Lawrenoe sulivan کی تجویز پر اوس نے یہ تحریک پیش کی کہ دونوں طاقتیں چند ہندوستانی فرمانرواؤں کو اپنے صلحنامہ میں تسلیم کرلیں تو کلائیو نے حسب معمول اپنی دوربینی سے کام لیکر اسکو نہایت مضر اور انگلستان کے لئے مہلک بتایا اور وزیر متعلق کو اس تحریک کے واپس لینے پر راضی کرلیا۔

لارنس سلوین جسکا ذکر اوپر ہوا محض حسد کی وجہ سے کلائیو کا سخت دشمن ہوگیا تھا۔ سلوین نے ہندوستان میں ملازمت کی تھی گو کوئی خاص امتیاز وہ حاصل نہ کرسکا تھا لیکن اوس نے دولت خوب جمع کرلی تھی اور ایک شاندار اور ملنسار شخص ہونیکی وجہ سے وہ کمپنی کا ناظم بن گیا تھا۔ جب تک کلائیو ہندوستان میں رہا سلوین اوسکا مداح رہا اور اوس کے کارناموں کو ہمیشہ تحسین کی نظر سے دیکھتا رہا اور جب مجلس نظما کی صدارت کا وہ امیدوار ہوا تو اوس نے کلائیو کے معاون درفقا سے اسی بنا پر مدد طلب کی اور صدارت بھی حاصل کرلی آزادرائے اور مستقل مزاج ہونیکی وجہ سے مجلس کا حاکم بھی بن بیٹھا۔ اس زمانے میں بھی وہ کلائیو کے موافق رہا لیکن جب اوس نے اوسکے انگلستان آنیکی خبر سنی تو اس خوف سے کہ خود اوسکے اقتدار پر اوسکی آمد کا اثر نہ پڑے وہ اوسکا سخت مخالف ہوگیا۔ اسی نے اپنے ساتھیوں کو

سلوین کی کلائیو کے خلاف کارروائی

اوبھار کر اوسکی جاگیر پر اعتراض کرایا تھا جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ اعتراض کے دلائل بیان نہیں کئے گئے تھے بلکہ محض اشارۃً ان کا ذکر کیا گیا تھا کیونکہ اس زمانے میں مجلس نہ صوبہ دار کے عطا کرنے پر اور نہ کلائیو کے قبول کرنیکے اختیار پر اعتراض کرسکتی تھی۔ ان سب باتوں سے اوسکا حقیقی مقصد یہ تھا کہ کلائیو انڈیا ہاؤس میں جگہ نہ حاصل کرسکے اور اس میں ایک عرصہ تک سلوین کامیاب رہا۔

سلوین کی فتح اور ہندوستان کے معاملات کا کلائیو پر اثر

سیاسی معاملات میں سلوین کو اوسکی مخالفت کا موقع مل گیا۔ کلائیو نے صلح پیرس کے خلاف رائے دی تھی (۱۰ فروری ۱۷۶۳ء) لارڈ بیوٹ کے اس معاملے کی جب مخالفت ہوئی تو وہ بہت برانگیختہ ہوا اور تین باوقار امراء کو برخاست کرکے اوس نے اپنا زور دکھایا۔ کلائیو سے بھی وہ خفا ہوگیا اور اوسکو زک پہنچانیکے لئے سلوین سے مل گیا۔ اب تک تو کلائیو خاموش تھا لیکن اس واقعہ کے بعد وہ بھی اوٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد سلوین ارکان کمپنی کی مجلس کی رکنیت کے لئے دوبارہ امیدوار ہوا۔ اسکو شکست دینے کی غرض سے کلائیو نے سرمایۂ ہند کے کافی حصص خرید کر اپنے دوست واحباب کو تقسیم کردیے۔ رائے لیتے وقت جب ہاتھ اوٹھائے گئے تو اکثرت سلوین کے خلاف تھی لیکن جب رازمیں رائے دینے کی تحریک منظور ہوئی تو پانسہ پلٹ گیا اور سلوین اور اسکا فریق بتعداد کثیر منتخب ہوگیا۔ اب کلائیو کی شکست مکمل ہوگئی اور اوسکا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اوسکے مخالفین نے بھی اوسکو اپنا اثر محسوس کرانے میں تاخیر نہ کی جاگیر کا مسئلہ دوبارہ چھیڑا گیا۔ کلائیو کے قابل مشیر کی رائے اس وقت بھی یہی تھی کہ مجلس کے اس مقدمے میں قطعی جان نہیں لیکن سلوین کی جماعت جمی رہی۔ مقدمے کی سماعت سے ایک روز قبل ہندوستان سے ایک ایسی خبر موصول ہوئی جس سے مجلس کے خیالات میں تلاطم پیدا ہوگیا۔ کلکتے سے اطلاع ملی کہ کلائیو نے جن سول عہدہ داروں کو وہاں چھوڑا تھا اونکی حرص وطمع، اونکی بدانتظامی اور اونکی سفاکی نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اور جس اہم کام کی کلائیو تکمیل کرکے آیا تھا اوسکا تقریباً خاتمہ ہولیا ہے اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس حالت کو سنبھال سکے اور جب تک وہاں کا کام کسی قابل شخص کے تفویض نہ کیا جا دیگا کمپنی کے مقبوضات بنگال خطرے سے خالی نہ ہونگے۔ اس خبر سے انڈیا ہاؤس میں ایک طوفان برپا ہوگیا۔ قدرتاً کلائیو کا نام ہر فرد کی زبان پر آیا۔ ارکان کمپنی کا پورا اجلاس منعقد ہوا۔ خوف زدہ ہوکر اونھوں نے

محض صدارت ہی کلائیو کے سر نہ ڈالی بلکہ اوسے گورنر جنرل بنا کر پورے اختیارات بھی عطا کر دیئے اس خیال سے کہ جاگیر کا مسئلہ اوسکے اس عہدے کے قبول کرنے میں مانع نہ ہو اونھوں نے یہ طے کر دیا کہ جاگیر کے مقدمے کی کارروائی بند کر دیجاوے اور کلائیو کے حق مقابضت کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا جاوے۔

درحقیقت یہ مکمل فتح تھی۔ دیر آید درست آید کا مصداق خوب راست آیا لیکن کلائیو نے جیسے شکست میں مردانگی دکھائی تھی ویسے ہی فتح میں اوسکے کشادہ دلی سے کام لیا۔ مالکان کمپنی کے وقتی جوش و خروش سے اوس نے فائدہ نہ اوٹھایا۔ یہ اعلان کر کے کہ جاگیر کے متعلق وہ ایک تجویز پیش کرنیوالا ہے جسکو غالباً مجلس ضرور تسلیم کریگی اوس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ وہ اپنے پیچھے ایک مخالف مجلس اور دشمن صدر کو چھوڑ کر ہندوستان روانہ نہیں ہوسکتا۔ کم از کم موجودہ صدر کو علیحدہ کر دیا جاوے۔ مالکان کمپنی کو اوس نے اپنا ہم خیال بنالیا اور جدید انتخاب کی تدابیر عمل میں آئیں۔

۲۵ر اپریل ۱۷۶۴ء کو انتخاب ہوا۔ سلوین نے جن امیدواروں کو پیش کیا ان میں سے نصف کو شکست ہوئی وہ خود ایک رائے کی کثرت سے منتخب ہوا۔ صدر و نائب صدر جو منتخب ہوئے وہ دونوں کلائیو کے حامی تھے۔ اسی عرصہ میں کلائیو بنگال کا گورنر جنرل و سپہ سالار مقرر ہوا۔ (مارچ ۱۷۶۴ء) مجلس کا زور توڑنے کی غرض سے بشمولیت اسکے چار ارکان کی ایک ذیلی مجلس قائم کی گئی جسکو یہ اختیار دیدیا گیا کہ وہ بغیر مجلس اعلیٰ کے مشورہ کے خود اپنی ذمہ داری پر ہر قسم کے امور کو انجام دے سکتی ہے۔

کلائیو کا دوبارہ تقرر اور ہندوستان کو اوسکی واپسی

قبل اسکے کہ اس اعلیٰ ہستی کا ذکر شروع کیا جاوے جو پورے اختیارات حاصل کر کے اپنے کارناموں کے سابق میدان میں قدم رکھنے والی تھی ایک دو حرف ادن حربوں کے متعلق کہنے ضرور ہیں جو سلوین اور اوسکے احباب نے کلائیو کو پریشان کرنے کے لئے استعمال کئے۔ مجلس کے جدید انتخاب کے بعد ہی کلائیو نے جاگیر کے متعلق یہ تجویز پیش کی کہ دس سال تک کمپنی اوس جاگیر کا پورا لگان اوسے ادا کرے۔ اس مدت کے بعد اوسکے متعلق قطعی فیصلہ کیا جاوے اور اگر اس عرصے میں اوسکا انتقال ہوجاوے تو لگان کی ادائی موقوف کر دیجاوے۔ مجلس نے اسے قبول کر لیا۔

ان معاملات کے طے ہوجانیکے بعد کلائیو نے اپنے ماتحت عہدہ دار

خود منتخب کئے۔ ان میں سے سمنر اور سائکس جو اوس کے ساتھ روانہ ہونیوالے
تھے اون دونوں کو اپنے ہمراہ لے کر ۴ جون ۱۷۶۴ء کو وہ عازم کلکتہ ہوا۔
کلائیو کی بیوی اوسکے ہمراہ نہیں گئی کیونکہ بچوں کی تعلیم کی غرض سے اوس کا
انگلستان میں قیام ضروری تھا۔

بارھواں باب

بنگال میں بدنظمی کا دور

وینسٹارٹ کی کمزوری کا بنگال پر اثر

کلائیو نے وینسٹارٹ کو مجلس بنگال کی صدارت کے لئے اپنا جانشین نامزد کیا تھا اوسکا یہ اندازہ تھا کہ رشوت ستانی کی گرم بازاری اور روز افزوں بدعنوانیوں کو روکنے کے لئے وہ پوری کوشش کریگا۔ ہندوستان چھوڑنے سے قبل جو کچھ اوسنے اس شخص کو لکھا تھا اوسکا ذکر ہوچکا ہے۔ اوسنے یہ الفاظ بھی استعمال کئے تھے کہ جس ملک کے آپکی خبر ہے وہ بجز رشوت ستانی اور بدکرداری کے بنگال کو تمام خطرات سے پاک کردیگی" لیکن کلائیو نے اس معاملے پر کافی غور نہیں کیا کہ صدارت کے لئے ایک ایسے شخص کا انتخاب جو راست اسکی ماتحتی میں نہیں تھا بلکہ جسکا تعلق مدراس سے تھا باہمی رنج وحسد پھیلانیکے لئے کافی ہے اور نہ اوسنے اس بات کا اندازہ کیا کہ باوجود تمام اعلیٰ ذاتی اوصاف کے وینسٹارٹ میں نہ ہمت وجرأت ہے اور نہ ایسی فصاحت جس سے وہ دوسروں کو اپنا بنالے اور نہ اوس میں وہ قوت ارادی ہے اور نہ وہ قابلیت جس سے خود کلائیو دوسروں پر حاوی ہو ضرورت کے وقت سرکش ساتھیوں کو دبانیکے لئے کام لیتا تھا۔ وہاں کی جماعت کا ایک فرد وہ بھی تھا محض فرق یہ تھا کہ وہ اپنی ذات سے اچھا تھا اور مروجہ بے عنوانیوں اور رشوت ستانیوں کے خلاف تھا لیکن ہر لحاظ سے وہ ایک معمولی آدمی تھا۔ جن دو خرابیوں کی وہ مذمت کرتا تھا اون میں کبھی نہ اوسکا امتحان ہوا تھا اور نہ اونکے مواقع اوسے ملے تھے۔

میر جعفر کے بیٹے میران کا انتقال اور بنگال کا فکر

جائزہ لینے کے بعد ہی اوسکی قابلیت کا بہت سخت امتحان ہوا۔ پہلے اسکا ذکر ہوچکا ہے کہ اس نے کلائیو سے جائزہ نہیں لیا تھا بلکہ جولائی سنہ ۱۷۶۰ء کے اواخر میں ہالول سے جائزہ حاصل کیا تھا۔ اس عرصہ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے بنگال کی عام حالات میں سخت انقلاب پیدا ہوگیا۔ کلائیو کی روانگی کے پانچ مہینے بعد ۲ جولائی سنہ ۱۷۶۰ء کو میر جعفر صوبہ دار کے اکلوتے بیٹے میران پر بجلی گری جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ ناظرین اون الفاظ کو

اپنے دھیان میں لیا جو کلائیو نے اپنے مراسلے میں اوسکی بابت پٹ کو لکھے تھے وہ اوسکو سفاک اور ایک محض بیکار نو عمر شخص بتاتا ہے اور لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کا اس قدر علانیہ دشمن ہے کہ اوسکو گدی نشین کرانا ہرگز خطرے سے خالی نہ ہوگا؟ اگر کوئی دوسرا حقیقی دعویدار موجود ہوتا تو میران کی موت بلائے ناگہانی تصور نہ کیجاتی لیکن کوئی اور جانشین موجود ہی نہ تھا دوسرے بیٹے کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔ اس لڑکے اور اوسکے چھوٹے بھائیوں کے علاوہ بہت سے دعویدار تھے لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جسکے حقوق صحیح طور پر ثابت ہوسکیں۔ میر جعفر خود بھی اپنی عمر سے زیادہ بوڑھا معلوم ہوتا تھا۔ امرا نے میران کے جانشین کی نامزدگی بالاتفاق کلکتے کی مجلس کے سپرد کردی۔ جب وینسٹارٹ نے کلکتے پہنچکر مجلس کی صدارت کا جائزہ لیا تو وہاں یہ معاملات درپیش تھے۔ اتفاق سے بنگال کے دو افسر میجر کلیاڈ اور ناکس جنھوں نے کمپنی کی اعلیٰ خدمت کی تھی وہ بھی کلائیو کی واپسی کے وقت انگریزی و دیسی سپاہ لیکر شاہ دہلی کے حملے کی مدافعت کے لئے روانہ ہوچکے تھے۔ عام خیال یہ تھا کہ میران ہی کے اشارے سے یہ حملہ ہوا تھا۔ غنیم نے جب پٹنہ پر حملہ کیا تو اوس کو نقصان عظیم اوٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔ وینسٹارٹ کلیاڈ سے بحیثیت دوست کے خوب واقف تھا اوسکو یہ بھی علم تھا کہ وہ کلائیو کے خاص معتبر اشخاص میں سے ہے لہذا اوس نے مجلس کے اوس اجلاس کی شرکت کے لئے اوسے طلب کیا جسکی کارروائی پر بنگال کی قسمت کا انحصار تھا۔ نہایت طول طویل اور سرگرم بحث رہی۔ جو فرقہ کلائیو کے ہم خیال تھا جسکا اظہار مذکورہ بالا مراسلے میں ہوچکا ہے اس نے یہ رائے دی کہ فی الحال میر جعفر ہی کو برقرار رکھا جاوے لیکن اوسکے انتقال کے بعد ملک کو راست انگریزی حکومت کے تحت میں لے لیا جاوے۔ اگر موقع سے فائدہ اوٹھا کر اس قسم کے مسلک پر عمل کیا جاتا تو غالباً وہ تمام خرابیاں جو بعد میں ظہور پذیر ہوئیں وقوع میں نہ آتیں۔ اثنائے بحث میں صوبہ دار کی طرف سے اسکا داماد میر قاسم پہنچا۔ میر محمد قاسم ایک قابل ہوشیار معاملہ فہم شخص تھا۔ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے اور اون پر حاوی آنے میں اوسکو خاص مہارت حاصل تھی۔ بلا سوچے سمجھے نہ کوئی کام کرتا اور نہ کبھی حد اعتدال سے گزرتا۔ ایک لحاظ سے اوسکو محب وطن بجا طور پر کہا جاسکتا ہے۔ میران کے انتقال سے جو جگہ خالی ہوئی تھی اوسکا وہ خواہشمند تھا۔ وہ انگریزوں کی چالوں کو سمجھ گیا تھا قاسم کا خاندان بنگال میں صدیوں سے

میر قاسم کی جدوجہد

حکمراں تھا اوسکا اونھیں وہ دشمن تصور کرتا تھا اور اسی وجہ سے اُن سے اوسے دلی نفرت تھی۔ اوکی بدکرداریوں اور بے عنوانیوں کی وجہ سے اونھیں وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اوس نے ان انگریزوں سے فائدہ اوٹھانیکا ارادہ کرلیا تھا۔ وعدوں کا اوس نے ایک طومار باندھ دیا۔ گو یہ جعفر کا نمائندہ تھا لیکن اپنے لئے خود کوشش کر رہا تھا۔

مجلس کے راز میں شریک ہونیکے بعد میر قاسم نے فوراً اندازہ کرلیا کہ بجز میجر کلیاڈ کے اور سب کو وہ اپنے ساتھ ملا سکتا ہے۔ اوسکے دلائل اور اوسکے زر کے سامنے وینسٹارٹ کی پارسائی بھی کافور ہوگئی۔ اوس نے ان سب کو روپیہ کے زور سے اپنے موافق کرلیا۔ کچھ موعودہ رقم کے معاوضے میں ان سب انگریز عہدہ داروں نے اسّی پلاسی والے حلیف کو معزول کرنے اور اوسکے داماد میر قاسم کو مسند نشین کرانیکا فیصلہ کردیا۔ عہدنامے پر دستخط ہوجانیکے تین روز بعد میر قاسم نے اپنی تیاریاں شروع کردیں جس کے دو دن بعد وینسٹارٹ میر جعفر کو اسکی خبر دینے کے لئے مرشد آباد پہنچا۔ جائزہ لینے کے بعد پہلا کارنامہ جو اوسنے انجام دیا وہ کلائیو کے اس اصول کے خلاف تھا جس پر عمل کرنیکی وہ خود اسکو تاکید کرچکا تھا اور وہ اصول ایسا تھا کہ اگر اوسکی خلاف ورزی نہ کی جاتی تو انگریز تمام خطرات سے محفوظ رہتے۔

اسکے بعد جو واقعات پیش آئے اونکو مجملاً بیان کردینا چاہتے ہیں۔ وینسٹارٹ نے میر جعفر سے استعفا لے لیا۔ اس ضعیف نے صرف ایک [illegible] یا اوسکے گرد و نواح میں انگریزوں کی محافظت میں رکھا جاوے۔ دوسرے دن (۱۹ ستمبر) وہ کلکتے کو روانہ ہوا۔ شاہ عالم کی افواج کی مراجعت کے بعد جو انتظامات ہوئے تھے اونکی تکمیل کے لئے میر قاسم پٹنہ پہنچا اور وہاں خود شاہ عالم نے اوسکو بنگال و بہار و اوڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔

میر جعفر کی معزولی اور میر قاسم کا تقرر

میر قاسم میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک فرمانروا کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ جن مصیبتوں میں تینوں ولایتیں مبتلا تھیں اون سے وہ بخوبی واقف تھا لہذا اونکی اصلاح کی طرف وہ نہایت مستعدی سے سرگرم کوششوں میں مشغول ہوا۔ اوس نے اپنا دار السلطنت مونگھیر کو منتقل کیا یہاں ایک قلعہ بھی تھا اور یہ مقام گنگا کے دائیں ساحل پر واقع تھا۔ یہاں سے کلکتہ اور بنارس دونوں تقریباً ایک ہی فاصلے پر تھے۔

میر قاسم کی قابلیت اور اوسکے کارنامے

شمالی و مشرقی بہار کو بھی یہاں سے راستہ جاتا تھا۔ بعدازاں اوس نے اپنی پیادہ فوج کو انگریزی اصول پر ترتیب دینا شروع کیا۔ دو مشہور سپاہیوں کو جو غالباً دوغلے یا آرمینی تھے ملازم رکھا۔ ان میں سے ایک کا نام سُمرو (Samru) اور دوسرے کا مارکر (Markar) تھا۔ فوج کا ایک ایک دستہ انکی کمان میں دیا اور اسکے علاوہ دوسرے سپاہیوں کو تیار کرنے اور قواعد سکھانیکا کام بھی انکے تفویض کیا۔ ان تمام امور میں اوسکو کامیابی حاصل ہوئی لیکن جب رعایا کی مصیبتوں کے دور کرنیکی طرف اوس نے توجہ کی تو اوسکو اندازہ ہوا کہ انگریزوں کو نمک کا جو اجارہ حاصل ہے اوسکے ذریعہ سے وہ اوسکے تمام کاموں میں رکاوٹ پیدا کرسکتے ہیں کیونکہ جو اختیارات انگریزوں کو حاصل تھے ان سے وہ خود ہی استفادہ کرکے نہ صرف ملک کو تباہ کرتے تھے بلکہ اپنے دوست احباب اور ماتحتوں کو ادائی محصول سے مستثنی کردیتے تھے نتیجہ یہ تھا کہ رعایائے بنگال و بہار کی مصیبتیں اوس حد کو پہنچ گئیں کہ آج کل اونکو بعید از قیاس سمجھا جاویگا شاید ہی کبھی ایک فریق نے بلا لحاظ دوسروں کی مصیبتوں کے دولت پیدا کرنیکا اس قدر سخت تہیہ کیا ہوگا اور شاید ہی کبھی دوسرے فریق نے ہر قسم کے ایثار سے کام لیکر اس قسم کے مظالم اور زیادتیوں سے بچنے کے لیے زیادہ ایمانداری سے کوشش کی ہوگی۔

کمپنی کے ملازموں کی بدعنوانیاں

جب میر قاسم کلکتے کے حکام کو لکھتے لکھتے تھک گیا تو بالآخر اوس نے یہ طے کیا کہ اس ناقابل برداشت مصیبت اور بار سے نجات حاصل کرنیکا بس ایک طریقہ ہے کہ جنگ کے دیوتا کے یہاں مرافعہ کیا جاوے۔ اوسکے لئے وہ خود تیار تھا اور اوسکا خیال تھا کہ انگریز تیار نہیں ہیں۔ اعلی درجہ کا جنگی سامان اوسکے پاس موجود تھا اپنے سپہ داروں کی طرف سے اوسکو کچھ کھٹکا نہ تھا۔ برخلاف اسکے اوسے علم تھا کہ کلائیو اور کلیاڈ ہندوستان سے جاچکے ہیں اور کوئی اونکا ثانی مقامی آدمیوں میں نہیں لہذا جب کلکتے سے ایسے مطالبات کیئے گئے جنکی تعمیل سے وہ تمام مصیبتیں ٹوٹ پڑتیں جنکا اندیشہ تھا تو اوس نے نہایت جرأت سے کام لیکر سب کے لئے محصول کروڑ گیری معاف کردیا اور اپنے کل ملک میں آزاد تجارت قائم کردی۔ اس زبردست ترکیب سے نتائج کا صحیح اندازہ کرکے اوس نے اپنے سپہ داروں کو حکم دیدیا کہ جو تدبیر بھی انگریز اختیار کریں اوسکے مقابلے کے لئے اونھیں تیار رہنا چاہئے۔

میر قاسم کی بے سود کوشش

اس مختصر باب میں محض اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ یہ دیکھکر انگریز دنگ رہ گئے کہ

میر قاسم کے کارناموں اور

اوسکے مظالم پر انگریزوں کا اشتعال

صوبہ دار جیسے حقیر کیڑے کو بھی اونکے احکام کی خلاف ورزی کی جرأت ہو سکتی ہے۔
اونھوں نے فوراً اپنے دو آدمی ناراضمندی کا اظہار کرنے اور اوس سے جواب طلب
کرنیکے لئے روانہ کئے۔ جب یہ دو شخص گفت و شنید کر رہے تھے تو اونکے جیتے جی
ایک سول افسر اس گفت و شنید کے خیال سے ناراض ہوکر فوراً پٹنہ کے مشہور مقام پر قبضہ کرنیکے لئے
تیار ہوگیا۔ جون ۲۵ ۱۷۶۳ء کو اپنی مختصر سی فوج سے اوس نے علی الصباح اس مقام پر
یک بیک حملہ کر دیا لیکن اہل قلعہ اور اوسکے قریب کے سرخ پتھر کی عمارت میں جو سپاہی تھے
اونھوں نے اسکو اندر داخل ہونے سے روکدیا۔ اسکی اوس نے قطعی پروانہ کی اور اپنے
آدمیوں کو لوٹ مار کی اجازت دیکر شہر میں چھوڑ دیا۔ اس اثنا میں میر مہدی خاں سپہ سالار صوبہ دار کو
ان واقعات کی اطلاع دینے کے لئے مونگھیر روانہ ہوا۔ راستے میں شہر سے چند میل کے
فاصلے پر اوسکو اپنے آقا کی فوج کا وہ دستہ ملا جو ارمنی مارکر کی کمان میں تھا۔ مارکر اپنے غرض کو
انجام دینے کی غرض سے فوراً پٹنہ پہنچا۔ انگریزوں کو لوٹ مار میں مشغول پایا۔ شہر سے باہر
نکال کر کارخانے کی ایک عمارت میں پناہ لینے پر اونھیں مجبور کیا۔ اور وہاں اونکا محاصرہ
کرکے بالآخر ۲۹ جون کو مراجعت پر اونھیں مجبور کیا۔ اس اثنا میں صوبہ دار نے سمرو کی کمان میں دوسری
فوج اونکی مراجعت روکنے کیلئے بکسر روانہ کی اور مارکر کو اونکا تعاقب کرنیکا حکم دیا مارکر نے اونکا
تعاقب کیا اور یکم جولائی کو راستے میں اونکو گھیر کر شکست فاش دی۔ اسمیں ۲۵۰۰ دیسی سپاہ
کے ساتھ جو تین سو انگریز تھے وہ حسب معمول نہایت جم کر لڑے لیکن اونکی رہنمائی ٹھیک
طور پر نہ کی گئی جسکی وجہ سے وہ پست ہمت ہوگئے اور شکست کھائی۔ جو جنگ میں کام نہ آئے
وہ قید کرکے پٹنہ پہنچائے گئے اور وہاں قتل کر دئے گئے۔

میر قاسم کے خلاف جنگ اور انگریزوں کی فتح

اس طور سے جنگ کی ابتدا ہوئی۔ اگر انگریزوں میں اس وقت ایک ذات
اون اشخاص کے مثل کی موجود نہ ہوتی جنھوں نے مشرق میں اپنے ملک کا نام روشن کیا تھا تو
غالباً میر قاسم جو ایک ہمعصر مورخ کی رائے کے موافق خود باقاعدہ سپاہی تھا اور جس میں
سپاہیانہ شجاعت کے ساتھ مدبرانہ ذہانت بھی موجود تھی انگریزوں کو اونکے جہازوں پر
لا دیتا۔ جب تک کہ واقعات نے اس ہستی کو نمایاں نہ کیا خود انگریزوں کو اوس کے
وجود کا علم نہ ہوا۔ میجر ایڈمس کی جانبازی وفاداری۔ ہوشیاری اور اعلیٰ فوجی ذہانت نے
انکو اس نکبت سے بچا لیا۔ جب اس افسر کو کمان دی گئی تو اس نے کٹوا کے میدان میں

ایک سخت خونریز جنگ کے بعد میر قاسم کی فوج کو شکست دی (جولائی ۱۹) چند روز بعد گھیریا کے میدان میں ایک اور سخت لڑائی میں اوسکو پسپا کیا لیکن ان میں سے ایک لڑائی بھی جنگ کا فیصلہ نہ کر سکی۔ لیکن جب آدم نے دوسرے مہینے میں اودھوا نالہ کے محفوظ استحکام کو جس پر چالیس ہزار آدمی موجود تھے سرنگوں کیا اور غنیم کی سو توپوں پر قبضہ کیا تو میر قاسم سمجھ گیا کہ [illegible] ختم ہو گئی۔ اسکے بعد نہ اوس نے راج محل کو بچانے کی کوشش کی اور نہ مونگھیر اور پٹنہ کو محفوظ رکھ سکی۔ پٹنہ کی تسخیر کے بعد (۶ نومبر) فرار ہو کر اوس نے اودھ میں پناہ لی اور نواب وزیر کو اپنی حمایت کے لئے ابھارا۔

نواب وزیر اودھ کا میر قاسم سے اتحاد اور اوسکی شکست

یہ بات اتنا اور کہہ دینا ضروری ہو گا کہ وہ اپنی اس مہم میں کامیاب ہوا اور نواب وزیر نے ہمت کی لیکن بہت جلد اوسکو افسوس کرنا پڑا کیونکہ انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ کا ... ہکٹر منرو جو بعد میں سر ہکٹر ہو گیا اوسکی کمان میں بکسر کے میدان میں اوسکو سخت شکست دی۔ (۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء)

آدم کے انتقال کے بعد جو موسم کی شدت اور جنگ کی تکان سے ہلاک ہوا فوج کی کمان پہلے نااہل کرناک کو دیگئی اور اسکے بعد سابق کے سپہ داروں کو۔ منرو نے اپنا فاتحانہ کوچ جاری رکھا۔ بنارس۔ چنار اور الہ آباد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کیا۔ مارچ ۱۷۶۵ء میں انگریزوں نے اودھ پر دھاوا کیا۔ لکھنو۔ فیض آباد پر قبضہ کیا اور بعد میں غنیم کو کڑہ اور جمنا کے ساحل پر کالپی کے میدان میں شکست دی۔ نواب وزیر اب بے خانماں صحرا نورد ہو گیا اور بالآخر فاتحین کے رحم پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو اونکے حوالے کیا۔ وہ نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے اوسکے ساتھ پیش آئے اور انھیں اسکا صلہ آئندہ اوسکے جانشینوں سے حاصل ہوا۔ انگریزی سرحد اب عملاً طور پر الہ آباد تک پہنچ گئی۔ جب مئی ۱۷۶۵ء میں کلایو گورنر ہو کر کلکتے پہنچا تو فوجی حالت یہ تھی۔

میر جعفر کی دوبارہ مسند نشینی

جنگ کے آغاز کے بعد ہی انگریزوں نے میر جعفر کو دوبارہ مسند نشین کرا دیا تھا اور حسب معمول اپنی ذات کے لئے اونھوں نے معقول رقوم حاصل کیں اور بجز ڈھائی فیصدی نمک کے محصول کے باقی سب محصول معاف کرا لیا۔ میر قاسم کے لئے صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ چند سال بعد نہایت مصیبت اور افلاس کی حالت میں اوس نے دہلی میں انتقال کیا۔ جو کچھ بھی کمزوریاں اس میں ہوں وہ حقیقی معنوں میں محب وطن تھا۔

تیرھواں باب

بنگال کی اصلاح

کلائیو کی آمد کے وقت کمپنی کی حالت

جب کلائیو انگلستان سے بنگال کو روانہ ہوا (۴ جون ۱۷۶۴ء) تو اوس کو صرف یہ معلوم تھا کہ میر قاسم سے جنگ ہو رہی ہے اور میر جعفر کو اوسکی جگہ مسند نشین کر دیا ہے۔ مدراس پہنچنے کے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ میر قاسم کو کامل شکست ہوئی۔ اوس کے ساتھیوں نے ہتھیار ڈالدیئے میر جعفر کا انتقال ہوگیا اور نواب وزیر اودھ نے بھی خود کو انگریزوں کے ترحم پر چھوڑ دیا یہاں سے کلکتہ تک پہنچنے میں تیئیس دن لگے اس وقفہ میں کلائیو نے مجلس انتظامی کے دو رکنوں سے سائکس Sykes اور سمنر Sumner سے جو اوسکے ہمراہ تھے اس امر پر بحث کی کہ بنگال پہنچکر کیا طرز اختیار کرنا چاہئے۔ اور کونسا طرز عمل مناسب ہوگا۔

فوج کی ترتیب

کلکتہ پہنچکر سب سے پہلے اوس نے فوج مرتب کی۔ جنرل کرنک Carnac کو اوسکی کمان دی یورپی پیادہ فوج کو تین پلٹنوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے دو رجمنٹوں کی کمان اون دو سپہ داروں کو دی جو انگلستان سے اوسکے ہمراہ آئے تھے اور انتظام کی غرض سے تقریباً تمام اعلیٰ عہدہ داروں میں اپنی رائے کے موافق مناسب رد و بدل کی۔

اہل قلم کی بے عنوانیوں کا انسداد

اسی طور سے اہل قلم[۱] کا بھی انتظام کیا رشوت ستانی اور متعدد بے عنوانیوں سے جو نقائص کلائیو کی واپسی کے بعد پیدا ہوگئے تھے اونکی طرف خاص توجہ کی اور نہایت سختی سے اونکی بیخ کنی کرنیکا تہیہ کر لیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد ہی اوسکو کچھ ایسا موقع ملگیا کہ اس سے فائدہ اوٹھا کر اوس نے عوام پر ظاہر کر دیا کہ آئندہ وہ کیا روش اختیار کرنا چاہتا ہے۔

کلائیو کی آمد سے پیشتر اوس سے قبل میر جعفر سخت مصائب و تفکرات کی حالت میں انتقال کر چکا تھا۔ وہ خود اپنی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہوگیا تھا۔ کل کی بات ہے کہ وہ جنگ پلاسی سے پہلے تین زرخیز و مالدار صوبوں کا مالک بنا ہوا تھا اور اب بقول ایک معاصر انگریز کے وہ ملازمین کمپنی کا ساہوکار ہوگیا تھا جس سے وہ اپنی مرضی کے موافق جس وقت جتنا روپیہ چاہتے

[۱] سول سروس یعنی ملازمین سرکاری

منگا سکتے تھے"

ہم لکھ چکے ہیں کہ ارکان مجلس نے ۱۷۵۷ء میں میر جعفر اور ۱۷۶۳ء میں اوسکے جانشین کی سند تفویض اور پھر دوبارہ اوسکے بر سر حکومت آنے سے کس قدر مال سے فائدہ اوٹھایا اب جبکہ نواب دوبارہ انتخاب کا موقع آیا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ مرشدآباد کے خزانہ پر ہاتھ نہ ڈالیں - اس وقت انکے پاس دو امیدوار تھے ایک تو میراں کا بیٹا جو نواب میر جعفر کا پوتا تھا اور ایک خود میر جعفر کا بڑا بیٹا نجم۔ کمیٹی کے آٹھ ارکان نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو شخص زیادہ روپیہ ادا کریگا اوسی کو گدی دیجاویگی فیصلہ میر جعفر کے بیٹے کے موافق ہوا حالانکہ یہ اوسکی منکوحہ کا بیٹا نہ تھا لیکن اس میں فائدہ یہ مد نظر تھا کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے خود اپنے اختیار سے تمام معاملہ کر سکتا تھا برخلاف اسکے دوسرا امیدوار کم سن تھا اوسکی آمدنی کا انکو حساب دینا پڑتا - اسکے انتخاب کی منظوری کے لئے معاوضہ دس لاکھ پر طے ہوا جس طور سے چاہیں یہ سب آپس میں اسے تقسیم کرلیں اسکے علاوہ دس لاکھ سے کچھ زیادہ اوس خدمت کے صلہ میں اسے دینا پڑا جو ان کے ایک رکن گڈن جانسٹن Gideon Johnstone اور محمد رضا خاں نے انجام دی تھی - اسی انتظام کے سلسلہ میں محمد رضا خاں نائب ناظم مقرر کیا گیا - اس بات پر شاک معاہدہ پر دستخط ہوئے مہر لگائی گئی اور لارڈ کلائیو کے آنے سے دو ماہ قبل ۲۵ فروری کو اسکی تکمیل ہو چکی تھی -

میر جعفر کے انتقال سے تیرہ دن قبل انڈیا آفس سے کلکتہ میں ایک مراسلہ آچکا تھا جس میں یہ حکم تھا کہ آئندہ سے تمام اہل قلم ایک اقرارنامہ پر دستخط کریں کہ وہ ہندوستانیوں سے تحفہ و تحائف یا نذرانے قبول نہیں کریں گے - اس مراسلہ سے کلائیو کو اس قسم کے معاملات میں بہت تقویت مل گئی جس وقت اوسکو یہ معلوم ہوا کہ کونسل ہی میں اوسکو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑیگا تو اوس نے فوراً (؟) اعلان کر دیا کہ ایک جدید ذیلی مجلس منتخب کر لیگئی ہے - اس مجلس کے ساتھ اوس نے تمام اختیارات حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا - تمام معاملات کو راز میں رکھنے کی قسم کھائی اور مجلس کے جو دو ارکان اوس وقت موجود تھے اون سے بھی یہی قسم لی - بعد ازاں صوبہ داری کے تقرر کے معاملات و کاغذات کی جانچ شروع کی -

اسکو سابقہ ایسے آدمیوں سے پڑا تھا جو ایک عرصے سے رشوت لیتے لیتے ڈھیٹ ہو گئے تھے

جب کلائیو نے ان پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے اپنے حکام کی ممانعت کے باوجود نذرانے وصول کرکے اونکے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اس میں اونھوں نے کلائیو کی تقلید کی ہے۔ ۱۷۵۷ء میں جو معاملہ میر جعفر سے اوس نے کیا تھا اوسکا حوالہ دیا اور بنگال میں جو جاگیر اوس نے قبول کی تھی وہ بھی اوسکو یاد دلائی گئی۔ اسکا صاف جواب یہ تھا کہ اوس وقت ان سب باتوں کی اجازت تھی اور اب انکی ممانعت ہے۔ اسکے علاوہ کلائیو نے ایک دلیل یہ بھی پیش کی کہ اوس وقت کی حالت سخت نازک تھی۔ میر جعفر اور انگریزوں کے لئے فتح و شکست کا مسئلہ تھا برخلاف اسکے اب کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ امن کی حالت تھی۔ مداخلت کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بعد ازاں کلائیو نے ایک دوسرا الزام ان پر یہ لگایا کہ ارکان مجلس نے صوبہ داری کا نیلام کیا کہ جو سب سے زیادہ قیمت ادا کریگا اوسی کو وہ دیدیجاویگی۔ اس سے انکا مقصد یہ تھا کہ اس رقم سے اپنی مٹھی گرم کریں اور اسی غرض سے اس میں نہایت نامناسب طور پر تعجیل کی گئی تاکہ میری آمد سے قبل ہی اسکی تکمیل ہو جاوے۔

کلائیو کا اس وقت بجز اسکے اور کچھ بس نہ چلا کہ انکی جانب ظاہر کرے اور اس وقت یہ لوگ دست و پا بھی تھے۔ جدید اقرارنامہ پر اون سے دستخط کرا لئے لیکن اسکے اس برتاؤ نے اونکے دلوں پر زخم کاری لگا دیا۔ وہ اوسکے جانی دشمن بن گئے اور اوس دن سے اونھوں نے اوسکو پریشان کرنے۔ ستانے اور اوسکی راہ میں مشکلات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھا اور جب بالآخر کلائیو نے انکی جگھوں سے جوانکی وجہ سے ذلیل ہوگئی تھیں انھیں نکالدیا تو یہ اپنی خصومت۔ اپنی ہرزہ گوئی۔ اور بدکلامی اپنے ساتھ انگلستان لے گئے اور وہاں جاکر برطانوی حکومت ہند کے بانی کے خلاف خوب اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

ان مرتشی اور بدکاروں کو ٹھنڈا کرنیکے بعد کلائیو نے اپنی توجہ ہندوستانیوں سے مناسب شرائط پر تجارتی تعلقات بڑھانیکی طرف مبذول کی جب اوس نے اپنے کام پر ہاتھ ڈالا تو اوسکو معلوم ہوا کہ ہرکیولس (Heroules) کے ذمہ شاہ آگیس (King Augoas) کے اصطبل صاف کرنیکا کام جو تفویض کیا گیا تھا وہ اوسکے کام کے مقابلہ میں کہیں آسان تھا۔ سب سے پہلی کٹھن منزل تو اوسکو یہ طے کرنی تھی کہ نظمائے یہاں کے اہل قلم کو خانگی طور پر تجارت کرنیکی اجازت دیدی تھی۔ درحقیقت اونکی تنخواہیں اس قدر قلیل تھیں کہ

زندگی بسر کرینگے لئے ذاتی تجارت یا کسی اور قسم کا بدل ایسی تجارت کے لئے اونکے واسطے ضروری تھا اس بدل کی تجویز کو آئندہ تسلیم بھی کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ انکی تنخواہیں ایسی ہونی چاہئیں کہ روپیہ پیدا کرینکے ذرائع کی انکو فکر ہی نہ رہے کلائیو نے بیحد کوشش کی کہ نظما اس تجویز کو منظور کرلیں لیکن سب بے سود۔ انگلستان میں ایک طبقہ تو ایسا ہے جسکا کام محض حکومت کرنا ہے لیکن اسکے علاوہ اکثر اور طبقے بھی ہوتے ہیں جو اس اقتدار کے حاصل کرنیکی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور جب کبھی انھیں موقع ملتا ہے تو کبھی نہیں چوکتے اور حکومت میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن ان میں نہ تعلیم ہوتی ہے۔ نہ تہذیب اور نہ کام چلانیکی اہلیت۔ اس زمانہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظما بھی اسی طبقے کے افراد تھے۔ ان میں معاملہ فہمی اور دور بینی نام کو نہ تھی کبھی کسی بات کا صحیح اندازہ نہ کر سکتے۔ وہ صرف زمانہ حال کو سمجھ سکتے تھے اور وہ بھی نہایت بھدے طور سے۔ انکو اسکا احساس ہی نہ تھا کہ دنیا کو ایک حالت پر قرار نہیں۔ اگر اون سے کوئی یہ کہتا کہ کلائیو نے اپنے کارناموں سے آپکو سلطنت مغلیہ کا جانشین بنا دیا ہے تو وہ اوسکو دیوانہ سمجھکر دھتکار دیتے۔ جتنی انکی عقل تھی اوتنی ہی ان میں سمجھ تھی۔ نہ تنخواہوں میں اضافہ کرنے پر وہ راضی ہوئے اور نہ ذاتی تجارت کی اونھوں نے ممانعت کی ہرکیولس تو شاہ ایلس King Elis کے اصطبل صاف کرنیکے لئے دریائے الفیس Alpheus اور پینس Peneus سے اپنی مرضی کے موافق کام نکال سکا لیکن کلائیو مجلس نظما کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محنت تو اسکی بھی سخت رہی لیکن کام ادھورا ہوا۔ جو کچھ کلائیو کر سکتا تھا اور جو اوس نے کیا وہ محض یہ تھا کہ اوس نے اپنے حکم سے اون تمام بیجا اختیارات کو منسوخ کر دیا جنکے زور سے کمپنی کے اہل قلم ملازمین اس سرزمین کے فرزندوں کو برباد کر رہے تھے۔ مال کو بغیر محصول ادا کئے ہوئے لیجانیکے لئے پروانہ جات جاری کرتے تھے۔ کلائیو نے انکو خاص عہدہ داروں کے لئے مخصوص کر دیا امنکے نام ظاہر کر دیئے اور اختیارات کی بھی تشریح کر دی ۔ اہل قلم کی ذاتی تجارت پر بھی اس قدر سخت قیدیں لگائیں کہ وہ بند تو نہ ہوئی لیکن اس عام اجازت سے جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ بہت کم ہو گئیں۔ اور ایک حد تک وہ حکومت کی نگرانی میں آگئی۔

ان دونوں معاملات میں جو اصلاحات اوس نے کیں وہ نہایت وسیع پیمانہ پر تھیں اور انکا اثر اون سے کہیں گہرا پڑا جنکی خواہش میر قاسم نے وینسٹارٹ اور اوسکی مجلس سے کی تھی

اور جس میں وہ ناکامیاب رہا تھا۔

نمک کے اجارہ کے متعلق کلائیو نے جو تحقیقات کی اوس سے معلوم ہوا کہ اس کی تجارت کچھ ایسے ڈھنگ پر ہے جس سے بعض کو کثیر منافع حاصل ہوتا ہے اور کثیر تعداد کو سخت خسارہ رہتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنیکے لئے اوس نے اس تجارت کو ایک ایسے اصول پر چلانیکی کوشش کی جس سے کہ نمک اتنا سستا ہو جاوے کہ غریب سے غریب بھی اوسکو باسانی خرید سکے اور اسکے ساتھ کمپنی کے ملازموں کے لئے بھی ایک خاص مستقل آمدنی کا ذریعہ نکل آوے۔ اوسکو اس بات کا پورا یقین تھا کہ اوسکی تدابیر مکمل نہیں لیکن جب کہ انڈیا آفس نے تنخواہوں میں اضافہ کرنے سے انکار کر دیا تھا یہی ایک حکمت اور بہترین صورت تھی اور در اصل مروجہ عمل سے یہ بہت بہتر ترکیب تھی۔ ایک طرف تو کمپنی کے ہر محکمہ کے ملازموں کے لئے ایک نہایت مناسب و معقول آمدنی کا ذریعہ نکل آیا اور دوسری طرف گذشتہ میں سال سے جو نمک کا نرخ تھا اوس میں ہندوستانیوں کے لئے دس پندرہ فیصدی کی کمی ہو گئی۔

اس تکمیل کے بعد کلائیو نے کلکتہ کی مجلس کی اصلاح کی طرف توجہ کی مروجہ قواعد کے مطابق مجلس ایک صدر اور سولہ ارکان پر مشتمل تھی۔ لیکن اسکے رکن کے لئے کمپنی کے کسی دوسرے علاقہ میں کسی قسم کی ایجنسی لینے کے لئے کوئی بات مانع نہ تھی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اسکے رکن انتظامی امور کے اعلیٰ عہدہ دار ہونیکے ساتھ دوسری جگہ نگرانکار بھی ہوتے تھے بحیثیت ایجنٹ ہونیکے جو کام وہ انجام دیتے تھے اوسکے بحیثیت رکن مجلس وہ خود ہی نگراں ہوتے تھے اسکا نتیجہ یہ تھا کہ حد درجہ کی بے عنوانیاں ہوتی تھیں قوانین کی پابندی ممکن نہ تھی۔ انصاف کا خون ہوتا تھا۔ اس خرابی کو کلائیو نے اس طور سے دور کیا کہ ایک حکم جاری کیا جسکی رو سے رکن مجلس کوئی اور کام اپنے ذمہ نہیں لے سکتا تھا انتظامی مجلس تک میں کلائیو کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن باوجود اسکے وہ اپنی تجویز میں کامیاب ہوا۔

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ انتظامی مجلس کو کلائیو محض اپنا مشیر تصور کرتا تھا اسکے ارکان کے سپرد اور کام بھی تھے جنکی وجہ سے یہ کلکتہ سے باہر بھی رہتے تھے۔ مثلاً کرناک Carnac فوج میں رہتا تھا۔ سائکس (Sykes) مرشد آباد میں گورنر کا ایجنٹ تھا ویریلسٹ Verelst کے ذمہ بردوان و مدناپور کے اضلاع کی

نمک کے اجارہ میں تبدیلی

کلکتہ کی مجلس میں اصلاح

نگرانی تھی محض سمنر (Sumner) کلائیو کے ساتھ رہتا تھا۔ کلائیو کے انتقال کرنے یا مستعفی ہونیکی حالت میں یہ اوسکا جانشین ہونیوالا تھا۔ اسکو پہلے ہی سے نامزد کر دیا گیا تھا لیکن کلائیو کو اس وقت سے قبل ہی اس بات کا اندازہ ہوگیا کہ کسی لحاظ سے بھی یہ شخص اس کام کا اہل نہیں۔ قوت ارادی اوسکی کمزور تھی۔ بدنام فرقہ سے اوسے ہمدردی تھی۔ ہمت و جرأت اوس میں نام کو نہ تھی۔ کلائیو کو ابتک کوئی خاص مدد وہ نہ دے سکا تھا لہٰذا مجلس کی اصلاح میں ایک خاص کام یہ بھی تھا۔

کمپنی کے اضلاع کی حکومتوں میں اصلاح

تحقیقات کے دوران میں کلائیو نے معلوم کیا کہ اضلاع اور قسمتوں کی حکومت بھی کمپنی کے افسروں کی نگرانی میں حد درجہ خراب اور بدنام رہی ہے۔ تحقیقات کے بعد نظما نے جو رپورٹ بنگال کی حالت کی بابت کلائیو کی یہاں آمد کے وقت لکھی تھی اوس میں اسکو مجملاً اور نہایت اچھے طور سے اونھوں نے بیان کیا ہے اون کا بیان ہے کہ "صوبۂ بنگال۔ بہار و اوڑیسہ جسکی آمدنی تقریباً دو ملیون سالانہ ہے اوسکو ہمارے ملازموں نے قطعی بے دست و پا کر دیا۔ اب وہ اونکے پنجہ میں ہے۔ وہاں اونھوں نے ایسے بد اصول اختیار کئے ہیں جو کبھی سننے میں بھی نہیں آئے اور جو طرز اونھوں نے اختیار کیا ہے وہ کمپنی کے مفاد کے قطعی منافی ہے اونھوں نے ایک اصول یہ بنا لیا کہ جو چیز کمپنی کی ملک نہیں اوسپر اونکو ہاتھ ڈالنے کا اختیار ہے ان خرابیوں کو دور کرنیکے لئے کلائیو نے اون اصحاب سے مدد چاہی جنکا فرض اولین یہ تھا کہ اس سے بہتر اور زیادہ انصاف پسند حکومت قائم کریں اوس نے نوعمر نواب اور اوسکے مصاحبوں کو کلکتہ میں بلایا اُن سے بڑے مشورے کئے۔ اس طور سے جو انکشافات ہوئے اون سے کلائیو کے اون تمام خیالات کی تائید ہوگئی جو ان اہل قلم کی عام بےعنوانیوں کی بابت تھے۔ انھیں انکشافات کی بنا پر اوس نے اپنی مجلس کے پانچ ممبروں کو جو اوسکے آنے سے قبل یہاں موجود تھے مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور باقیماندہ تین کو معطل کر دیا۔ اس طور سے جو جگہیں خالی ہوئیں اونکی بھرتی مدراس سے کی اور اونکی تعداد بارہ کر دی۔

کلائیو کی مخالفت

ان انتہائی اصلاحات کا جو اثر لازمی طور سے ہونا چاہئے تھا وہی ہوا۔ کلائیو سے ہر ایک کو نفرت ہوگئی۔ کمپنی کے اہل قلم اور اونکے دوست و احباب اور اونکے ہم مشرب اپنی اپنی طبیعت کے موافق خوف اور انتقام کی بنا پر عمل کرنے لگے۔ مقدم الذکر میں سے

پٹنہ کا ایجنٹ بہت زیادہ پھنسا ہوا تھا لہذا اوس نے خودکشی کر لی دوسروں نے ایک مجلس قائم کی جسکے خاص مقاصد مندرجۂ ذیل تھے۔

(۱) گورنر سے ملاقات کرنیکی ممانعت کیجاتی ہے۔ گورنر اور اوسکی انتظامی مجلس کے کسی رکن کی کوئی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ مدراس سے جو حضرات تشریف لائے ہیں اونکے ساتھ بے پروائی کیجاوے اور اونکو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ جو شخص ان قواعد کی خلاف ورزی کریگا اوسکو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاویگا اور اوس سے علٰحدگی اختیار کر لیجاویگی آئندہ انکی مخالفت اور بھی بڑھ گئی اور اس نے ایک خطرناک صورت اختیار کر لی۔

نوعمر صوبہ دار کے متعلق کلائیو نے کوئی اچھی رائے قائم نہ کی۔ اوسکے نزدیک تو وہ محض بیکار تھا۔ اوسکے مصاحبوں میں صرف محمد رضا خاں یعنی اون لوگوں کا سرغنہ جنھیں اوس کے مسند نشین کرانیکے لئے رشوت دیگئی تھی ایک قابل شخص تھا لیکن اسکو بھی کسی برے کام کے کرنے میں عار نہ تھا کلائیو اسکے لئے قطعی راضی نہ تھا کہ صوبہ دار کی سیاسی تعلیم ایسے شخص کے سپرد کی جاوے یا اسکو کسی اور صاحب کی تربیت میں دیا جاوے کیونکہ یہ کمزوری تو ان سب میں موجود تھی لیکن ان میں سے کسی میں رضا خاں کی سی قابلیت نہ تھی لیکن اوس سے بہتر آدمی ملنا بھی دشوار تھا اور بالآخر کلائیو صرف یہ کر سکا کہ اوسکے اثر کو کم کرنیکے لئے اوسکے ساتھ راجہ دلاب رام کو حکومت میں شامل کر دیا۔ یہ سپہ دار جنگ پلاسی سے قبل میر جعفر اور سیٹھوں کے خاندان کے بڑے ساہوکار کے ساتھ سازش میں شریک تھا لیکن رضا خاں کا اثر اتنا گہرا تھا کہ اوسکا زائل کرنا اسکے بس کا کام نہ تھا۔

ان تکلیفات کا اثر کلائیو کی صحت پر اثر

جن اصلاحات کا اوپر ذکر ہوا ہے اونکو عمل میں لانے سے اس نامور شخص کی صحت پر بہت برا اثر پڑا۔ خود غرض آدمیوں سے اوسکو لڑنا پڑا۔ گالیوں کی بوچھار برداشت کرنی پڑی مخالفت سے نقصانات اوٹھانے پڑے اور جو ساتھی اوسکے ہمراہ آئے تھے اون میں سے کم از کم ایک کی پوشیدہ مخاصمت کا بھی اوسے مقابلہ کرنا پڑا اس سخت مقابلہ میں وہ تن تنہا تھا۔ لیکن اپنی ہمت و جرأت اور استقلال کی وجہ سے وہ کامیاب رہا جو لڑائی اوسکو لڑنی پڑی وہ ایک حقیقی جنگ یا ایک حملے کی کامیابی سے کہیں زیادہ سخت تھی۔ کیونکہ ان حالات میں تو ایک فوری جوش رہتا ہے روزانہ بلکہ اکثر ہر ساعت مقامات کا

معائنہ کرنا پڑتا ہے۔ اٹیلا (Attila) تو اوسے جوش و انبساط کا خاص موقع سمجھتا ہے میں بڑی فوج کے نزدیک میدان جنگ میں جانا چھٹی منانا ہے لیکن جہاں ہر روز ایسے افعال کی تفتیش کرنی پڑے جو باعث ندامت ہوں اور آئندہ انکو روکنے کی تدبیریں سوچنی پڑیں وہاں کلائیو کے لئے میدان جنگ کا سا جوش وخروش نہیں تھا کام نہایت سخت اور دلشکن تھا اور مخالفت کی وجہ سے دماغی قوت و فطانت اور قوت ارادی سے اسقدر کام لینا پڑتا تھا کہ اکثر اوقات وہ بالکل تھک جاتا تھا۔ اس کام نے تقریباً اوسکو ہلاک کر دیا۔ سر جان میلکم کا یہ کہنا نہایت بجا درست ہے کہ "کیا کلائیو کے دیگر کارہائے نمایاں میں سے کوئی کام بھی ایسا تھا جس میں بنگال کی سول سروس کی اصلاح کے مقابلہ میں زیادہ قوت و استقلال وصبر کی ضرورت پڑی ہو"

کلائیو کے اصول کا ایک صحیح اندازہ

ان اہل قلم سے لڑنے کے ساتھ ہی اوسکے دماغ کا ایک اور امتحان بھی رہا۔ مذکورہ بالا واقعات کی بنا پر خود کلائیو کو ہمیشہ اس بات کا اندازہ رہا کہ جو اصلاحات وہ کر رہا ہے اون میں سے ایک بھی مکمل نہیں کہی جا سکتی۔ تاہم اوس نے بہت کچھ کیا رشوت ستانی کا اور دیگر بے عنوانیوں کا قطعی خاتمہ کر دیا۔ مستقل اور مکمل اصلاحات کی بنا ڈالدی۔ متعدد خرابیوں کو دور کیا نوعمر جوان اہل قلم جو ملازمت میں داخل ہوتے تھے اون میں ایک نئی روح پھونک دی۔ برطانیہ کا نام جو اس وقت ڈوب چکا تھا اوسکو اوس نے بہت کچھ ابھارا۔ مجلس نظما کے دور اندیش نہ ہونیکی وجہ سے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کر سکا۔ حصول مقصد تو اوسکے بعد ہی ہونیوالا تھا اور اسکے اصول ممد ہونیوالے ہی تھے۔ جانکاہ اور دلشکن کام بے سود نہ ہوا تھا۔ لارڈ کلائیو کے اصولوں کو پورے طور سے اختیار کرنیکے بعد ہی ہندوستان کی سول سروس دنیا بھر میں بہترین ثابت ہوئی۔ جہاں تک عزت کا تعلق ہے یہ سول سروس نہایت پاک دامن ہے اپنے فرائض کے انجام دینے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے اقتدار قابلیت کے لحاظ سے اوسکا بول بالا ہے۔ اوس نے ایسے اشخاص پیدا کئے جنکے نام سے دنیا کی ہر حکومت کو رونق حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ ابتک جاری ہے۔ ہر بڑے آدمی کا کام اوسکے بعد زندہ رہتا ہے ہندوستان کی سول سروس کا کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو اس بات کو محسوس نہیں کرتا کہ کلائیو نے جو کچھ اون کے لئے کیا وہ بے سود نہ تھا۔

ہماری نگاہوں میں اوسکی قدر اور بھی بڑھ جاویگی اگر ہم یہ معلوم کریں کہ جن اصلاحات کو اوپر بیان کیا گیا ہے وہ اوسکے متعدد فرائض کا محض ایک جزو تھے۔
ان امور کے ساتھ ہی اوسکو اپنی توجہ دیگر اہم کاموں کی طرف بھی مبذول کرنی پڑتی تھی اور اون پر بھی وقت صرف کرنا ہوتا تھا۔
ان تمام کاموں کے سمجھنے کے لئے آئندہ باب کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

چودھواں باب

لارڈ کلائیو کا سیاسی و خارجی مسلک

فوجی تنظیم اور اوسکے نتائج

۲۵ جون کو کلائیو نے شمالی ہند کا دورہ شروع کیا۔ سرحد پر اسوقت اوسکا پہنچنا نہایت ضروری تھا کیونکہ وہاں دو شکست خوردہ فرمانرواؤں سے ابھی معاملہ کرنا باقی تھا۔ ان میں سے ایک نواب وزیر اودھ تھا اور دوسرا سلطنت مغلیہ کا حقیقی وارث شاہ عالم تھا جسکی حیثیت اس وقت ایک بے خانمان صحرانورد سے زیادہ نہ تھی اسلئے دار السلطنت پر افغان قابض ہو گئے تھے جو کچھ کہ اوسے اپنے لقب کی بدولت حاصل ہوسکتا تھا وہی اب اوسکا سرمایہ تھا۔

بنگال کا
بندوبست نظام

راستے میں مرشد آباد میں قیام کرکے صوبہ دار سے تینوں ولایتوں کی آئندہ حکومت کے متعلق کوئی تصفیہ کرنا تھا جسکی پابندی انگریزوں کے ایک گورنر کی حیثیت سے اوس پر لازم کیجانیوالی تھی۔ جس دن کہ سراج الدولہ اپنے پٹہ داروں کو کلکتے سے نکالنے کے لئے روانہ ہوا تھا اوس دن سے نو سال کے عرصہ میں مغربی نو واردوں اور ملکی فرمانرواؤں کی حیثیت میں بڑا انقلاب ہوگیا تھا۔ جس انتظام کی پابندی صوبہ دار کے لئے لازم قرار دیگئی اوسکی رو سے اوسکی حیثیت نواب ناظم کی ہوئی۔ تینوں ولایتوں میں امن و امان قائم رکھنے۔ انصاف کرنے اور قانون کی نگرانی کرنیکا کام اوسکے تفویض ہوا۔ ایک دیوان یا وزیر اعظم کا تقرر عمل میں آیا جسکا خاص کام یہ تھا کہ تینوں ولایتوں کی سالانہ آمدنی و مالگزاری وصول کرے۔ تمام اخراجات کو پورا کرے اور جو کچھ بچت ہو اوسے شاہی خزانہ میں داخل کرے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے زمانے میں بھی یہی دستور تھا لیکن اب اس میں یہ فرق ہوگیا کہ ایک طرف نجم الدولہ حسب سابق نواب ناظم رہا گر دوسری طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کو دائمی طور پر دیوان کی حیثیت حاصل ہوئی اور شاہی خزانہ کمپنی کا خزانہ قرار پایا۔ اس انتظام کو نو عمر نواب اور اوسکے متعلقین نے تسلیم کیا لیکن عملی طور پر یہ اندازہ ہوا کہ ایک ایسا اختیار نواب ناظم کے ہاتھ میں ہے جس سے آئندہ

بے عنوانیوں کا اندیشہ رہا جاتا ہے لہذا چند ماہ بعد اسکے تدارک کی غرض سے نواب کو امن و امان قائم رکھنے۔ انصاف کرنے اور قانون کی پابندی کرانے کی ذمہ داری سے بری کر دیا گیا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ کمپنی تینوں ولایتوں کی حقیقی فرمانروا بن بیٹھی اور نواب ناظم صاحب محض بدفضول اور عضو معطل ہو گئے۔ یہی نہیں بلکہ جو رقم اوسکے لئے منظور کی گئی تھی وہ بھی گھٹکر ترپن لاکھ رہ گئی اور دربار کے تمام اخراجات کا بار بھی اوسی پر ڈالدیا گیا۔ میر جعفر کی روح بجا طور پر دریافت کر سکتی تھی کہ "کیا اسی دن کے لئے تین ولایتوں کے امرا نے ملکر سراج الدولہ کے خلاف سازش کی تھی"

خارجی معاملات میں کلائیو کا غلط اندازہ اور اوسکی وجہ

مرشد آباد میں کمپنی کے معاملات اس طور سے طے کر کے کلائیو اپنے دوست جنرل کرناک اور عرضی گزار نواب وزیر اودھ سے ملاقات کرنیکی غرض سے پٹنہ ہوتا ہوا بنارس پہنچا کلائیو کا اندازہ تھا کہ یہ ملاقات بڑی نتیجہ خیز ہوگی کیونکہ اوس نے انگریزی مقبوضات کے لئے ایک ایسی سرحد قائم کرنیکا تہیہ کر لیا تھا جس سے آئندہ بیرونی حملوں کا باسانی تدارک ہو سکے اور یہ سرحد اوسکے نزدیک مستقل ہونیوالی تھی۔

اس خیال کو نہ کلائیو کی سیاسی غلطی پر محمول کرنا چاہئے اور نہ اوس پر یہ الزام لگانا چاہئے کہ اوسکے دماغ میں یہ بات نہ آسکی کہ اس سرحد کو قائم کرنے ہی سے آگے بڑھنا لازم ہو جاویگا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ ۱۷۶۵ء و ۱۷۶۶ء کے واقعات کو آئندہ ایک صدی کے نتائج کی رو سے جانچنا سراسر ناانصافی ہے ۱۷۵۰ء تک بنگال کی غیر جنگجو رعایا مغلوں اور مرہٹوں کی شکار بنی ہوئی تھی لیکن اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۶۵ء میں ان میں سے ایک کا بھی خوف باقی نہ رہا۔ ۱۷۶۱ء کو دہلی کے قریب پانی پت کے میدان میں مرہٹوں نے سخت زک اوٹھائی۔ یہ ایک نہایت سخت اور مکمل ترین شکست تھی جو کسی قوم کو دیجا سکتی ہے۔ کلائیو اوس وقت ہرگز یہ پیشین گوئی نہ کر سکتا تھا کہ اونکے فرمانرواؤں کے خاندان کا ایک نوعمر فرد جو میدان جنگ سے زخمی ہو کر بھاگا تھا اس قوم کو پہلے سے کہیں زیادہ عروج پر پہنچا دیگا۔ جہاں تک مغلوں کا تعلق ہے اونکی طاقت کا تو ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ اس خاندان کا مفلوک الحال وارث جسکے پاس پھوٹی کوڑی تک نہ تھی اس وقت الہ آباد میں مقیم تھا۔ اوس سے یا اوسکے

خاندان سے کیا خوف ہوسکتا تھا؟ انگریزی دریا کے تحت میں جو تین ولائتیں تھیں وہ ہندوستان کے زرخیز ترین علاقے میں واقع تھیں وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر ان ہمسایوں کے گرد و نواح کے اہم مقامات پر قبضہ کرلیا جاوے اور اون سے معاہدے کرکے اونھیں بے ضرر بنا دیا جاوے تو یہ نہایت ہی مناسب مسلک ہوگا۔ نواب وزیر اودھ سے کچھ گفتگو کرنیکے بعد کلائیو نے محسوس کیا کہ اول برائے نام شہنشاہ شاہ عالم سے الہ آباد جاکر گفتگو کرنا ضروری ہے۔ اس معاملے میں اوس نے شہنشاہ کو اپنا ہم خیال پایا کہ وہ شمالی مغربی ہند کے علاقے کو کلائیو کی اعانت سے دوبارہ حاصل کرنیکی کوشش کرے۔ اس قسم کی مہم سے زیادہ اور کونسی چیز کلائیو کی طبیعت کے موافق ہوسکتی تھی حسب معمول اوس نے اپنی ذہانت اور معاملہ فہمی سے یہ اندازہ کرلیا کہ قبل اسکے کہ دوسرے مسائل چھیڑے جاویں ان دونوں فرمانرواؤں سے انگریزی سرحد طے کرلینی چاہئیے لہذا اوس نے اپنی کارروائی شروع کردی۔ اوس نے مطالبہ پیش کیا کہ چنار کا قلعہ انگریزوں کے حوالے کیا جاوے کڑہ والہ آباد شہنشاہ کو عطا کیا جاوے اور انگریز اوسکے محافظ قرار پاویں۔ سابق جنگ کے تاوان میں نواب وزیر پچاس لاکھ روپیہ نقد ادا کرے اور اس امر کا وعدہ کرے کہ وہ میر قاسم اور شمرو کو نہ اپنی ریاست میں داخل ہونیکی اجازت دیگا اور نہ اونکی کبھی حمایت کریگا علاوہ ازیں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ریاست میں تجارت کرنے اور اپنے کارخانے بنانیکی اجازت دیجاوے۔

نواب وزیر سے معاہدہ

نواب وزیر نے بجز کارخانے قائم کرنیکی تجویز کے باقی سب شرائط کو قبول کیا اوس نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں کہیں انگریزوں نے اپنے قدم جمائے خواہ وہ محض تجارتی اغراض کے لئے ہی کیوں نہ ہو وہ وہاں سے کبھی نہیں نکلے۔ اونکے ہموطن اونکی تقلید و پیروی کرتے ہیں اور آخر میں اوس علاقے کے مالک بن بیٹھتے ہیں اوس نے متنبہ کیا کہ کس طرح کلکتے کے اونی سے کارخانے نے تینوں ولائتوں کو ہضم کرلیا اور اب اوسی کارخانے والے آگے بڑھکر گرد و نواح کے علاقوں کو نگلنے کی فکر میں ہیں۔ اوس نے کہدیا کہ یہ میرا قطعی فیصلہ ہے کہ میں اپنی ریاست کو اس قسم کے خطرات میں ہرگز نہ پھنسنے دونگا۔ کلائیو کا اودھ میں کارخانے قائم کرنیکا اس وقت کوئی خاص ارادہ نہ تھا لہذا اوس نے نواب وزیر کا یہ رنگ دیکھکر نہایت دانشمندی سے کام لیا اپنی اس تجویز کو واپس لے لیا اور باقی تمام شرائط اوس سے منوالیں۔ علاوہ ازیں یہ قرار پایا کہ زمیندار بنارس جو سابق جنگ کے وقت سے انگریزوں کا حلیف

ہو گیا ہے حسب سابق نواب وزیر کی ماتحتی میں اپنے علاقے پر قابض رہے نواب وزیر اودھ انگریز اور صوبہ دار تینوں ملکر آپس میں ایک دوسرے کی اعانت کے لئے ایک معاوتی معاہدہ کریں اور اگر کسی وقت نواب وزیر کو اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے انگریزی فوجوں کی ضرورت پڑے تو وہ اونکے تمام مصارف ادا کرے۔

شہنشاہ شاہ عالم کا عطیہ دیوانی

بعد ازاں کلائیو نے مقام چھپرا پر جو بہار میں واقع ہے شاہ عالم کے وکیل سے۔ و نیز آگرے کے جاٹ سرداروں اور روہیلکھنڈ کے روہیلہ سرداروں اور خود نواب وزیر اودھ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا خاص مقصد یہ تھا کہ مرہٹوں کے خلاف ایک اتحاد قائم کیا جاوے۔ اسی سلسلہ میں جب یہ معلوم ہوا کہ رعایا شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشین کرانیکی غرض سے اوس سے مراسلت کر رہی ہے تو انگریزی سرحد کے سلسلے پر بھی گفتگو کی گئی بالآخر یہ قرار پایا کہ ایک فوج الہ آباد پر قبضہ کرکے اوسکی اور اوسکے ملحق علاقہ کڑہ کی حفاظت کرے۔ دوسری فوج چنار پر قابض رہے۔ اور فوج کا ایک دستہ بنارس میں اور ایک لکھنو میں رکھ دیا جاوے۔ شہنشاہ نے اپنی طرف سے کمپنی کو تینوں ولائتیں بذریعہ فرمان عطا کردیں کہ اوہ بلا شرکت غیرے وہ اس عطیہ سے اس شرط سے مستفید ہو کہ شہنشاہ کو اور اوسکے بعد اوسکے وارثوں کو چھبیس[26] لاکھ سالانہ ادا کرتی رہے اور اونکی حفاظت کے لئے ایک فوج رکھے۔

صوبہ دار بنگال کی بے حیثیت

دوسرے سال دار مئی کو ان تینوں ولائتوں کے صوبہ دار نے انتقال کیا۔ کلائیو نے جو انتظامات کئے تھے اونکے بعد اس عہدے کی کوئی خاص سیاسی اہمیت باقی نہ رہی لہذا اس عہدہ دار کی شخصیت جو کبھی کچھ چیز تھی اب کچھ بھی نہ رہی۔ اوسکا وارث اوسکا بھائی تھا اور وہی بجا طور پر اوسکا جانشین ہوا۔ اس موقع پر صرف ایک یہ تبدیلی ہوئی کہ اس عہدہ دار کے اخراجات کے لئے ترپن لاکھ کی جو رقم منظور ہوئی تھی وہ اب صرف اکتالیس لاکھ رہ گئی۔

ایک بات پر کلائیو آخر وقت تک قائم رہا۔ اگرچہ اب انگریز تینوں ولائتوں کے حقیقی طور پر مالک بن بیٹھے تھے اور صوبہ دار محض نمائشی تھا تاہم کلائیو اس بات پر زور دیتا رہا کہ اوسے اپنی پشت پر رکھنا ضرور ہے۔ مالگزاری اب بھی اوسی کے نام سے اور اوسی ہندوستانی فرمانروائی کی طرف سے وصول کیجاتی تھی۔ اگر اسکے منافی اوس نے کوئی کام کیا تو وہ اتنا تھا کہ ہندوستانی عاملوں کی نگرانی کے لئے اوس نے انگریزی افسر مقرر کر دیئے اور اس سے

اوس نے قطعی تجاوز نہ کیا کیونکہ اوسکا منشا یہ تھا کہ ہندوستانی دنیا کی نظر میں ان تینوں ولائتوں کی حیثیت حسب سابق ایک صوبہ کی ہی رہے اور وہ صوبہ داری کے تحت نظر آویں۔ انگریزوں کی نگرانی صوبہ دار سے کہیں بڑھکر ہونی چاہیئے اونکی حقیقی طاقت کا مشاہدہ محض اہم اور ضروری مواقع پر ہو اور جب اوسکی ضرورت ہو تب بھی اوس کا استعمال صوبہ داری کے نام سے ہو۔

کلائیو کا تاریخی مسلک

خوش قسمتی سے ہمارے پاس خود اوسکے تحریر کردہ اصول موجود ہیں جن پر اوس نے ہندوستانی طاقتوں سے تعلقات قائم کیئے اور توقع ظاہر کی کہ اوس کے جانشین بھی اونہی پر کاربند رہیں گے۔

ایک سرکاری مراسلے میں جو اوس نے اپنی واپسی سے قبل تحریر کیا تھا وہ اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ "ہمارے مقبوضات انہی ولائتوں تک محدود رہنے چاہئیں ہماری آئندہ آنیوالی نسلوں کی یہی پشت پناہ ہے۔ بجز اپنے مقبوضات کی حفاظت یا حسب معاہدہ شہنشاہ اور نواب وزیر اودھ کی اعانت کے ہمیں کسی طاقت کے خلاف کبھی کوئی اقدامی کارروائی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دہلی کا رخ کرنا محض بے سود اور بیکار ہی نہ ہوگا بلکہ ہماری فوج کے لئے مضر اور غالباً کمپنی کے وجود کیلئے مہلک ثابت ہوگا" جس مولف کی کتاب سے یہ اقتباس لیا گیا ہے وہ اس رائے پر ان الفاظ میں نکتہ چینی کرتا ہے کہ "انگریز بیکار سپاہیوں کی طرح بنگال و بہار و اوڑیسہ میں بند ہے پڑے رہیں اور اودھ کی سرحد مستقل طور سے اونکی ترقی میں سد راہ بنی رہے" یہ پالیسی ممکن ہے کہ کسی نظریہ ساز کے پسند آوے لیکن درحقیقت ایک ایسی شہنشاہی کیلئے جسکی جانکنی کا وقت ہو اور جسکے مختلف حصوں میں متعدد دعویدار آپس میں جھگڑ رہے ہوں یہ مسلک ہرگز موزوں نہ تھا۔ دس سال کے اندر ہی یہ پالیسی ہوا ہوگئی۔

کلائیو کی فوجی تنظیم بیان کرنے سے قبل ایک اور مضمون پر چند الفاظ تحریر کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرشد آباد میں اوسے معلوم ہوا کہ سابق صوبہ دار میر جعفر نے اپنی وصیت میں پانچ لاکھ روپیہ اوسکے نام لکھا ہے۔ اسکی خبر کلائیو کو اوس وقت لی جب کہ اوس نے کمپنی کے اور ملازموں کے ساتھ اس بات کا عہد کر لیا تھا کہ ہندوستانیوں سے نذرانے اور تحائف نہ لئے جاویں لیکن روپیہ اسکے لئے موجود تھا اوسکے صرف کرنے کا

اوسے پورا اختیار حاصل تھا۔ اپنی مجلس کے مشورے سے اوس نے طے کیا کہ یہ روپیہ
کمپنی کے اون سپاہیوں اور افسروں کی امداد کے لئے مخصوص کر دیا جاوے جو جنگ میں
زخمی ہوں یا آب و ہوا کے اثرات سے معذور ہو جاویں اس طور سے یہ وقف کلائیو فنڈ
کے نام سے قائم ہوا اور اس سے تقریباً ایک صدی تک کمپنی کے غریب اور مستحق ملازم
مستفید ہوتے رہے ۱۸۵۸ء میں جب حکومت ہند تاجدار انگلستان کے تحت میں آئی تو
زمانے کی نیرنگی اور تقدیر کے زور سے یہ روپیہ اوسی شخص کی اولاد کو پہنچ گیا جسکی ذات کے
لئے وہ دیا گیا تھا اور جو اوس وقت اوسے نہ لے سکتا تھا یا جو اپنے خیال کے بموجب اوسوقت
اوسکا مجاز نہ تھا۔

فوج کی تنظیم اور بھتے کا سوال

ملک کی اندرونی اصلاح اور سرحد کی حفاظت کے انتظامات کے ساتھ کلائیو
اپنے ایک دوسرے اہم فرض سے بھی غافل نہ رہا جو مجلس نظما نے اوس پر عاید کیا تھا
وہ یہ تھا کہ فوجی افسروں کی تنخواہ اور اونکے الاؤنس کی تنقیح کیجاوے اور اس سلسلے میں
بھتے پر خاص طور سے غور کیا جاوے۔ فوجی اصطلاح میں بھتہ سے وہ زائد رقم مراد ہے
جو سپاہیوں کو مقررہ تنخواہ کے علاوہ میدان جنگ میں دیجاتی تھی۔ یہ الاؤنس مندرجہ ذیل
اصولوں پر مبنی تھا۔

فوجی افسروں کے بھتے کے متعلق نظما کے احکام

افسروں کی تنخواہیں مقرر تھیں لیکن جب وہ قلعہ میں کام کرتے تھے تو انھیں تنخواہ
کے علاوہ ایک الاؤنس دیا جاتا تھا جس میں بھتہ شامل نہ تھا۔ جب وہ میدان جنگ میں
پہنچتے تھے تو اونھیں بھتے کے نام سے ایک زائد رقم دیجاتی تھی جسے وہ پورا بھتہ کہتے تھے
لیکن اگر وہ اپنے مستقر سے میدان جنگ کے علاوہ اور کہیں بھیجے جاویں تو اونھیں اس رقم کا
نصف حصہ ملتا تھا اور یہ نصف بھتہ کہلاتا تھا۔ جنگ پلاسی کے بعد میر جعفر نے ممنون احسان
ہوکر اور فیاضی کے جوش میں آکر کمپنی کے افسروں کو ایک مزید الاؤنس پورے بھتے کے
برابر عطا کیا تھا۔ یہ ڈبل بھتہ کہلاتا تھا اور جب تک کہ فوج اوسکے واسطے میدان جنگ میں
رہتی تھی وہ اس رقم کو کلکتے کی مجلس کے مشورے سے ادا کرتا رہتا تھا میر قاسم نے بھی
اپنی تخت نشینی کے وقت اسے جاری رکھنے کی آمادگی ظاہر کی اور دیگر رقوم کے ساتھ
انکی ادائی کے لئے تین ضلع مخصوص کر دئے لیکن مجلس نظما نے یہ محسوس نہ کیا کہ میر قاسم سے
جو یہ معاہدہ ہوا ہے وہ اونکے لئے کس قدر مفید ہے اور نہ اونھیں یہ یاد رہا کہ اس علاقے کی آمدنی

قبول کرنیکے ساتھ اون پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آمدنی تو اونھوں نے قبول کرلی لیکن ڈبل بھتے کو بند کرنیکے لئے ایک قطعی حکم صادر کردیا۔ یہ حکم کچھ اس قدر سخت ناانصافی پر مبنی تھا کہ کلکتے کی مجلس نے ۱۷۶۲ء میں اسکے موصول ہونیکے بعد ہی اس معاملے پر خوب غور کیا اور اسکے جواب میں مجلس نظما کو ایک مراسلہ تحریر کیا اور اس میں ان عہدہ داروں کی نہایت پر زور الفاظ میں سفارش کی۔ مجلس کے جواب سے اس امر کا مزید ثبوت ملتا ہے کہ جو لوگ حکمران طبقے سے نہیں ہوتے اون میں اعلیٰ اختیارات سے کام لینے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ جن وجوہ کی بنا پر نظما نے اپنے ملازمین کی عرضداشت کو مسترد کیا اونکا اطلاق مراسلہ نویسی کی کسی ترکیب سے مقدمہ کے واقعات پر نہیں کیا جا سکتا۔

اس مراسلے پر ۹ مارچ ۱۷۶۳ء کی تاریخ پڑی تھی۔ اس سے ٹھیک ایک ماہ قبل کلکتے کی مجلس نے ایک خاص مقامی کمیٹی اس معاملے کی تحقیق اور اوس پر رپورٹ مرتب کرنیکے لئے مقرر کی تھی لیکن یہ کمیٹی اپنی تحقیقات ختم بھی نہ کرنے پائی تھی کہ میر قاسم سے جنگ چھڑ گئی جس میں اوس طبقے کی غیر معمولی جد و جہد ضروری تھی جسکے حقوق کی تنقیح کے لئے اوسکا تقرر کیا گیا تھا کمیٹی کے دو رکن میجر آدمس اور کرناک کی خدمات میدان جنگ میں درکار تھیں۔ آدمس اور اوسکے ماتحت عہدہ داروں کی بدولت ہی کمپنی اس خطرۂ عظیم سے بچ گئی۔ دوران جنگ میں تحقیقات بند کردیگئیں۔

حالانکہ ان افسروں نے اپنے نمایاں کارناموں سے ۱۷۶۳ء میں برطانوی مفاد کو بچا لیا لیکن مجلس نظما نے الاونس کم کرنیکے فیصلے میں قطعی کوئی تبدیلی نہ کی۔ یکم جون ۱۷۶۴ء کو جب کہ یہ فوج میر قاسم پر فتح حاصل کرکے نواب وزیر اودھ کی افواج کے سامنے پڑی تھی اونھوں نے ایک ناطق حکم جاری کردیا کہ ان کاغذات کے موصول ہونیکی تاریخ سے ڈبل بھتہ بند کردیا جاوے۔ غالباً مجلس نظما ہی دنیا بھر میں ایک ایسی حکمران جماعت ہوگی جو ایک ایسی فوج کے بھتے کے بند کرنیکا حکم صادر کرے جو میدان جنگ میں ایک ایسے زبردست غنیم کی افواج کا مقابلہ کر رہی ہو جسکی کامیابی سے کمپنی کے وجود کا معرض خطر میں پڑجانا یقینی تھا لیکن یہ اوس حماقت اور نااہلی کی محض ایک مثال ہے جس سے مجلس نظما کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

یہ مراسلہ ہندوستان ٹھیک اوس وقت پہنچا جب کہ فوج نے بکسر کی خونریز اور فیصلہ کن لڑائی میں فتح حاصل کی تھی۔ کلکتے کی مجلس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ مجلس نظما کے ان احکام کی وہ اس وقت تعمیل کرا سکتی۔ اسکی التواء کے چند اور وجوہ بھی تھے۔ لارڈ کلائیو انگلستان سے روانہ ہولیا تھا لہذا ممکن تھا کہ اوسکو اس معاملے کے متعلق خاص ہدایات کی گئی ہوں۔

کلائیو کا طرز عمل

حکومت کے دیگر شعبوں میں کلائیو نے جو مسلک اختیار کیا اوسکا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ ۱۷۶۵ء کے اواخر تک وہ فوج کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ بعد ازاں اوس نے فوراً احکام جاری کر دئے کہ بجز دوسرے رسالے کے جو الہ آباد میں مقیم ہے باقی سب کا ڈبل بھتہ یکم جنوری ۱۷۶۶ء سے بند کر دیا جاوے اور اس رسالے کو اوسکے مستقر کی گرانی اور یورپ سے سامان منگانے کے غیر معمولی مصارف کی وجہ سے میدان جنگ میں ڈبل بھتہ اوس وقت تک ملتا رہیگا جب تک کہ اوسے اپنے صوبوں میں واپس نہ بلایا جاوے اور چھاؤنی یا قلعہ کے اثنائے قیام میں محض قدیم بھتہ ملیگا کرمنا سا کے ساحل سے آگے والی کل فوجوں پر اس قاعدہ کا نفاذ کیا گیا۔ اس بارے میں کلائیو نے مزید احکام جاری کئے کہ باقی ماندہ افواج کو زمانۂ کوچ اور میدان جنگ میں محض قدیم بھتہ ملیگا۔ اور مونگھیر یا پٹنہ جیسے قلعوں یا چھاؤنیوں کے قیام میں نصف بھتہ ملیگا۔ اور کلکتے یا اپنے حلقہ میں داخل ہونیکے بعد اونھیں کسی قسم کا بھتہ نہیں ملیگا البتہ اسکے بجائے افسروں کی سکونت کا انتظام بلا معاوضہ کیا جاویگا۔

عہدہ داروں کو یہ حکم سخت ناگوار معلوم ہوا۔ ڈبل بھتہ اور اوسکے ساتھ دوسرے الاؤنس وہ اتنے عرصہ سے پا رہے تھے کہ اونھیں وہ اپنا موروثی حق تصور کرنے لگے تھے۔ اس اصلاح کے لئے اونھوں نے فوراً حکومت میں ایک عرضداشت پیش کی لیکن کلائیو نے بجا طور پر کہا کہ مجلس نظما کے احکام میں اوسکے لئے کسی قسم کی گنجائش نہیں۔ اس طور سے بے دست و پا ہو جانیکے بعد اونکے ذاتی اغراض و مفاد اونکے دیگر احساسات پر غالب آئے اور قواعد و اطاعت کے دائرہ سے باہر جا کر متعدد رسالوں اور فوجوں کے افسروں نے ایک دوسرے سے مراسلت شروع کر دی۔ کمیٹیاں قائم کیں اور فیصلہ کر دیا کہ (انکی رائے کے مطابق) مجلس نظما کے حکم نے جن حقوق سے اونکو محروم کر دیا ہے اونھیں وہ دوبارہ بزور شمشیر حاصل کرینگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کی یورپی فوج کے افسر اور اونکے ماتحت (کیونکہ ماتحتیں اپنے افسروں کا ساتھ دینے کیلئے تیار تھے۔) حکومت کے خلاف متحد ہو گئے۔

حکومت کو نیچا دکھانے اور اپنی بات اوس سے منوانیکے لیئے جو ذرائع اونھوں نے اختیار کیئے اوسکی تفصیل بیان کرنیکی نہ یہاں جگہ ہے اور نہ کوئی ضرورت۔ محض اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ بغاوت نہایت سخت اور ایک بڑے پیمانے پر تھی اور ان سازشی افسروں کے انتظامات اس قدر مکمل اور اوسکی تدابیر اس قدر اعلیٰ اور اونکی کارروائی اس قدر خفیہ رہی کہ متواتر چار مہینے تک وہ اپنی تگ و دو میں لگے رہے اور حکومت کے کان میں اوس کی بھنک تک نہ پڑسکی۔ کلائیو کو پہلی مرتبہ اطلاع سرکاری طور پر رسالے نمبر ۱ کے کمانڈار سے ملی جو خود اس کارروائی سے ہمدردی رکھتا تھا اور جو اوسکی کامیابی کا خواہاں تھا۔ اس وقت سازشی عملی کارروائی کیلئے تیار تھے۔ سول عہدہ داروں کی ہمدردی بھی اونکے ساتھ تھی۔ اسکا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ اونھوں نے اونکی امداد کیلئے ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ چندہ دیا اور حکومت کی مراسلت کی نقلیں سازشیوں کو دیدیں۔

معاملات کی پیچیدگی اور نازک حالت

معاملہ نہایت اہم اور حالت نہایت نازک تھی لیکن کلائیو سے بڑھکر اور کوئی شخص اسکے طے کرنیکے لیئے موزوں نہ تھا۔ خطرناک مواقع پر کلائیو اپنے ہم عصروں سے بڑھ جاتا تھا۔ یہ معاملہ ارکاٹ کے معاملے سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ کاویری پاک اور رسامی ویرم کے حادثے اور پلاسی کے تذبذب کی بھی اسکے مقابلے میں کچھ ہستی نہ تھی۔ اس وقت خود اوسکے آدمی اوسکے مخالف تھے اور آدمی بھی کون جنکو اوس نے خود فاتح بنایا تھا۔ تمام محفوظ فوجی مقامات اونکے قبضے میں تھے۔ توپوں اور دیگر سامان جنگ پر وہ قابض تھے۔ سرحد سے افواہ اوڑی کہ مرہٹے ۶۰ ہزار فوج لیکر الہ آباد اور کڑہ چھیننے کے لئے حملہ کررہے ہیں لیکن جس ٹھنڈے دل سے اور جس صبر و استقلال اور غیر مغلوب جسارت سے اوس نے کاویری پاک اور رسامی ویرم پر فرانسیسیوں کی بندوقوں کی زد میں رہکر کام لیا تھا اوسی طور سے وہ اس وقت ان سے مقابلہ کرنیکے لیئے موجود تھا۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ جس حکومت کی وہ اس وقت نیابت کررہا ہے وہ سخت خطرے میں مبتلا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر باغی اس وقت اوٹھ کھڑے ہوئے تو وہ اونکا مقابلہ ہرگز نہ کرسکیگا۔

جس ترکیب سے کلائیو نے اس خطرے کا مقابلہ کیا وہ ہمیشہ کے لئے سبق آموز رہیگی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ نہ گھبرایا۔ بھتّے کے متعلق جو احکام وہ جاری کرچکا تھا اونکی تعمیل کرانے کیلیئے وہ ایسا ہی تلا ہوا تھا جیسا کہ سابق موقع پر جب کہ اوس سے کہا گیا تھا کہ اوس نے اپنا حکم

کلائیو کی تدبیر اور اسکی کامیابی

واپس نہ لیا تو سرحد پر دشمن کی موجودگی میں اوسکے فوجی افسر اپنی اپنی خدمت سے مستعفی ہوجاوینگے خوش قسمتی سے سازشیوں نے اس وقت یہ فیصلہ کیا کہ اونکو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کلائیو اس میں کیا طرز اختیار کرتا ہے لہذا کلائیو کو اب اقدامی کارروائی کا موقع مل گیا۔ جس دن اوسے سازش کی اطلاع ملی اوس نے ایک کمیٹی بنائی جس میں جنرل کرناک سسٹر سائکس اور وہ خود شریک تھا جو عمل اوس نے تجویز کیا اوسکی پابندی کا اونھوں نے وعدہ کیا۔ اول اوس نے اون سے ملکر یہ طے کیا کہ مدراس سے فوراً افسروں کو طلب کیا جاوے اسکے بعد اونھوں نے ایک قرارداد منظور کی کہ جو افسر اپنی خدمت سے مستعفی ہوگا وہ کمپنی کی کسی ملازمت کا اہل نہ رہیگا اور اسکی نقلیں مختلف رسالوں میں تمام متعلقہ اشخاص میں تقسیم کرانیکے لئے بھیجدیں۔ بعد ازاں فوراً مرشد آباد کو روانہ ہوا وہاں جو افسر مذبذب تھے اونکو جاکر ایک لیکچر دیا۔ نہایت صاف اور سخت لیکن صلح آمیز الفاظ میں اوس نے خطاب کیا اور اونکو جتلا دیا کہ وہ سخت غلطی پر ہیں اور نہایت حماقت کا کام کررہے ہیں وہ فوج کی تنظیم کا خاتمہ کررہے ہیں جو فوج کی اصل بنیاد ہے۔ اوس نے کہا ممکن ہے کہ تم اس وقت کامیاب ہوجاؤ اور فتح تمھاری ہو لیکن آخر میں تم ہی گھاٹے میں رہوگے۔ اس خطا کو صرف ایک شرط پر معاف کیا جاسکتا ہے کہ فوراً اطاعت قبول کرلو" جس شخص کی وہ ہمیشہ پرستش کرنیکے لئے تیار رہتے تھے اوسکی زبان سے جب یہ الفاظ اونھوں نے سنے تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ بجز دو نوجوان سرکش افسروں کے باقی سب ڈگمگا گئے اور آخر میں ان سب نے کامل طور پر اطاعت قبول کرلی۔ اس واقعہ کے بعد دوسرے مقامات پر جہاں کرناک اور سائکس گئے تھے وہاں بھی اسی قسم کی کامیابی حاصل ہوئی اوس علاقے میں صرف دو کپتان اور ایک لفٹنٹ سرکش رہا۔

اب مونگھیر۔ بانکی پور (پٹنہ) اور الہ آباد کے اہم مقامات باقی رہ گئے۔ یہاں کے افسروں نے آپس میں بڑا سخت اتحاد قائم کرلیا تھا۔ اول الذکر مقام پر سر رابرٹ فلیچر کماندار تھا۔ یہ خود اس سازش کا حامی تھا جب وہاں کے افسروں نے وقت واحد میں یہ کہکر استعفا دئے کہ وہ بلاتنخواہ پندرہ یوم اور کام کرنیکے لئے تیار ہیں تو اوس نے اون سے نہایت ہمدردی کی اور اوس نے وعدہ کیا کہ وہ اونکے مراسلے صدر مقام کو بھیجدیگا بانکی پور پر جہاں اس وقت پٹنے کی فوجی چھاؤنی تھی ایک اعلیٰ عہدہ دار سر رابرٹ بریکر

(S. R. Braker) جو کلائیو کے ساتھ انگلستان سے آیا تھا کمانڈار تھا اوس نے دوسرا ہی طرز اختیار کیا۔ اونھیں جواب دینے سے قبل اوس نے کلائیو سے مراسلت کی جو اس وقت مرشدآباد میں مقیم تھا اور اوس سے حکم منگا لیا کہ جس افسر کا بھی رویہ اوسکے نزدیک بغاوت کے تحت آسکے اوسے وہ فوراً حراست میں سے لے اور جبتک کہ فوجی عدالت قائم نہ ہو وہ اونھیں بانکی پور میں مقید رکھے۔ فوجی افسروں کی میدان جنگ میں تعداد پوری کرسکنے لئے اوس نے دو مقامی ماتحت افسروں کو جو اس وقت تک وفادار تھے فوراً ترقی دیدی۔ لیکن بانکی پور کے افسروں نے بھی اپنے مونگھیر والے ساتھیوں کی تقلید کی اور سب نے ملکر وقت واحد میں استعفا پیش کر دیا۔ بریکر نے محض اونکا استعفا نامنظور ہی نہ کیا بلکہ اون میں سے چار کو جنھیں وہ سرغنہ سمجھتا تھا گرفتار کرکے دریا کے راستے سے کلکتے روانہ کر دیا اس سخت گیری سے سرکش ڈھیلے پڑگئے اور اوسکے بعد کلائیو مع اون چند افسروں کے جو مدراس سے آگئے تھے مونگھیر پہنچا اس سے مفسدوں کو ایک ایسی زک پہنچی جس سے وہ آخر تک نہ سنبھل سکے۔

لیکن الہ آباد کی حالت اس سے بھی زیادہ خطرناک تھی وہاں اور سورج پور کے مستقر پر صرف دو افسر ایک کرنل اسمتھ اور ایک اوسی کا ہم نام میجر ابتک اس اثر سے محفوظ تھے چار چھ ایسے خفیف متاثر تھے کہ ضرورت کے وقت اون سے توقع کیجا سکتی تھی کہ وہ دونوں اسمتھوں کا ساتھ دیں گے۔ باقی سب سازش میں شریک ہوچکے تھے۔ ان میں سے جو الہ آباد میں مقیم تھے اونھوں نے حسب معمول اپنی غداری دکھائی میجر اسمتھ جسکے پاس اونکی کمان تھی اوس نے سپاہیوں کی مدد سے ان سب افسروں کو مقید کر لیا جو چار خفیف سے متاثر تھے اونکو چھوڑ دیا بعد ازاں اوس نے ان باغی افسروں کو متنبہ کردیا کہ جو ان میں سے بھاگنے کی کوشش کریگا خواہ کوئی ہو وہ بلا ترس کھائے ہوئے اسکے گولی مار دیگا۔ یہ ترکیب نہایت موثر ثابت ہوئی بجز چھ کے باقی سب نے اطاعت قبول کرلی اور اونھیں اپنے اپنے کام پر واپس ہونیکی اجازت دیدیگئی۔ دوسرے چھ پٹنہ بھیجدئے گئے تاکہ وہاں اون پر مقدمہ چلایا جاوے۔ سورج پور میں کرنل اسمتھ نے بھی یہی طرز اختیار کر لیا لیکن وہاں تو تقریباً نصف سرکش رہے اور اون کو گرفتار کرکے کلکتے بھیجدیا۔

اس عرصے میں مونگھیر کے افسر اودھم مچاتے رہے اور اونکا کمانڈار سر رابرٹ فلیچر اونکو شہ دیتا رہا۔ کلائیو کی آمد سے ایک روز قبل کرنل چیمپین (Colnel Cham Pion) نے جسے اوس نے پہلے سے بھیدیا تھا موقع پاکر اوسکا عندیہ لے لیا کہ وہ اب خود کلائیو سے ملکر اپنا حال عرض کرنا چاہتے ہیں۔ یہ معلوم کرکے کلائیو نے انھیں حکم دیا کہ دوسرے دن صبح کو اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ وہ قواعد کریں۔ اسکے ساتھہی اوس نے چیمپین کو حکم دیا کہ وہ الف۔ اسمتھ کی کمان میں جو اوس وقت تک وفادار تھا اوسکی کمان میں سپاہیوں کے دو بٹالین تھیں انکو لیکر میدان میں پہنچ جاوے۔ اسمتھ قلعے میں داخل ہوتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ تمام یورپی پیدل اور توپخانے والے غدر مچانے پہ تلے ہوئے ہیں۔ بغیر کسی پس وپیش کئے وہ اپنے سپاہیوں کولیکر اونکی طرف بڑھا۔ جرأت کرکے ایک فوجی مقام پر اوس نے قبضہ کیا۔ یہ ایک ٹیلہ تھا جسے اس میدان کی جس میں یورپی افسر تھے کلید سمجھنا چاہیئے موخر الذکر نے جو قلعے سے باہر نکلنے والے ہی تھے جب یہ دیکھا کہ سپاہی اس مقام پر قابض ہو گئے ہیں تو وہ ڈگمگا گئے۔ اونکے ٹھہرنے سے اسمتھ نے موقع پاکر اون سے کہہ دیا کہ اگر وہ فوراً اپنی بارکوں میں واپس نہ ہوئے تو وہ اون پر گولی چلا دیگا۔ اس موقع پر سر رابرٹ فلیچر بھی آپہنچا۔ اوس نے باغیوں کو ابھارنا شروع کیا اور اونھیں نقد روپیہ دیا لیکن معاملے کو سمجھنے کے بعد ہی اوس نے اپنا طرز بدلدیا۔ سرکشوں کو دو گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرنیکا حکم دیا گیا اور کل واقعہ کی اطلاع کلائیو کو کردی گئی۔ افسر فوراً قلعے سے چلے گئے اور اوس دن کا حادثہ ختم ہو گیا لیکن جب دوسرے روز کلائیو نے سب کو جمع کرکے خطاب کیا۔ اور سرکشوں کو اونکی بدکرداری پر لعنت ملامت کی اور دیسی سپاہیوں کے طرز عمل کی تعریف کی اور انھیں انعامات دیئے تو سب کے سب سیدھے ہوئے۔

جہاں تک مونگھیر کا تعلق تھا وہاں تو بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ جن افسروں کو فلیچر نے نکالدیا تھا اونھوں نے اس عرصے میں مونگھیر سے کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالدیا تھا اور وہاں وہ دوسرے مقامات سے اپنے ساتھیوں کی آمد کے انتظار میں تھے لیکن اونھیں ایک ایسے آدمی سے سابقہ تھا جو نال منول جانتا ہی نہ تھا۔ کلائیو نے اونکو حکم دیا کہ وہ فوراً کلکتے روانہ ہو جاویں۔ اور اونکو وہاں سے جلد بھگانے کی غرض سے دیسی سپاہیوں کا

ایک دستہ اپنے حکم کی تعمیل کرنیکے لئے بھیجدیا۔ اسکے بعد نہ مونگھیر میں شورش رہی اور نہ اوسکے دوسرے کسی پڑاؤ پر۔

بانکی پور کے افسروں نے باوجود سر رابرٹ بریکر کی ترکیب کے جسکا ذکر ہوچکا ہے لارڈ کلائیو کے پاس اپنے استعفے بھجوادئے لیکن مونگھیر کے واقعہ کی اطلاع نے اونکو چوکنا کردیا اور وہ مرعوب ہوگئے۔ جب کلائیو پٹنہ پہنچا تو اس نے ان افسروں کو عاجز و محجوب و پشیمان پایا۔ یہاں اوسکا کام صرف انکو معاف کرنیکا رہ گیا۔ یہاں الہ آباد اور سورج پور کے استھوں کی کامیابی کی خوشخبری سنی شورش کے آخری شعلوں کو بجھانے اور سرکشوں کے سرغنوں کو ٹھکانے لگانیکی غرض سے اوس نے پٹنے میں ہی قیام کیا اس آخری کام کو اوس نے اس انداز سے انجام دیا جس سے ترحم آمیز انصاف کی بو آتی ہے۔ فلیچر جس نے اس معاملے میں دوغلاپن دکھایا تھا اور جسکا فعل سراسر ذاتی اغراض پر مبنی تھا وہ فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا اور ملازمت سے برخاست کیا گیا۔ اوسکے ساتھ کے پانچ اور افسروں کو بھی نکالدیا لیکن ان میں سے ایک جان نیول پارکر (John-Neville Parker) کو ۱۷۶۹ء میں اپنے عہدے پر دوبارہ مامور کردیا گیا جو کمپنی کی نمایاں خدمت کرنیکے لئے زندہ رہا اور ۱۷۸۱ء میں اوس نے اپنے مالکوں کی خاطر جان دی۔

جس آسانی سے کلائیو اس سخت سازش کا خاتمہ کرسکا اوسکا صرف ایک ہی سبب تھا۔ جس وقت کلائیو کو سازش کی اطلاع ملی تو بجائے اونکے حملے کا انتظار کرنیکے اوس نے خود پیش قدمی کی۔ باغیوں نے اوسے موقع بھی دیدیا اور پہلی چوٹ اوسی نے اونکے رسید کی۔ اور اپنی اپنی جگہ تنہا دفاعی کارروایوں تک محدود رہکر اونھوں نے اوسے یکے بعد دیگرے اونکا خاتمہ کرنیکا بھی موقع دیدیا۔ یہ وہی ترکیب تھی جس سے نپولین نے ۱۷۹۶ء و ۱۸۰۵ء و ۱۸۰۹ء میں آسٹریا کے خلاف کام لیا اب یہ سوچنا محض بے سود ہے کہ اگر کلائیو دفاعی کارروائی پر ہی اکتفا کرتا جیسا کہ اکثر لوگ اس موقع پر کرتے تو کیا حشر ہوتا۔ قطعی دوسرا راستہ اختیار کرکے اوس نے محض نازک حالت ہی کو نہ سنبھال لیا بلکہ ایک فیصل فتح حاصل کرکے سرکشی پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ فوجی افسروں کا طرز قطعی بدل گیا جو اپنے سول سروس والے بھائیوں کی طرح ناجائز طریقے سے روپیہ حاصل کرنیکی

فکر میں لگے ہوئے تھے۔ کلایو کا کیرکٹر اور طرز عمل اسکی شاندار سپاہیانہ زندگی میں
کسی موقع پر اس قدر نمایاں نہیں ہوا جس قدر کہ اس غدر میں باغیوں کو سزا دیتے وقت ہوا۔
یہ وہ فتنہ تھا جسے اوس نے تن تنہا فرو کیا۔ ان یورپی سپاہیوں کی سابق خدمات
اوسے یاد رہیں اور بجز چند کندۂ ناتراش افراد کے اوس نے باقی سب کو آئندہ لڑائیوں
میں اس داغ کے مٹانیکا موقع دیا۔

کلایو کے کام کی تکمیل اور اوسکی واپسی

کلایو کا کام اب ہندوستان میں ختم ہوگیا۔ جو کام اوسکے تفویض ہوا تھا اوسے
نہایت مکمل طور پر اوس نے انجام دیا۔ جس حد تک آگین (Augean) کے اصطبل کا
صاف کرنا ممکن تھا اوس حد تک اوس نے اوسے صاف کردیا۔ اوس نے قطعی آرام نہ لیا
تھا۔ اوسکی صحت خراب ہو چکی تھی۔ ۱۷۶۵ء میں اوس نے مجلس نظما کو اطلاع دیدی تھی کہ
جس وقت وہ سرکاری مفاد کو بلا نقصان پہنچائے یہاں سے ہٹ سکا وہ استعفا دیدیگا
اسکے جواب میں نظما نے اوسکی خدمات کی پرزور الفاظ میں تعریف کی اور اوس سے درخواست
کی کہ وہ ہندوستان میں ایک سال اور قیام کرے۔ جب دسمبر ۱۷۶۶ء میں اوسے
یہ خط ملا تو جس حد تک کہ اوسکے پاس ذرائع موجود تھے اور جہاں تک اوسکے امکان میں
تھا وہ اپنے جملہ مفوضہ کاموں کو انجام دے چکا تھا۔ اوسکی صحت خراب ہوچکی تھی لہذا اوس نے
خیال کیا کہ جو ملک وہ انگلستان کے لئے فتح کر چکا ہے اوسے اب عزت کے ساتھ
خیرباد کہدینا چاہئے۔ اوس نے ایک نہایت قابل قدر یادداشت مرتب کی، گزشتہ تین سال
میں جو کام اوس نے انجام دئے تھے اون سے اصول اخذ کئے اور اپنے جانشین کے
مسلک کی رہنمائی کے لئے اوس میں درج کیا اور اپنی مجلس انتظامی کے ایک رکن مسٹر ورلسٹ
کو اپنا جانشین بنا دیا۔ کرنل رچرڈ اسمتھ کو جو اوس وقت سرحد پر تھا سپہ سالاری کے لئے نامزد کیا۔
مسٹر سائکس، مسٹر کارٹر اور مسٹر بیچر کو مجلس کا رکن مقرر کیا۔ دوست احباب کو خیرباد کہا
اور ۲۹ جنوری ۱۷۶۷ء کو برٹانیہ جہاز پر سوار ہو کر عازم انگلستان ہوا۔

پندرھواں باب

فاتح اور بدبز رماں کی واپسی اوسکے ہموطنوں کا اوسکے ساتھ سلوک اوسکی کشمکش اور اوسکا انتقال

کلائیو کے مخالفین کا زور

انگلستان کے قابل ترین اور غیر جانبدار مورخ ارل اسٹینہوپ خامس (Fifth Earl Stenhop) نے کلائیو کے دور ثانی کے نتائج کی تعریف نہایت خوبی سے ایک جملہ میں ادا کی ہے "بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اوسکا پہلا دور بلحاظ فتوحات اہم تھا تو اوسکا دوسرا دور بلحاظ اصلاحات اوس سے ہرگز کم اہم نہیں۔ اس سے کم از کم ایک اچھی حکومت کی مستحکم بنیاد پڑ گئی۔ اگر کلائیو کچھ عرصہ اور اپنی جگہ پر رہتا تو نتائج اور بھی بہتر ہوتے" لیکن اوسکا وہاں رہنا ناممکن تھا دسمبر ۱۷۶۶ء میں اوسکا ضعف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ وہ خود مراسلت تک نہیں کرسکتا تھا۔ اوسے آرام کی ضرورت تھی اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں وہ دوسرے مہینے میں آرام کی غرض سے انگلستان روانہ ہوگیا۔ مگر شومئی قسمت سے اوسے آرام وچین نصیب نہ ہوا برخلاف اس کے اوسکا سابقہ اپنے جانی دشمنوں سے پڑا جو اوسکی مخالفت پر سختی سے تلے ہوئے تھے اور مخالفت میں اس قدر اندھے تھے کہ اون سے کسی قسم کی نازیبا حرکت کا سرزد ہونا بعید نہ تھا۔ ان سب حملوں کے بانی وہ بیکار عہدہ دار تھے جنھیں اوس نے اون عہدوں سے علحدہ کیا تھا جنھیں وہ بدنام کر رہے تھے لیکن اونھوں نے اپنی مخالفت میں حکومت کے مشہور مدبروں کو جو اس وقت اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

کلائیو کے دامن پر تنہا بدنما داغ

اس شخص کی مخاصمت کی یہ ایک دردناک کہانی ہے جس نے اپنے وطن کی نہایت شاندار خدمتیں انجام دی تھیں۔ سخت تحقیقات کے بعد اوسکے دامن پر صرف ایک داغ نظر آیا اور وہ امین چند کے ساتھ اوسکا سلوک تھا لیکن امین چند ایک ناصب تھا جس نے ریاست کے ایک اہم ترین راز میں رہکر یہ دھمکی دی تھی کہ اگر اوسکی خدمات کے صلے میں اوسکے بیجا رقمی مطالبات پورے نہ کئے گئے تو وہ راز افشا کردیگا۔ ایسا شخص قطعی قابل لحاظ نہیں۔ اگر کلائیو اوسکے مطالبات کو رد کردیتا تو اوسکی غداری سے ہزاروں کی

جانیں تلف ہو جاتیں اور انگریز بنگال سے خارج کر دئے جاتے کلائیو نے اونہی ایشیائی ہتکھنڈوں سے اوسکا مقابلہ کیا جو اوس نے کلائیو کے خلاف استعمال کئے تھے اور کلائیو اوس پر غالب آیا۔ لیکن یہ بیان کہ اوسکی یہ حرکت شرافت سے گری ہوئی اور اوسکی اعلی حیثیت اور شریف طبیعت کے لئے نازیبا تھی بلا شبہہ ناقابل تردید ہے لیکن وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو اشخاص اس وقت اس قدر سختی کے ساتھ اسکی مذمت کر رہے تھے آیا وہ خود ایسے سخت اور نازک وقت میں اسکے برعکس کام کر سکتے تھے۔ چند نامہ نگاروں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس طرح دھوکہ کھانیکے بعد امین چند کا دماغ خراب ہوگیا اور اب تک اسکو اور بھی کیا جاتا تھا لیکن تحقیق نے اس قصے کو باطل کر دیا ہے یہ سچ ہے کہ ان واقعات کے انکشاف کا اوسکے دماغ پر اثر پڑا لیکن مالوہ کے ایک سادھو کی تیز نگاہ پڑ جانیکے بعد اوس نے کلکتے میں دوبارہ اپنا کاروبار فروغ کر دیا اور اپنی عمر تک برابر فروغ حاصل کرتا رہا۔ اس معاملے کے دوسرے حصے یعنی امیر البحر واٹسن کے دستخط کرنیکے تعلق کلائیو نے خود اپنے حلفیہ بیان میں مجلس عوام کے سامنے کہا کہ امیر البحر نے دستخط کرنے سے البتہ انکار کر دیا تھا لیکن جہانتک اوسکو یاد ہے اوس نے مسٹر لشنگٹن (Lushington) کو دستخط کرنیکی اجازت دیدی تھی اور اس معاملے سے جو لوگ مستفید ہوئے اون میں امیر البحر واٹسن بھی شریک تھا بلکہ سازشیوں کی فتح کے بعد جو حصہ اوسے ملا اوس سے زیادہ کا اوسکا مطالبہ تھا لیکن انہی دونوں باتوں کی بنا پر اون بدکاروں نے جنکو کلائیو نے اپنے دوسرے دور میں برخاست کیا تھا اوس پر حملہ کیا اور اونکے حلیفوں نے اپنے حملوں سے اس ناتوان فاتح کو جسکی صحت قطعی خراب ہو چکی تھی بیحد ستایا۔

اس مخالفت کے بانیوں کی نگاہ میں کلائیو کا دراصل قصور یہ تھا کہ وہ خود متمول بنکر آیا تھا اور اپنے مفتوحہ ملک کے مال غنیمت سے اونھیں اوس نے مستفید نہ ہونے دیا۔ درحقیقت انگلستان اور فرانس میں بجز معدودے چند کے سب کے سب ہندوستان کو ایک غیر معلوم ملک سمجھتے تھے جہاں نوعمر جاکر سنبھل جاتے تھے اور عین اپنے شباب کے زمانے میں دولت سمیٹ کر اور اکثر شہرت بھی حاصل کرکے اپنے وطن واپس آجاتے تھے۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ ایسے آدمیوں کو ہی ستاتے تھے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اسی قدر لاثانی ہوتے تھے۔ انگلستان میں کلائیو اور وارن ہیسٹنگز کی مثال ہے جنکی شہرت و ناموری کے

حق کو دو مشہور انگریز حال میں ثابت کر چکے ہیں[1] اسی طور سے فرانس میں ڈوپلے۔ لابورڈانس اور لیلی ہیں۔ دردناک افسانوں کے سخت ترین افسانوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنے اپنے ملک کی اعلیٰ خدمتیں انجام دیکر واپس ہوتے ہیں تو اونکے بدترین مخالف اکثر حکومت کی وزارت پر دکھائی دیتے ہیں۔ بجز سزا کے طریقوں کے جو انھوں نے اپنے مشہور حریفوں کو دی جنھوں نے ہندوستان میں شاندار خدمت انجام دی تھی یا بجز ان مصائب کے فرق کے جو اون پر عائد کی گئیں آئین پسند انگلستان اور مطلق العنان فرانس میں قطعی کوئی فرق نہیں۔

اب ہم اپنے مبحث کی طرف عود کرتے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کلائیو نے اپنے دوسرے دور میں بنگال کی سول سروس کو پاک کر دیا تھا۔ مرتشی اور بدکار عہدہ دار جنھیں اوس نے برخاست کیا تھا وہ اوسکے ہندوستان کے قیام کے زمانے ہی میں انگلستان واپس ہو گئے تھے اور جن مراسلات میں اوس نے مجلس نظما کو اونکی شکایات روانہ کی تھیں وہ یا تو اونکے ساتھ ہی پہنچے یا انکے بعد۔ ان مراسلات کے موصول ہونیکے بعد نظما نے اپنے و نیز شاہی مشیر قانون سے مشورہ کیا اور ان ملزموں پر جنھوں نے مجلس کے احکام کے خلاف ہندوستانیوں سے نذرانے وصول کئے تھے مقدمہ چلایا۔ لیکن ملزم مالدار تھے اونھوں نے نظما کے فیصلے کا مالکان کمپنی کی مجلس کے یہاں مرافعہ کیا ان دونوں جماعتوں پر تقسیم منافع کے متعلق اختلاف تھا اور یہ مسئلہ درپیش تھا کہ نظما کی تجویز کے مطابق منافعہ دس فیصدی قرار دیا جاوے یا ساڑھے بارہ فیصدی۔ سالانہ اجلاس میں ان اشخاص نے جنھیں کلائیو نے برخاست کیا تھا اپنی رائے مالکان کمپنی کے موافق دیکر اونکو جتا دیا اس بدکار جتھے نے اس فتح سے فائدہ اوٹھا کر ایک قرارداد منظور کرا لی کہ جو مقدمہ اونکے خلاف دائر ہے وہ خارج کر دیا جاوے۔ فوراً اسکی تعمیل بھی ہو گئی۔

انگلستان میں کلائیو کی خدمات کا اعتراف

دو مہینے بعد ۱۴ جولائی کو کلائیو انگلستان پہنچا نہایت مناسب طور پر اوس کا استقبال ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اوسکو شرف ملاقات بخشا۔ اس ملاقات کے بعد مجلس نظما نے اپنے پورے اجلاس میں اوسکا استقبال کیا اور جو نمایاں خدمات اوس نے

[1] نندکمار کے معاملے میں سر فٹزجیمس اسٹیفن اور اودھ اور روہیلکھنڈ کے مقدمات میں سر جان اسٹریچی۔

انجام دی تھیں اونکا شکریہ ادا کیا بعد ازاں مجلس کا ایک عام جلسہ منعقد کر کے اونھوں نے تحریک پیش کی کہ میر جعفر نے جو جاگیر کلائیو کو عطا کی تھی اوسکی مدت میں دس سال کی توسیع کر دیجاوے یہ قرار داد باتفاق آرا منظور ہو گئی۔

ابتک آئندہ آنے والے طوفان کے کوئی آثار نہ تھے۔ بادی طوفان جو دور سے اوٹھ رہا تھا اوسکی کلائیو کے کان میں ابتک بھنک بھی نہ پڑی تھی مثل سابق کے اوس کے حوصلے اب بھی بڑھے ہوئے تھے جس مستعدی سے اوس نے مشرق میں کام لیا تھا اُسی طور سے وہ اب بھی اپنے ملک کی خدمت کے لئے تیار تھا اوس نے خود اپنے اور اپنے چھ رشتہ داروں کے انتخاب کا انتظام کر لیا تھا۔ انتخاب تک آرام کرنیکی غرض سے وہ لیڈی کلائیو اور اپنے دوستوں کی ایک ٹولی کے ساتھ پیرس روانہ ہوا (جنوری ۱۷۶۸ء) مستقبل پر اوسکو پورا اعتماد تھا۔ اوسے خود بادشاہ کا حکم مل چکا تھا کہ کمپنی کے اندرونی و خارجی معاملات کے متعلق وہ اپنی رائے کا اظہار کرے اور کمپنی اور اپنی قوم کے لئے جو مناسب تحریک وہ پیش کر دیگا اوس میں بادشاہ اوسکی اعانت کریگا مجلس نظما کی لاعلمی اور اوسکی جہالت آمیز ضد کا اوسے خوب تجربہ ہو چکا تھا اپنے جانشین مسٹر ورلسٹ کو اوس نے لکھا کہ ہر شخص اون سے نفرت کرتا ہے۔ اوسکو کامل یقین تھا کہ مجلس مالکان کے آئندہ اجلاس میں اونکو بچانا یا اونکو تقویت دینا اوسکے ہی ہاتھ میں ہوگا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ اوسے اپنی ذات پر شاید ہی کبھی اتنا اعتماد ہوا ہوگا اور شاید ہی کبھی اس وقت سے زیادہ اوسے اپنے مستقبل کا کبھی یقین ہوا ہوگا۔

تاہم باوجود قلبی اطمینان کے جو اوسے حاصل تھا اور آئندہ سیاسی کشمکش کے جسکی اوسے آرزو تھی اوسکے دوست دیکھ رہے تھے کہ ہندوستان کے گزشتہ تین سال کے قیام کا جو اثر اوسکی صحت پر پڑا ہے وہ ابتک موجود ہے۔ اوس کا دماغ ہمہ وقت چلتا رہتا تھا لیکن اوسکی صحت اوسکا ساتھ نہ دے سکتی تھی اوسکے دوست اور اوس کے معالجوں کا مشورہ تھا کہ پندرہ مہینے تک اوسے فرانس میں کامل آرام لینا چاہئے۔ بدقت تمام وہ اوسے آٹھ ماہ کے قیام کے لئے راضی کر سکے۔ واپسی پر اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی غیر موجودگی میں ہی وہ اور اوسکے چھ رشتہ دار پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہو چکے ہیں۔

کلائیو کے خلاف اوسکی جد و جہد

اوسکی واپسی کے بعد ہی اوسکے دشمنوں نے اوسکے خلاف جد و جہد شروع کر دی۔

اوسکے مظالم کے قصوں کی لنڈن میں اونھوں نے بھرمار کردی۔ سر رابرٹ فلیچر نے جسکے شرمناک چال چلن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے ایک رسالہ اوسکے خلاف لکھا جس سے اوسے بیحد اشتعال پیدا ہوا۔ چند اور باتیں بھی تھیں جنکا اس وقت اوس پر اثر پڑا جس عام انتخاب میں وہ اور اوسکے رشتے دار منتخب ہوئے تھے اوسکے بعد جو وزارت قائم ہوئی اوسکا صدر ڈیوک آف گریفٹن (Duke of grafton) مقرر ہوا لارڈ چیتھم لارڈ پریوی سیل (Lord chatham Lord Privy Seal) اور لارڈ نارتھ چانسلر آف دی ایکسچیکر (Lord North Chancellor of the Echequer) چیتھم کی صحت ایک عرصے سے خراب تھی جسکی وجہ سے اوسے مجبوراً اواخر ۱۷۶۹ء میں اپنی جگہ سے مستعفی ہونا پڑا آئندہ سال جنوری میں ڈیوک آف گریفٹن نے بھی استعفا دے دیا اور لارڈ نارتھ اوس کے بجائے فرسٹ لارڈ آف دی ٹریزری وزیر فنانس مقرر ہوا۔ کلائیو نے ان وزارتوں میں سے کسی کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ کیا تھا۔ گرنیول (grenville) کے وہیگز (whigs) جو اس وقت حکومت کی مخالفت میں تھے اور جنکا سردار جارج گرنیول تھا اونکا معاون وہ اپنے آپ کو بتا چکا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کلائیو نے اعلان کر دیا کہ ہندوستانی معاملات میں وہ کسی فریق کا ایسے مسلک میں ساتھ نہیں دیگا جس سے کہ وہ نا واقف ہو لیکن لارڈ نارتھ کی کابینہ میں کوئی شخص بھی ہندوستان سے واقف نہ تھا البتہ اگر کلائیو مع اپنی سات کی جماعت کے اونکے ساتھ شریک ہوجاتا تو وہ اپنے دوسروں ساتھیوں کا سا بھا پڑھا لیتا۔ جب کلائیو کا ایک دوست و معاون مسٹر ویڈربرن (Mr. wedderburn) جو ایک نہایت قابل وکیل تھا نارتھ کی وزارت میں شریک ہوا تو اسکا امکان معلوم ہوتا تھا لیکن کلائیو گرنیول کے ہی ساتھ رہا۔ یہاں اسکا کوئی خاص اثر نہ تھا دشمن جنکی تعداد اور مخاصمت روز افزوں تھی اونکا وہ نشانہ بنا ہوا تھا۔ نومبر ۱۷۷۰ء میں جارج گرنیول کا بھی انتقال ہوگیا اور کلائیو کی حالت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی۔

اس عرصے میں ہندوستان کے معاملات کی روش بھی تشفی بخش نہ تھی۔ بنگال میں البتہ مسٹر ورلسٹ (Verelst) کلائیو کے تجویز کردہ اصول پر کاربند تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کی امداد سے وہاں امن و امان برقرار رکھنے اور خوشحالی کو بحال رکھنے میں

کامیاب رہا تھا لیکن مدراس میں حیدر علی نے جو شخص اپنی ذاتی قابلیت وجرأت وجسارت کے زور سے سلطنت میسور کے اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچ گیا تھا اپنے حملوں سے وہاں کے انگریزوں کو سخت نقصان پہنچایا تھا اور اوغیس اس قسم کے کثیر اخراجات پر اوس نے مجبور کر دیا تھا کہ سرمایہ داران کو آئندہ کچھ زمانے تک کسی قسم کے منافع کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ ان مالی مشکلات کو حل کرنیکے لئے حکومت انگلستان اور کمپنی والے بجز اس بے سود ترکیب کے کہ تین کمشنر نگرانکار کی حیثیت سے ہندوستان روانہ کئے جاویں جنھیں کمپنی کے دیگر ملازمین پر پورے اختیارات حاصل ہوں اور کوئی تدبیر نہ سوچ سکے اونھوں نے مسٹر وینسٹارٹ (Vansittart) کو نامزد کیا۔ یہ شخص کلائیو کا بڑا گہرا دوست رہا تھا لیکن اس زمانے میں اوسکا سخت مخالف ہوگیا تھا اگر کلائیو کی مخالفت کارگر نہ ہوتی تو یہ ورسلٹ کی جگہ اس موقع پر گورنر مقرر ہوگیا ہوتا اس کے ساتھ اونھوں نے مسٹر اسکریفٹن (Scrafton) کو جو کمپنی کا قدیم اور قابل قدر ملازم تھا اور کرنل فورڈ جو شمالی سرکار اور بدرا کا فاتح تھا شریک کیا یہ دونوں کلائیو کے مخلص دوست و معاون تھے۔

۱۷۶۹ء کے موسم خزاں میں یہ صاحب آرورا (aurora) جہاز سے روانہ ہوئے۔ آرورا راس تک تو پہنچ گیا لیکن خلیج سائمن (Simono' Boy) سے نکلنے کے بعد اوسکا پتہ نہ لگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا۔

اسکے بعد کافی مدت گزر گئی اور انگلستان میں کسی کو یہ محسوس تک نہ ہوا کہ جن خرابیوں کو دور کرنیکے لئے نگرانکار مقرر کئے گئے تھے اونکے لئے اور کسی علاج کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اس عرصے میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے سخت اور فوری تدابیر کا اختیار کرنا لازم ہوگیا ۱۷۷۰ء میں تین ولایتوں میں سخت قحط پڑا جو پچھلے زمانوں کے تمام قحطوں سے بڑھ گیا۔ زمانہ حال کی طرح سابق موقعوں پر مغربی غیر ملکی ایسی مصیبتوں کے تدارک کا انتظام کرنیکے لئے موجود نہ تھے بارش نہ ہوئی۔ تالاب خشک ہوگئے چانول کے کھیت سوکھ گئے۔ نوواردوں کے لئے بھی صرف چند قریب کی کھیتوں میں غلہ رہ گیا اس قسم کے قحط سے انگریزوں کا پہلا سابقہ تھا لہذا انھوں نے بھی کوئی انتظام پہلے سے نہ کیا تھا بلا کی مصیبت تھی بڑے تجارتی مرکز جہاں اناج ملنے کی توقع ہو سکتی تھی وہاں مردوں و سسکتے ہوؤں کے منظر نظر آتے تھے۔

سمندر اور دریاؤں میں لاشیں اس قدر کثرت سے تیرتی نظر آتی تھیں کہ اون کے تعفن کی وجہ سے مچھلیوں تک کو ہاتھ لگانیکو دل نہ چاہتا تھا۔ دو سال بعد گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اسکے اثرات بیان کرتے وقت کہا کہ اکثر مقامات پر نصف اور مجموعی طور پر ایک تہائی آبادی تباہ ہوگئی۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس مصیبت وبلائے ناگہانی کا اثر سرمایۂ ہند کے مالکوں پر بھی اس قدر پڑا کہ وہ بھی چونکنے ہوگئے۔ اونکے بڑے بڑے منافعوں کی توقعات منقطع ہوگئیں۔

اسکے تدارک کے لئے بھی مجلس نظماء کے بڑے بڑے دماغ بجز اوس ترکیب کے جسکا خاتمہ آرورا کے ڈوبنے سے ہوچکا تھا کچھ اور نہ سوچ سکے۔ اونھوں نے دوسرے نگرانکار بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن لارڈ نارتھ نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اوس نے کمپنی کے دستور کے لئے ایک مسودہ پیش کیا کہ کلکتے میں ایک عدالت العالیہ قائم کیجاوے جس میں ایک میر مجلس اور تین جج ہوں جنکا تقرر شاہ انگلستان کی طرف سے ہوا کرے گورنر بنگال کو دوسرے دو احاطوں پر بھی اختیارات دئے جاویں اور گورنر جنرل اوسکا لقب ہو۔ اوسکی اعانت اور نگرانی کے لئے پانچ ارکان کی ایک مجلس مقرر کیجاوے اس مسودے میں بڑی کمزوری یہ تھی کہ اوس نے اس مجلس کو نگرانی کے اختیارات عطا کردئے۔ گورنر جنرل کو اس میں صرف ایک رائے کا اختیار تھا اور محض مساوی رائے ہونیکی حالت میں اوسے زائد رائے کا حق حاصل تھا۔ مسٹر وارن ہیسٹنگز جو بارہ ماہ قبل جان کارٹیر (John Cartier) سے جائزہ لے چکا تھا پہلا گورنر جنرل ہوا۔

مجلس عوام میں کلائیو کے خلاف کارروائی

حیدر علی سے جنگ اور بنگال کے قحط کی وجہ سے ۱۷۷۱ء، ۷۲ء و ۷۳ء میں پارلیمنٹ کے مباحثوں میں ہندوستان اور اوسکے معاملات کا خوب ذکر رہا اور اس سلسلے میں کلائیو کا نام بھی نہ بچ سکا اس پر جنرل بارگاوئن (General Burgoyne) نے خاص طور پر حملے کئے یہ شخص لارڈ بنگلے (Lord Bingley) کا بیٹا تھا اور تاریخ میں اسکی خاص اہمیت یہ ہے کہ امریکہ کی نوآبادیات والوں کے مقابلے میں اس نے ۵۷۹۱ برطانوی سپاہیوں سے ہتھیار ڈلوادئے تھے۔ ہندوستان کے معاملات کی تحقیقات کے لئے اکتیس (۳۱) ارکان کی ایک مجلس منتخب ہوئی اور اپریل ۱۷۷۲ء میں یہ اسکا صدر مقرر ہوا۔ اوسی سال نومبر میں لارڈ نارتھ کی تحریک پر تیرہ ارکان کی ایک مجلس رازداری کے

نام سے کمپنی کے جملہ امور پر غور کرنیکے لئے قائم ہوئی۔ ان کمیٹیوں کی دوسری کارروائیوں کے ذکر کی اس کتاب میں کوئی ضرورت نہیں۔ انکا باضابطہ طور پر تقرر بھی نہ ہوا تھا کہ انھوں نے لارڈ کلائیو پر تیر چلانے شروع کر دئے۔ ایک نہایت سنجیدہ مورخ نے ان حملوں کے اسباب اس قدر خوبی سے بیان کئے ہیں کہ ان سے اقتباس کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔

"علاوہ اون سرکاری بے عنوانیوں کے جنکا لارڈ کلائیو مرتکب تھا اندیشہ ہوتا ہے کہ اوسکے خلاف ذاتی حسد بھی کام کر رہا تھا۔ جن نظاموں کی ماتحتی میں اوس نے کام کیا تھا اونکی مالی مشکلات کے مقابلے میں اسکی کثیر دولت زیادہ معرض بحث میں آگئی اور جیسا کہ عموماً ہوتا ہے اوسکی امارت سے خوش ہونیوالے کم اور جلنے والے زیادہ تھے۔ نیو کاسل (Newcastle) کی ڈچیس ڈاویجر (Duchess Dowager) کا شاندار مکان وہ خرید کر چکا تھا اور نہایت فیاضی سے اوس پر روپیہ صرف کر رہا تھا۔ اکثر چھوٹے علاقوں میں وہ اتنا روپیہ لگا چکا تھا کہ اپنے چھ سات دوست یا رشتہ داروں کو وہ باسانی پارلیمنٹ میں منتخب کرا سکتا تھا۔ ایسی حالت میں برگاوئنی کی ذیلی مجلس نے کلائیو کو اپنے حملوں کا نشانہ بنا لیا۔ ان لوگوں نے چند معاملات کو ایسا نمایاں کر دیا کہ درحقیقت اونکی بیخ نہیں کیجا سکتی تھی مثلاً امیرالبحر واٹسن کے جعلی دستخط بنانے اور امین چند کو دھوکہ دینے کا واقعہ۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ اوسکے کارناموں پر خاک نہ ڈال سکے۔ خود کلائیو سے اونھوں نے جرح کی اور اوسکے ساتھ برا سلوک کیا۔ کلائیو اپنی ایک تقریر میں بطور شکایت کے کہتا ہے کہ "میں قوم کا ایک ناچیز خادم اور پلاسی کا بیرن (Baron of Plassy) ہوں لیکن ذیلی مجلس نے مجھے دارالعوام کا رکن نہ سمجھا بلکہ ایک بھیڑ چرانیوالا سمجھکر مجھ سے جرح کی" وہ بالکل سچ کہتا ہے کہ "جناب والا مجھے یقین ہے کہ اگر میرے کوئی زخم ہوتا تو وہ چھپا نہ رہتا۔ میرے خوب گہرے نشتر لگائے گئے ہیں کسی نے میرے ٹھنڈے مرہم نہیں لگائے۔ جناب والا۔ میرے دل میں تو پھوڑے پڑے ہوئے ہیں جو ہسپانیہ کی تیز ڈنک والی مکھیوں اور دیگر اشتعال انگیز چیزوں سے ڈالے گئے ہیں"

کلائیو کے خلاف اظہار ملامت کی تحریک

ان متواتر حملوں کے زمانے میں کلائیو نے نہ کبھی صبر کو ہاتھ سے جانے دیا اور نہ اوسکی بردباری اور سنجیدگی میں کبھی فرق آیا۔ کسی موقع پر بھی اوس نے اپنی اعلیٰ اسپرٹ میں فرق نہ آنے دیا۔ وہ ایک غیر مغلوب ہیرو کی طرح کھڑا رہا ہر الزام کا جواب

نہایت مستعدی سے دیتا۔ کبھی کبھی اپنے مخالفین پر ایک آدھ فقرہ بھی کس دیتا تھا لیکن وہ بھی نہایت متانت و شرافت سے۔ اوسکے خاص دوست مسٹر ویڈر برن نے جو اس وقت سرکاری وکیل تھا اوسے نہایت معقول مدد دی جو ہر لحاظ سے حق بجانب تھی۔ اوسکے قدیم دشمن سِلیون نے بنگال کے نظم ونسق کا اس طور پر ذکر کیا کہ اوس میں کلایٔو پر کوئی راست حملہ نہ تھا تاہم اوس سے ہر ایک کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ پس پردہ ضرور بہت کچھ مخفی ہے۔ یہ دیکھ کر کلایٔو نے بنگال میں اپنے دور کے ہر ایک پہلو کو اس انداز سے واضح کیا کہ ہر ایک نے اوسے پسند کیا۔ بالآخر مئی ۱۷۷۳ء میں جنرل برگاؤنی نے اون کمزور الزامات کو بیان کیا جو ابتک تمام دلائل کی اصل بنے ہوئے تھے اور اظہار ملامت کے لئے اونھیں تین تحریکوں کی شکل میں اوس کے سامنے پیش کیا۔ تحریکات یہ ہیں۔

(۱) "کہ فوجی اثر یا معاہدے کے ذریعہ سے جو کچھ بھی حاصل ہو اصولاً سلطنت کی ملک ہے"۔

(۲) "سلطنت کے ایسے اشخاص جنکے تفویض سول یا فوجی کام ہوں اونکا ان محاصل میں سے کسی چیز کو اپنے ذاتی تصرف میں لانا خلاف قانون ہے"۔

(۳) "کہ کثیر رقوم اور دیگر بیش بہا اشیا بنگال کے نوابوں اور دوسروں سے اون اشخاص نے جنکے تفویض سول و فوجی کام تھے اپنے سرکاری اثر سے حاصل کی ہیں اور ان رقوم اور بیش بہا چیزوں کو وہ اپنے ذاتی تصرف میں لائے ہیں"۔

ان تحریکات میں کسی کا نام درج نہ تھا لیکن انکو پیش کرتے وقت برگاؤنی نے جو تقریر کی اس میں اوس نے ایسا انداز رکھا کہ جو لوگ نشانہ بنائے گئے تھے اونکے متعلق کوئی شبہہ باقی نہ رہا۔ فاتح بنگال کی حقیقی اور فرضی بے عنوانیوں پر تقریر کرتے وقت اوس نے اس قدر درشت لہجہ اختیار کیا کہ اوس سے تجاوز کرنا ممکن نہیں۔ کمپنی کو جن مصائب کا سامنا تھا اون سب کی بنا اوس نے اون غداروں کے گروہ کو قرار دیا جس نے سراج الدولہ کو معزول کرکے میر جعفر کو مسند نشین کر دیا تھا اور اوس معاملے کے بانیوں کے طرز عمل کو بدترین گناہ قرار دیا۔ اسی قسم کے درشت الفاظ میں امین چند کے معاملے اور امیر البحر واٹسن کے جعلی دستخطوں کا ذکر کیا اور اسی قسم کے سخت الفاظ میں اوس گفتگو کا حوالہ دیا جو اونکی رائے میں نذرانے کے نام سے بایں غرض کی گئی تھی کمپنی کے سربرآوردہ ملازمین کیلئے نواب میر جعفر سے

روپیہ گھسیٹا جائے۔ کلائیو کے دوسرے دور کے متعلق بھی اوس نے اس قسم کا سخت ودرشت لب ولہجہ رکھا حالانکہ یہ وہ خاص زمانہ ہے جس میں کلائیو کو رشوت ستانی اور اس قسم کی بدکرداریوں سے متواتر مقابلہ کرنا پڑا۔ اس نے محض اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی تقریر ختم کرتے وقت اوس نے کہا کہ اگر یہ تحریکیں منظور کرلی گئیں تو وہ ان پر بھی اکتفا نہ کرے گا بلکہ انکے بعد چند اور تحریکیں پیش کریگا کیونکہ اوسکا خاص مقصد تو یہ ہے کہ جن اشخاص نے اس مذموم طریقے سے کثیر دولت حاصل کی ہے وہ کل اون سے واپس لیجاوے۔

ویڈربرن کلائیو کی طرف سے وکیل تھا اور یہ دیکھنے میں آیا کہ اکثر لوگ جو اپنے کو بادشاہ کے بھی خواہوں میں شمار کرتے تھے اونھوں نے بھی اوسکی امداد کی۔ تھرلو برگاوئنی کی طرف سے وکیل تھا۔ وزیر اعظم لارڈ نارتھ نے اوسکے موافق رائے دی۔ ان تحریکات پر جو رائے زنی ہوئی اوس سے ہاؤس کے خیالات کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ جنھوں نے انکے موافق رائے دی اون میں اکثر وہ لوگ بھی تھے جنکا خیال یہ تھا کہ خود کلائیو کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ برگاوئنی اپنی دوسری تحریکات بھی جن کی اوس نے دھمکی دی ہے پیش کردے تاکہ بجائے ایک عام اور موہوم تحریک کے کسی خاص ایسی تحریک پر جسکا راست کلائیو سے تعلق ہو ہاؤس کی رائے لیجا سکے۔ یہ سب تحریکات منظور ہوگئیں۔

بعد ازاں برگاوئنی نے حسب وعدہ اپنی فتح کو مکمل کرنیکی تدبیر کی اور ۱۰ مئی کو مندرجۂ ذیل تحریک پیش کی۔

کلائیو کے خلاف جنرل برگاوئنی کی پیش کردہ مزید تحریکات

"کہ اس ہاؤس کی رائے میں رائٹ آنریبل رابرٹ لارڈ کلائیو بیرن آف پلاسی نے سراج الدولہ کی معزولی اور میر جعفر کی مسند نشینی کے وقت اپنے اختیارات کے اثر سے جو اوسے بحیثیت رکن مجلس انتظامی اور برطانوی افواج کے سپہ سالار کے حاصل تھے دو لاکھ روپیہ حاصل کئے اور بحیثیت سپہ سالار کے اونکو اپنے تصرف میں لایا اور دو لاکھ اسی ہزار کی مزید رقم مجلس انتظامی کے رکن کی حیثیت سے حاصل کی اور تقریباً سولہ لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ ذاتی عطیہ کے نام سے حاصل کی ان سب کی مجموعی تعداد بیس لاکھ اسی ہزار مساوی دو سو چونتیس ہزار پونڈ سکہ انگریزی کے ہوتی ہے اور اس فعل سے کلائیو نے اوس عہدے کی جس پر وہ مامور تھا اور اون اختیارات کی جو اوسے حاصل تھے غلط استعمال کیا اور اس طور سے سرکاری ملازموں کے لئے ایک بری مثال قائم کی

ریاست کے نام و اقتدار پر بٹہ لگایا اور اوسکے مفاد کو نقصان پہنچایا"

کلائیو کی صفائی

کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ الزامات اچھی طرح ثابت نہ تھے لیکن کلائیو نے حسب عادت نہایت استقلال سے انکا مقابلہ کیا۔ اوسے اس بات کی خوشی تھی کہ بالآخر اصلی معاملہ پیش ہوگیا اور ایک عرصے سے جو اوسے بدنام کیا جارہا تھا اور گالیاں دیجارہی تھیں اور موہوم و فرضی و خیالی الزامات کا اوسکے خلاف طومار بندھا ہوا تھا اون سب پر قوم کی اعلیٰ عدالت یعنی مجلس عوام اب اپنی رائے کا اظہار کر سکے گی۔ اس تحریک پر جو اوسکا فیصلہ ہوگا اوسی پر اوسکی فتح و شکست کا انحصار ہوگا گھمسان کی لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے یا ذلت برداشت کرنیکا جو ایک راستہ ہمیشہ اوس کے سامنے رہا وہی اوس وقت بھی اوسے درپیش تھا۔ اوس نے لڑائیاں اپنے سپاہیانہ جوہر سے نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کے زور سے فتح کی تھیں اور اسکے بل پر وہ اس موقع پر بھی فتح حاصل کرنیوالا تھا اور اوس نے فتح حاصل کرکے دکھا دیا۔ اس تحریک کے پیش کرتے وقت بھی برگائن نے اون تمام دلائل کو دوہرایا جو سابق موقع پر اوس نے پیش کئے تھے اور جب وہ اپنی تقریر کو روما کے قدیم ہیروں کی طرح ان الفاظ پر ختم کرکے بیٹھا کہ "جب ریاست میں انصاف کی ضرورت ہو تو برابر ہاتھ اوٹھانا چاہئے" اسکے بعد کلائیو اپنی مدافعت کے لئے کھڑا ہوا۔ اپنی خدمات کو گنوا کر اوس نے ہاوس کو یاد دلایا کہ بنگال کے معاملات جن کو برگائن نے جرم کی بنا قرار دی ہے اونکی نوعیت کا علم کمپنی اور حکومت کو اوس وقت سے ہے جبسے کہ وہ دونوں ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ میری خدمات کا شکریہ ادا کرچکے ہیں بعد ازاں جس فریق کے اشارے سے اوس پر مقدمہ چلایا گیا تھا اوسکے خودغرضانہ اور انتقام پسند محرکات کو نمایاں کیا۔ اس سلسلے میں اوس نے ان باوقار اصحاب کو بھی نہ چھوڑا جنھوں نے مختلف وجوہ سے مقدمہ چلانیکی اجازت دی تھی۔ اسکے بعد اوس نے ہاوس کی توجہ خاص طور سے اس امر پر مبذول کرائی کہ انڈیا آفس جو اس وقت مستغیث بنا ہوا ہے اوس نے اوسے مجبور کرکے دوسری مرتبہ بنگال بھیجا تھا اور اس بات پر اظہار افسوس کیا تھا کہ وہ اپنی صحت کے خراب ہونیکی وجہ سے وہاں اور زیادہ قیام نہ کرسکا۔ اس قسم کے اسناد پیش کرنیکے بعد کہا کہ "کیا میں اسی کا مستحق ہوں کہ مجھے ملزم بناکر کھڑا کیا جاوے اور میرے بہترین کام ریاست کے خلاف جرم قرار دئے جاویں"

اگر یہ قرارداد منظور ہوگئی تو مجھ کو اپنے سالانہ ۵۰۰ پونڈ کی وراثت پر زندگی بسر کرنی پڑیگی لیکن میں اس پر قانع رہونگا اور غالباً غیر مستقل اور مخدوش دولت کے مقابلے میں مجھ کو اس سے زیادہ قلبی اطمینان اور دلی مسرت حاصل ہوگی لیکن جناب والا میں ایک بات اور واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اگر جناب آزیبل کرنل برگائونی صاحب اور ہاؤس کی یہ تشریح کہ لفظ ریاست جو ان تحریکات میں استعمال کیا گیا ہے اوس سے اس وقت کمپنی مراد ہے منظور کرلیگئی تو جو رقم میرے پاس ہے اوس کی پائی پائی میرے لئے منظور شدہ ہے حضرت سولہ سال کے بعد مجھے اس طرح صفائی کے لئے طلب کرنا اور جس مال و دولت پر میں بلا مداخلت غیرے اتنے عرصے سے قابض و متصرف ہوں اوسکو ناجائز قرار دینا کس قدر ظلم ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ برطانیہ کی مجلس اعلیٰ میرے ساتھ اس قسم کا سلوک کریگی اور اگر بفرض محال ایسا ہوا بھی تو کچھ مضائقہ نہیں مجھ کو تو اپنی بیگناہی کا پورا علم ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میرا چلن اور طرز عمل ہرگز قابل ملامت نہیں تم مجھے تباہ کرسکتے ہو قائل نہیں کرسکتے۔ جو کچھ میرے پاس ہے میرے دشمن مجھ سے چھین لیں وہ اپنے خیال کے مطابق مجھے مفلس بنادیں لیکن میں تو خوش ہی رہونگا۔ حالانکہ میں اوس وقت اپنی بریت کے لئے ثبوت بہم پہنچانیکے لئے کھڑا ہوں لیکن یہ سب کچھ میں اپنے بچاؤ کے لئے نہیں کہہ رہا۔ میری سماعت تو کسی دوسری عدالت میں ہوگی لیکن قبل اسکے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں اس ہاؤس سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب آپ میری عزت پر حرف لانیکا فیصلہ کریں تو اپنی عزت کو نہ بھول جاویں"

کلائیو کے متعلق کی تحریکات میں ترمیم اور برگائونی کی شکست

بحث ملتوی کردی گئی۔ اور چند روز میں گواہوں نے ہاؤس کے سامنے اظہار دئے۔ لارڈ کلائیو نے ذیلی مجلس کے سامنے جو بیان دیا تھا وہ بھی وہاں پڑھا گیا۔ اس کے بعد جب بحث شروع ہوئی تو اسٹینلے (Stanley) نے یہ تحریک پیش کی کہ جن الفاظ سے کلائیو کی عزت پر حرف آتا ہے اونکو نکال دیا جاوے۔ فلر نے اس کی تائید کی اور اس سے بڑھکر اصلاح یہ پیش کی کہ جس جملے میں "بیجا اثر" ہے اوسے بھی خارج کردیا جاوے۔ اس تحریک کی اجازت دی گئی اور اس اصلاح پر بحث شروع ہوئی ایک طول بحث کے بعد رائے لی گئی تو معلوم ہوا کہ ۱۵۵ نے اصلاح کے موافق اور ۹۵ نے اوسکے خلاف رائے دی۔ برگائونی کی تحریکات کے سب ڈنک اس فتح سے

جھڑ گئے۔ اوسکے فرقے کے ایک شخص نے جنگ جاری رکھنے کی غرض سے یہ تحریک پیش کی کہ کلائیو نے اپنے فرائض کے انجام دینے میں اپنے اختیارات کا جو استعمال کیا اور جبکا وہ خود اقبال کر چکا ہے وہ نازیبا تھا۔ ہاؤس نے اس بحث کو چھیڑنے سے انکار کر دیا۔ آخر پانچ بجے صبح کے ہاؤس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی جس سے برگاؤنی کی شکست کمل ہوگئی۔

"کہ رابرٹ کلائیو نے اسکے ساتھ ہی اپنے ملک کی اعلی اور قابل قدر خدمات انجام دیں"

اس قدر سخت حملوں کے بعد کلائیو کی بابت جو فیصلہ ہوا اوس پر لارڈ اسٹینہوپ نے جو پارلیمنٹ کی کارروائی میں نہایت مشاق تھا لکھا کہ "اس قرارداد کو بریت کا فیصلہ سمجھنا چاہئیے۔ یہ سچ ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہاؤس نے اوسکے خلاف فیصلہ کرنے میں پس و پیش کیا۔ اور یہ ایک دانشمندی کا کام تھا اسکے بعد مقدمے کا خاتمہ ہو گیا اور کلائیو کو آئندہ پارلیمنٹ کے حملے کا قطعی خوف نہ رہا" اگرچہ فتح حاصل ہوگئی لیکن عزت و آبرو اور دولت کے جھگڑے سے اس آن بان والے شخص کی صحت پر بہت بڑا اثر پڑا ہندوستان سے جس مرض میں مبتلا ہو کر آیا تھا اوسکی سخت تکلیف پہلے سے ہی تھی۔ اگر اوسکی صحت ذرا بھی اچھی ہو جاتی تو وہ دشمنوں سے فراغت حاصل کرنیکے بعد اوس جنگ میں کسی اعلیٰ عہدے کی کوشش کرتا جو شمالی امریکہ کی نوآبادیات سے چھڑنیوالی تھی۔ وہ جگہ اوسکے لئے موزوں ہوتی اور وہاں اپنے مشاغل میں ان سب تکالیف کو وہ بھول جاتا اور متواتر دورے جو پڑتے تھے وہ بھی غائب ہو جاتے لیکن پارلیمنٹ کے مقدمے کے بعد اوسکے وہ مشاغل بھی جاتے رہے جس میں اوسکا دماغ منہمک رہتا تھا لہذا اوسکی صحت پر اسکا اور بھی برا اثر پڑا۔ باتھ (Bath) پہنچکر وہاں کی آب و ہوا سے فائدہ اوٹھانیکی کوشش کی لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ وہاں کی آب و ہوا کی خوبی بھی اوسکے لئے مفقود ہوگئی تو وہ وسط یورپ کو چلا گیا لیکن اوسے کہیں چین نصیب نہ ہوا۔ متعدد پیچیدگیاں پیدا ہوتی گئیں اور اوسکی نیند تک کافور ہوگئی۔ سفر اور سیر و تفریح سے بھی کچھ تسکین نہ ہوئی اب دماغ میں وہ قوت بھی نہ تھی جسکے بل بوتے پر وہ تقدیر کی نیرنگیاں برداشت کرتا رہتا تھا۔ ۱۷۷۴ء میں انگلستان واپس ہوا۔ اور کچھ عرصے بعد اوسی سال نومبر میں خود اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ظاہری طور پر تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوسکے ہوش و حواس قائم تھے اور اوس نے

کشمکش کا اثر کلائیو کی صحت پر مضر اثر

کلائیو کی حیرت انگیز موت

خود جان بوجھ کر یہ کام کیا۔ لارڈ اسٹینہوپ لکھتا ہے کہ "آخر وقت تک اوس نے اپنی سنجیدہ طبیعت اور قوت ارادی کو برقرار رکھا"۔ جنھوں نے اوسکی زندگی کا مطالعہ کیا ہے اونکے لئے یہ ایک معمیٰ ہے کہ ایسے اعلیٰ دماغ شخص کے ہوش وحواس اس موقع پر کیونکر جاتے رہے کہ اوس سے یہ حرکت سرزد ہوگئی۔

انگلستان کے عروج میں کلائیو کا دخل

ایک فرانسیسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ "ایک ایسی ذات کا جسکا انگلستان کے عروج میں بہت کچھ حصہ تھا اس طرح سے خاتمہ ہوا"۔ ایک غیر ملک والے کا یہ بیان ناقابل رد ہے قیصر نے اپنے ملک کے لئے گال Gaul فتح کیا۔ ہنیبال (Hannibal) نے تقریباً نصف صدی تک روما کا ناطقہ بند رکھا۔ ویلنگٹن نے فرانسیسیوں کو پرتگال وہسپانیہ سے نکال باہر کیا۔ کلائیو کے کارنامے ان سب سے بڑھے ہوئے رہے۔ اس نے بحر اطلانٹک میں اس ادنیٰ جزیرے کے لئے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کردی جو زمانۂ قدیم سے مشہور تھی جسکا سکندر کے زمانے سے بول بالا تھا جسکا جلیل القدر فرمانروا ملکۂ الزبتھ کا ہمعصر تھا اور اوسکے آبا و اجداد سے زیادہ روشن خیال۔ زیادہ تہذیب یافتہ اور خود اوس سے زیادہ دوربین مدبر اور اوس سے زیادہ مذہبی رواداری کا حامی تھا۔ لارڈ اسٹینہوپ (Lord Stanhope) کے بیان کے موافق کلائیو ایک بڑے پلے کا آدمی تھا لیکن وہ اس سے بھی کہیں زیادہ بڑا تھا۔ کیئس جولیس (Caius Julius) کی طرح اوس میں دونوں اوصاف تھے۔ وہ اعلیٰ مدبر بھی تھا اور جوانمرد سپاہی بھی۔ وہ سوچ بچار بھی خوب کرتا تھا اور اوسکے ساتھ ہی عملی میدان میں اپنے جوہر دکھاتا تھا بحیثیت ایک حاکم کے کوئی حکومت قوت ارادی میں یا کام کی مکمل ترتیب میں یا حصول مقصد میں اوس سے سبقت نہیں لیجا سکتی۔ اوسکے مالکوں نے جو اختیارات اوسے دئے تھے اون سے کام لیکر جس خوبی سے اوس نے اپنے دور ثانی میں بنگال میں عملی جوہر دکھائے اوسکا بھی کوئی دوسری حکومت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ جس حاضر دماغی اور سنجیدگی کا کلائیو نے کاویری پاک اور سامی ویرم اور کلکتے میں جب کہ گھرے کے ہلنے کے بعد اوس نے آپ کو صوبہ دار کی چالیس ہزار فوج میں گھرا پایا ثبوت دیا اوس سے کوئی سپہ دار کسی میدان جنگ میں نہیں بڑھ سکتا۔ کسی موقع پر وہ نہ مرعوب ہوتا تھا اور نہ کبھی اوسکے اوسان خطا ہوتے تھے۔ اوسکا فیصلہ فوری اور وقتی ہوتا تھا اور وہی ہمیشہ صحیح نکلتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ قدرتی طور پر انسانوں کا سردار

بننے کے لئے پیدا ہوا تھا۔

کلائیو کا قابل معافی جرم اور اوسکی اصل بنا

لیکن اخلاق کی تلقین کرنیوالا کہتا ہے کہ اوس نے جرم کیا اور فوراً امین چند کا عہدنامہ مورخ کے منہ پر مار دیتا ہے۔ بے شک اوس نے یہ معاہدہ کیا۔ یہی نہیں بلکہ مجلس عوام کے سامنے اوس نے کہا کہ "اگر دوبارہ ایسا موقع پیش آوے تو پھر میں ایسا ہی کرونگا۔" اوسکے کسی نکتہ چیں کو اون خوفناک معاملات کا اندازہ نہ تھا جو امین چند کی غداری سے لاحق ہونیوالے تھے لیکن اوسکی ادراک نے اوسکا صحیح اندازہ کر لیا تھا۔ کلائیو کے فیصلے پر ہزاروں جانوں کا انحصار تھا۔ ان سب کی جان بچانیکا اوسے ایک ہی کارگر طریقہ سجھائی دیا کہ دھوکہ دینے والے ہی کو دھوکہ دیا جاوے۔ میں خود کہتا ہوں کہ اوسکا فیصلہ غلط تھا لیکن کلائیو نے ذیلی مجلس کے روبرو جو کہا تھا وہ یاد رکھنا چاہئے کہ اوس میں اوسکی کوئی ذاتی غرض شامل نہ تھی۔ اوس نے یہ سب کچھ ایک سفاک کو مایوس کرنے اور اوسکی غداری کے نتائج کو روکنے کے لئے کیا تھا۔ اوس پر بڑی سخت ذمہداری تھی۔ اور دوسروں کو بچانیکے لئے اوس نے یہ کام کیا اخلاق کی تلقین کرنیوالے کوئی صاحب کلائیو کی حیثیت میں خود کو رکھ کر ذرا غور کریں تو غالباً وہ بھی اپنے کو اوسی کا ہم خیال پاویں گے۔ جزیرہ انگلستان کو کرۂ زمیں کی قوموں میں ممتاز بنانیکے لئے جو خدمات اوس نے انجام دیں اونکے مقابلے میں اس ایک غلطی کو جو غلطی ضرور ہے ہم ہمیشہ نہیں پیش کرنا چاہئے۔ مجلس عوام نے ایک طویل مباحثے کے بعد اسے معاف کر دیا لیکن آیندہ آنیوالی نسلیں جو اوسکی اس غلطی سے مستفید ہو چکی ہیں محض مجلس عوام سے اتفاق کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں۔ کلائیو اپنی تمام غلطیوں اور کمزوریوں کے باوجود اون لوگوں میں تھا جنھوں نے انگلستان کے عروج کے لئے بہت کچھ کیا۔ اسکا ثبوت ہمیں روزانہ ملتا ہے۔ اوسکی ایک غلطی اوسکی قبل از وقت موت کا باعث ہوئی اوسکے حاسدوں اور انتقام پسند غنیموں کو اوسکی بدولت ایک ہتھیار مل گیا اور کلائیو کے ہاتھ سے امریکہ میں مزید نام پیدا کرنیکا موقع جاتا رہا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اوسکی دائمی خدمات ہمیں اس بات پر آمادہ کر لیں کہ ہم اوسکی اوس ایک غلطی کو دل سے نکال ڈالیں جسکا کفارہ وہ خود اپنی زندگی میں ہی دے گیا۔

تمت

صحت نامہ لارڈ کلائیو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	اس	×
۵	۶	Levv	Levy
۶	۷	اسکو	اسے
۷	۱۲	مفعولیہ جہاں	جہاں یہ نام آئے اُسے مغلیہ پڑھا جائے۔
۹	۱۱	تو اتنا	نام تو اتنا
۱۰	۳	نہ تھی	تھا
۱۲	۱۳	عہدے کو	نوابی کے عہدے کو
۱۳	۳	نواب دولت علی مسند	نواب دولت علی کی مسند
″	۱۸	خوف	خوف سے
۱۷	۱۱	کوگ	لوگ
۱۹	۹	انوارالدین	انورالدین
۱۹	۱۸	فرانسیس	فرانس
۲۰	۱۲	انوارالدین	انورالدین
۲۱	۹	موقع	موقع ملا
۲۳	۱	وہ	×
″	۲۵	کردیا	لیا
۲۵	حاشیہ	ان	اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱۰	وتھی	نہ تھی
۲۹	۲۴	مداخلوت	مداخلت
۳۳	۱۸	کا	میں
۳۴	۵/۱۶	سوار	سوارہ
۳۷	۱۶	اون	اس
۳۸	۵	پہ	پرتو
۴۰	۲۲	ہی	بھی
″	۲۴	اور جگہ کے	اور ہر جگہ کے
۴۱	۵	نہ کی	کی
۴۲	۸	غنیم	غنیم کی
۴۲	۲۴	اوٹیل	جہاں جہاں یہ نام آئے اُسے اوٹینل پڑھا جائے۔
۴۴	۲۲	بڑے	بڑا
۴۵	۱۵	بانی	باغی
۵۰	۱۶	افسر	افسر مع
۵۱	۷	فلکٹا	فلٹا
″	۱۶	بڑی	برّی
۵۳	۱۸	بلاح	ملاح
۵۴	۸	دالیس	والپس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶	۱۹/۲۲	پہر	ہر
۵۹	۱۲	دیگا	دیگیا
〃	۲۴	جیسٹنگز	ہیسٹنگز
۶۱	۱	کرگیا	کریگا
۶۲	۱۰	پہنے	پہنچے
۶۳	۱۰	اپنے اپنے	اپنے
۶۵	۲۴	مسمر	میجر
۶۶	۱۷	آتے ہوے	آتی ہوئی
۶۸	۳	کینٹ	سینٹ
۷۴	۱۷	مالدا	مالوا
۷۵	۲	اوسے	اوسے ضرور
۸۰	۱۴	کو	کے
〃	۷	مراعات	مقامات
〃	۱۴	دیئے	حوالہ کردیئے
۸۳	۱۰	ڈاک	ڈاک کی
۸۵	۱۰	خودہی	خود بھی
〃	۱۱	اوس پر	اوس پر بھی
۸۹	۲۵	Tacetus	Tacitus
〃	〃	گالیا	گالیا
۹۱	۸	آئے	آئے گی
〃	۱۸	Ferdinaud	Ferdinand
〃	۲۱	اخیر	×
۹۲	۱۰	کرنا	کرتا
۹۲	۱۰	اونھیں	اونہی
۹۳	۱۳	Lawrenoe	Lawrence
		Sulivan	Sulvian
۹۳	۲۳	راسے	رائے
۹۴	۱۵	اور	اور وہ
۹۵	۶	اسکے	اس نے
۹۷	۱۶	ہو	آکر
〃	۲۴	سنہ ۱۷۶۱	سنہ ۱۷۶۰ کو
۱۰۵	۲	اوسکے	اونکے
۱۰۶	۱	کرینگے	کرینگے
۱۰۷	۲۵	گوارز	گورنر
۱۰۹	۱۲	سمپاسی	سپاسی
۱۱۲	۱۸	نگرائی	نگرانی
۱۱۴	۱۴	شمرو	سمرو
〃	۱۸	نہ ہو	نہ ہوں
۱۱۵	۶	سرداروں	سرداروں سے
۱۱۷	۲۲	ربتی	رہتی
〃	۲۴	ضلع	ضلعے
۱۱۹	۱۷	الاڈنس	الاونس
۱۲۰	۴	اوسکی	اونکی
۱۲۳	۷	اوسکی	اور جسکی
۱۲۶	۸	جملہ	جملے
۱۳۰	۷	Echequer	Exchequer

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۱	۱۴	Boy	Bay	۱۳۶	۱۰	بلکہ	بلکہ اپنے۔
۱۳۱	۲۴	کھیتوں	کھیتون	″	″	اس کے	اسی کے
۱۳۲	۲۱	جو حملے	حملے	″	۱۱	اس تحریک	ان تحریکوں سے
۱۳۴	۱۱	حاصل ہو	حاصل ہوا ہو وہ				